سلسلہ مطبوعات ۳۴

نور الصباح

فی ترک رفع الیدین بعد الافتتاح

جلد دوم

تالیف

مناظر اسلام

حضرت مولانا حافظ محمد حبیب اللہ ڈیروی صاحب نور اللہ مرقدہ

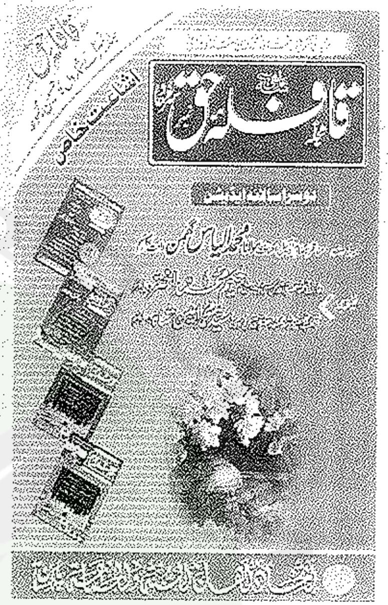
سابق استاذ الحدیث نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

ناشر اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ پاکستان

نور الصباح

جلد دوم

حضرت مولانا حافظ محمد حبیب اللہ ڈیروی صاحب



هُوَالفتّاحُ العَلیم

مالی اراکم رافعی ایدیکم کانہا
اذناب خیل شمس اسکنوا فی الصلوۃ
(مسلم شریف)

نُورُ الصَّباح ﷺ حصہ دوم

فی ترک رفع الیدین بعد الافتتاح

تألیف

مناظرِ اسلام
مولانا حافظ محمد حبیب اللہ ڈیروی دامت برکاتہم
سابق استاذ الحدیث نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

ناشر: اتحاد اھل السنۃ والجماعۃ پاکستان
87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا
فون نمبر 048-3881487 موبائل نمبر 0307-8156847

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
1	حافظ ڈیروی کی گرفت	13
2	انجمن اشاعت التوحید کا ایک خط	14
3	خط کا جواب	16
4	اظہار الحق علی تلبیسات ارشاد الحق	22
5	تلبیس نمبر 1	22
6	تلبیس نمبر 2	23
7	تلبیس نمبر 3	28
8	تلبیس نمبر 4	37
9	تلبیس نمبر 5	38
10	تلبیس نمبر 6	40
11	اثری صاحب کا شکوہ	42
12	تلبیس نمبر 7	44
13	تلبیس نمبر 8	44
14	تلبیس نمبر 9	46
15	صاحب مدونۃ الکبری پر جرح	49
16	اثری صاحب کا حملہ	56
17	جزء رفع الیدین و جزء القراءت جو امام بخاری کی طرف منسوب ہیں ان کا راوی مجہول ہے	58
18	رجسٹری نمبر 101	62
19	عبدالرشید انصاری کا ایک خط	63
20	حافظ محمد حبیب اللہ ڈیروی کی گرفت عبدالرشید انصاری اور مولانا محمد صدیق اور مولانا سلفی پر	64
21	حکیم محمود کا ایک خط	76
22	حکیم محمود صاحب کے مراسلہ کا جواب	81
23	شمس الضحیٰ کا جواب	110
24	حکیم محمود کی جہالت نمبر 1	111
25	جہالت نمبر 2 و 3	113
26	جہالت نمبر 4 و 5	114
27	جہالت نمبر 6	115
28	جہالت نمبر 7 و 8	116
29	جہالت نمبر 9	117
30	جہالت نمبر 10، 11	118
31	جہالت نمبر 12، 13، 14	119
32	جہالت نمبر 15	120

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
33	جہالت نمبر 16	121
34	خالد گھر جاکھی کی بددیانتی	134
35	خالد گھر جاکھی کی بددیانتی	136
36	حافظ ابن حجرؒ کی پشیمانی	150
37	فلیح راوی سخت ضعیف ہے	160
38	خالد گھر جاکھی کی بددیانتی و جہالت	166
39	دارقطنی والی روایت کا جواب	168
40	ایک لطیفہ	169
41	خالد گھر جاکھی کی خیانت	171
42	عبدالرشید انصاری اور اس کے معاونین بھی بے حیاء ہیں	172
43	حضرت انسؓ کا عمل	173
44	امام حاکم شیعہ ہیں	174
45	غیر مقلدین کی پریشانی	187
46	نواب صدیق حسن خان کا جواب	189
47	انٹرنیٹ میں عبدالرشید انصاری کی کاروائی	189
48	امام شافعیؒ کا اعتراض	192
49	امام احمد و حدیث وائلؓ	193
50	حضرت وائلؓ کی آمد 10ھ میں	196
51	خالد گھر جاکھی کی خیانت و بددیانتی	197
52	خالد گھر جاکھی کا جھوٹ و بددیانتی	202
53	امام مالکؒ کا فیصلہ	205

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
54	ترک رفع الیدین کی روایات پر اعتراض	209
55	حکیم محمود کی جہالت نمبر 1	211
56	جہالت نمبر 2	213
57	جہالت نمبر 3	214
58	جہالت نمبر 4	215
59	اعتراض نمبر 3	216
60	عبداللہ بن مبارک کی حدیث ترک رفع الیدین کی سند	217
61	حکیم محمود کے چند جھوٹ	219
62	جھوٹ نمبر 1	219
63	نواب صدیق حسن خان احناف کے طریقے پر نماز پڑھتا تھا۔	220
64	مالکیہ حضرات رفع الیدین نہ کرتے تھے	220
65	جھوٹ نمبر 2 شاہ شہید کا رفع الیدین کرنا	221
66	جھوٹ نمبر 3 تا 7	222
67	الجواب	223
68	جھوٹ نمبر 8 حدیث بیہقی	223
69	جھوٹ نمبر 9 تا 10 انعام کے بارے میں	224
70	الجواب	225
71	حکیم محمود کے خط کی فوٹو کاپی	226
72	حافظ حبیب اللہ کے خط کی فوٹو کاپی	227
73	جھوٹ نمبر 11	227
74	کیا رسول اللہ ﷺ کے دور میں بخاری شریف تھی	227

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
75	جھوٹ نمبر 12 تا 14	228
76	حکیم محمود صاحب کا تضاد	228
77	جھوٹ نمبر 15 تا 16	229
78	جھوٹ نمبر 17	229
79	جھوٹ نمبر 18	230
80	جھوٹ نمبر 19 تا 21	232
81	جھوٹ نمبر 22 تا 25	233
82	جھوٹ نمبر 26 تا 27	234
83	ایک اعتراض اور اس کا جواب	234
84	جھوٹ نمبر 28 تا 29	235
85	جھوٹ نمبر 30	236
86	سرور العینین	237
87	محترم ارشاد الحق صاحب کی تقریظ اور اس میں جھوٹ	237
88	زبیر علی زئی کا ایک جھوٹ	238
89	سفیان ثوری طبقہ ثانیہ کا مدلس	239
90	دارقطنی نے العلل میں حدیث ابن مسعود کی سند کو صحیح کہا ہے	242 243
91	ایک بہتان	243
92	بخاری شریف میں حدیث کے بعض ٹکڑے صحیح نہیں ہوتے	245
93	امام بخاری کو بھی بعض نے ترک کر دیا ہے	246

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
94	تعارض نمبر 1 تا 3	247
95	جھوٹ نمبر 2	248
96	جھوٹ نمبر 3	248
97	جھوٹ نمبر 5	249
98	جھوٹ نمبر 6	250
99	ایک تحریف	250
100	حافظ عبدالمنان و حافظ زبیر علیزئی فتح الباری کا حوالہ پیش کرنا	251
101	امام احمد بن حنبلؒ اور اسحٰقؒ کا بے سند حوالہ	253
102	حضرت ابوبکر صدیقؓ کی روایت	254
103	محمد بن الفضل السدوسی کی منکر روایات بخاری میں بھی موجود ہیں	256 259
104	حدیث ابوحمید الساعدیؓ	261
105	حافظ ابن حجرؒ پر اعتراض	264
106	حضرت علیؓ کی روایت	266
107	حضرت ابوہریرہؓ کی روایت	267
108	حضرت ابوموسیٰ الاشعریؓ کی روایت	269
109	ولیع راوی کا حال	269
110	حضرت مالک بن حویرثؓ کی روایت کا حال	271
111	رفع الیدین بین السجدتین کرنے والے کو سو شہید کا ثواب	276
112	مطعہ کو زنا کہا گیا ہے	281

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
113	حضرت عمرؓ سے ایک اثر کا حال	283
114	حضرت سعید بن جبیرؒ کے اثر کی تحقیق	288
115	پہلا مغالطہ	290
116	تیسرا مغالطہ	291
117	چوتھا مغالطہ	292
118	پانچواں مغالطہ	293
119	چھٹا مغالطہ	293
120	ساتواں مغالطہ	294
121	آٹھواں مغالطہ	294
122	نواں مغالطہ	295
123	دسواں مغالطہ	295
124	گیارہواں مغالطہ	297
125	غیر جانبدارانہ تحقیق	298
126	حمیدی اور حدیث رفع الیدین	300
127	مسند حمیدی کا قلمی نسخے کا فوٹو	302
128	ایک بہت بھاری دلیل	306
129	توالی التاسیس کی فوٹو کاپی کا حال	307
130	ابونعیم کی تحریف	308
131	قرآن مجید مخلوق نہیں	309
132	مسند ابوعوانہ اور حدیث رفع الیدین	310
133	مسند ابوعوانہ کی فوٹو کاپی	311

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
134	الاعتصام کی فوٹو کاپی	313
135	لاترفع الایدی والی روایت کا حال	315
136	موقوف روایت کا حال	315
137	موقوف روایت نمبر 2	316
138	مدونہ کبری کی روایت	318
139	عبداللہ بن عون والی روایت	319
140	حضرت جابر بن سمرہ کی روایت	321
141	مولانا تقی عثمانی سے گفتگو	322
142	مولانا موصوف کا جواب	323
143	حافظ حبیب اللہ کا جواب	324
144	مگر مولانا عثمانی نے رجوع نہ فرمایا	328
145	حدیث ابن مسعودؓ پر بحث	328
146	حضرت براء بن عازبؓ کی حدیث	339
147	دوسری حدیث	339
148	تیسری حدیث	340
149	چوتھی حدیث	341
150	پانچویں حدیث	341
151	چھٹی حدیث	342
152	ساتویں حدیث	342
153	آٹھویں حدیث	343
154	نویں حدیث	344

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
155	دسویں حدیث	344
156	گیارہوں حدیث	344
157	حدیث محمد بن جابرؒ	346
158	عباد بن زبیر کی روایت	348
159	حدیث یاحمیراء کی تحقیق	349
160	حضرت عمرؓ و ابن عمرؓ کی روایت	350

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
161	ولید بن مسلم مجروح ہے	351
162	حضرت علی سے اثر کی تحقیق	356
163	حضرت ابن مسعود کا اثر	358
164	محمود بن اسحق الخزاعی جھوٹ بولتا ہے	359
165	ابوبکر بن عیاش صحیح بخاری کا راوی	359
166	امام بخاریؒ پر زبیر علیزئی کا بہتان	362

عرض مصنف

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم. اما بعد راقم الحروف نے ایک کتاب لکھی تھی جس کا نام ہے نور الصباح فی ترک رفع الیدین بعد الافتتاح'' یہ بہت مقبول ہوئی یہانتک کہ اس کے تین ایڈیشن ختم ہو گئے تو اس کے جواب میں غیر مقلد مولانا ارشاد الحق اثری نے مسئلہ رفع الیدین پر ایک نئی کاوش کا تحقیقی جائزہ کے عنوان سے رسالہ لکھا جو دجل و تلبیس کا مجموعہ تھا اس لئے راقم الحروف نے اس کا جواب بھی اس عنوان سے دیا یعنی یوں اظہار الحق علی تلبیسات ارشاد الحق'' یہ جواب عبد الرشید انصاری کے ذریعے سے دیا گیا ہے اس لئے مولانا حکیم محمود صاحب غیر مقلد نے شمس الضحیٰ کے نام سے نور الصباح کا جواب لکھا جو وہ ''بول میاں مٹھو چبل چبل'' کا مصداق تھا اس کا بھی راقم الحروف نے جواب لکھا ہے جو اسی مسودہ میں اس کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ اس لئے ''نور الصباح'' کا جواب لکھنے کے لئے حافظ زبیر علی زئی غیر مقلد میدان میں اترے اس کا منہ توڑ جواب بھی اسی مسودہ میں شامل کیا جا رہا ہے پھر دونوں حصوں کو ایک جلد میں شائع کیا جائیگا۔

انشاء اللہ تعالیٰ ''گر قبول افتد زہے عز و شرف''

حافظ محمد حبیب اللہ ڈیروی شیخ الحدیث جامعہ قاسم العلوم
فقیروالی ضلع بہاولنگر

۲۴ شوال ۱۴۲۶ھ، 27 نومبر 2005

عرض ناشر

بحمد اللہ تعالیٰ نور الصباح حصہ دوم معرض وجود میں آگئی ہے جبکہ حضرت شیخ الحدیث مولانا حافظ محمد حبیب اللہ ڈیروی بہت مشکلات ومصروفیات میں گھرے ہوئے تھے جبکہ کاتب نے کتابت کا تقریباً دوسو چھ (206) صفحات جامعہ نصرۃ العلوم نزد گھنٹہ گھر گوجرانوالہ کے دور ملازمت میں کر دی تھی اس وقت دو کتابیں نور الصباح کے جواب میں معرض وجود میں آئیں تھیں پھر تیسری کتاب نور العینین کا ظہور ہوا تو تاخیر در تاخیر ہوتی گئی یہاں تک کے نور العینین طبع دوم بھی ظہور میں آگئی اور اس کا جواب بھی شامل کر لیا گیا ہے۔ کتابت بہت پرانے زمانے میں ہوئی تھی ایک دفعہ تو کتابت کا مسودہ دورانِ سفر گم بھی ہو گیا تھا مگر اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا کرشمہ تھا کہ وہ مل گیا تھا والحمد للّٰہ علی ذالک جبکہ اب دور کمپوزنگ کا آگیا ہے لیکن قصبہ فقیر والی ضلع بہاولنگر میں کوئی کمپوزنگ صحیح کرنیوالا موجود نہ تھا تو شیخ الحدیث صاحب دام مجدھم نے کمپوزنگ لاہور سے کرائی مگر اس میں غلطیاں بے شمار تھیں اس لئے اس کے دیکھنے سے دل اکتا گیا۔ پھر کمپوزنگ کے لئے فقیر والی میں ایک آدمی مل گیا۔ اس نے شرط لگائی کی شیخ الحدیث صاحب میرے پاس بیٹھ کر لکھوائینگے تب لکھوں گا لیکن وہ ایک دن دوکان پر حاضر ہوتا تھا تو تین دن ناغہ کرتا تھا اس سے بھی دل تنگ آگیا اس سے چند صفحات کمپوزنگ ہوئے باقی مسودہ لے لیا گیا پھر ایک کمپوزنگ والے سے ہارون آباد رابطہ کیا گیا اور اس نے کمپوزنگ کر دی مگر اس میں بھی بے شمار اغلاط تھے اس کے دیکھنے کی ہمت بار

آورنہ ہوئی۔ پھر اس سال فقیر والی سے مستعفی ہو کر شیخ الحدیث صاحب اپنے گھر ڈیرہ اسماعیل خان آگئے اور یہاں کارلو کمپوزنگ سنٹر پر رابطہ کر کے کمپوزنگ کرائی گئی یہ ساتھ بیٹھ کر کرائی گئی ہے اس طرح یہ کتاب پایۂ تکمیل تک پہنچی ہے۔

ع　　　ہوئی تاخیر تو کچھ باعث تاخیر بھی تھا

اس کتاب کی بہت ضرورت وحاجت تھی اور متلاشیان حق کے لئے اس کتاب کی بہت مانگ تھی اب اس سے پیاسے سیراب ہو کر خوش وخرم ہونگے اس کتاب نے غیر مقلدین تعلّی کو خاک میں ملا دیا ہے اور انکے جھوٹ اور فراڈ سے علامہ ذھبی بننے والوں کا پردہ چاک کر دیا گیا ہے اور ان کے کردار کو ظاہر کیا گیا ہے بہر حال زیر نظر کتاب نور الصباح حصہ دوم۔ رفع الیدین پر ایک نئی کاوش کا تحقیقی جائزہ تالیف مولانا ارشاد الحق صاحب اثری و شمس الضحیٰ تالیف مولانا حکیم محمود صاحب و نور العینین تالیف حافظ زبیر علی زئی کا دندان شکن جواب ہے۔ نور الصباح حصہ دوم میں ان کا اپریشن کیا گیا ہے اور یہ ان تین کتابوں کے خرافات کا ردعمل ہے۔ اس لئے قارئین کرام کو اگر کہیں سخت لفظ پڑھنے پر ملال ہو تو اس کو ردعمل کا نتیجہ سمجھیں۔ دل سے دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ زیر نظر کتاب کو گم گشتہ راہ لوگوں کے لئے ہدایت کا ذریعہ بنائے اور مؤلف و معاونین کے لئے نجات دنیوی واخروی کا سبب بنائے۔ آمین۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

تنبیہ:

زبیر علی زئی نے میرے شیخ محترم حضرت مولانا سرفراز خان صاحب صفدر دام مجدھم کی کتاب احسن الکلام کو رسوائے زمانہ کتاب قرار دیا ہے۔ دیکھئے نور العینین ص 125 طبع دوم اور راقم الحروف کی کتاب نور الصباح کو ظلام اللیل قرار دیا ہے دیکھئے نور العینین ص 74 طبع دوم۔ یہ شرعاً ممنوع ہے جس کا ارتکاب جناب زبیر علیزئی صاحب نے کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ غیر مقلدین کے شر سے مسلمانوں کو محفوظ رکھے (آمین)۔

مولانا حافظ محمد حبیب اللہ ڈیروی کی گرفت

اور

دیکھئے ص ۱۳۰

مولانا ارشاد الحق اثری کا جواب

عبدالرشید صاحب انصاری ۔ راقم کو خطاب کرتے ہوئے لکھتے ہیں :
جناب نے لکھا ہے مولانا ارشاد الحق صاحب اثری غیر مقلد نے ابوبکر ابن العربیؒ کے استاد ابوبکر الفہری کے واقعہ رفع یدین میں نقل کرتے وقت زبردست خیانت کی ہے ولیفعلہ الشیعۃ کہ شیعہ بھی رفع یدین کرتے ہیں یہ ترجمہ چھوڑ دیا ہے حالانکہ یہ الفاظ اسی واقعہ میں موجود ہیں (دیکھئے تفسیر قرطبی ص ۲۷۹ ج ۱۹ القاہرہ ۱۳۷۹ھ ۱۹۵۹ء اور احکام القرآن ابن العربیؒ ص ۲۹۸ ج ۲ سورۃ الانشقاق)

ارشاد الحق صاحب نے دوسری خیانت یہ کی ہے کہ فقلت لہ ولایحل لك هذا الیس ہیں (ابن العربی نے) اس کو کہا کہ آپ کے لیے رفع یدین کرنا حلال نہیں ہے ، ترجمہ غلط کیا ہے چنانچہ ارشاد صاحب ترجمہ یوں کرتے ہیں ، تو میں نے کہا یہ انداز آپ کے لیے صحیح نہیں (مسئلہ رفع الیدین پر ایک نئی کاوش کا تحقیقی جائزہ ص) اور یہی دو خیانتیں عبدالعزیز نورستانی غیر مقلد نے اختیار کی ہیں ۔
(رشیح القرآن صاحب پنج پیر اور احادیث رفع الیدین ص ۲۵)

محترم عبدالرشید صاحب ! خیانتیں کرنا آپ کے علماء کا شیوہ بن چکا ہے جناب کی جب تحریر آئی تو سائل نے ۲۲ مئی ۱۹۸۵ء کو رجسٹری کر دی مولانا ارشاد الحق اثری کو ۔

آپ کی تحریر کا جواب لکھا گیا ہے اس کو ملاحظہ فرمائیں ۔

لہ الحمد

انجمن اشاعت التوحید والسنۃ فیصل آباد
خالد آباد

راقم کے رسالہ "مسئلہ رفع الیدین" سے جو اعتراض ڈیروی صاحب کو ہے۔ وہ یا یں طور صحیح نہیں کہ بند ھنے واقعہ کا ترجمہ نہیں مفہوم لکھا ہے۔ ابن العربی لکھتے ہیں:
"ولقد کان شیخنا ابوبکر الفھری یرفع یدیہ عند الرکوع وعند رفع الرأس منہ وھو مذھب مالک والشافعی وتفعلہ الشیعۃ"
"الفاظ جس کا مفہوم میں نے لکھا ہے کہ ہمارے شیخ ابوبکر الفہری رکوع کو جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کیا کرتے تھے۔ اگر میں نے "تفعلہ الشیعۃ" کا ترجمہ چھوڑ کر خیانت کی ہے تو اس سے پہلے الفاظ وھو مذھب مالک والشافعی کا بھی تو ترجمہ نہیں کیا۔ "خیانت" صرف "تفعلہ الشیعۃ" کے ترجمہ چھوڑنے پر ہی کیوں ہے؟ ڈیروی صاحب یہ دراصل تاثر دینا چاہتے ہیں کہ رفع الیدین شیعہ کرتے ہیں اور یوں وہ اپنی فکری کجی کا ثبوت دیتے ہیں حالانکہ جو رفع الیدین امام مالک اور شافعی کرتے ہیں شیعہ وہ رفع الیدین نہیں کرتے۔ جیسا آج یہ کہنا غلط ہے کہ ہم رکوع کے بعد ہاتھ اس لیے باندھتے ہیں کہ شیعہ کی مخالفت ہو۔ باندھنے والے یوں کہیں کہ تم شیعہ کی طرح ہاتھ چھوڑتے ہیں جس طرح یہ کہنا من وجہ غلط ہے اسی طرح امام مالک اور امام شافعی کی رفع الیدین کو شیعہ کی رفع الیدین کی مانند کہنا صحیح نہیں محض چند مواقع میں موافقت کی بنا پر یوں کہا گیا ہے اور بس
کہا گیا ہے کہ "ولا یحل لک ھذا" کا ترجمہ غلط کیا ہے۔ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ میں نے ترجمہ نہیں بلکہ پوری عبارت کا اختصار سے مفہوم بیان کیا ہے

مزید برآں اگر اسی کا ترجمہ "اور آپ کے لیے یہ حلال نہیں" بھی کر دیا جاتا تو اس سے یہ کیونکر نکلا کہ رفع الیدین حلال نہیں جبکہ وہ اس کے بعد اس کی علت یہ بیان کرتے ہیں:

فانک بین قوم ان قمت بھا قاموا علیک وربما ذھب دمک"

ظاہر ہے کہ قتل نفس کے ڈر سے ابن العربی نے یہ کہا۔ اور قتل سے بچنے کے لیے تو کلمہ کفر بھی "حلال" ہے۔ مگر عزیمت اس سے اوپر مقام ہے اسی طرح شیخ الفہری نے عزیمت پر عمل کیا شیخ ابن العربی کی نصیحت پر نہیں۔

(۵) بنیادی طور پر یہ بھی ذہن نشین رہے کہ "خیانت" کا معنی و مفہوم تو مخفی طور پر حق کی مخالفت ہے۔ ہم نے اگر یہ ترجمہ کیا تو اس میں نفس واقعہ میں کسی امر کی مخالفت کی نتیجہ میں کیسے اختلاف کیا؟ کیا ابن العربی ترک ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ہم نے ان سے اختلاف کیا؟ اور کیا ڈیروی صاحب کے کہنے کے مطابق ترجمہ کرنے سے ترک ثابت ہو جاتا ہے؟ کہ ہم نے اس کی مخالفت کر کے خیانت کی ہے۔ یہ یتیم خیانت تک کے مفہوم سے بے خبر ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

وقت کی کمی اور اشتغال کثیر کی بنا پر یہ چند حروف لکھ دیے ہیں امید ہے کافی ثابت ہوں گے۔

والسلام
ارشاد الحق
ادارۃ العلوم الاثریہ فیصل آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محترم عبدالرشید صاحب انصاری، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

بعد ازیں گذارش ہے کہ راقم الحروف کے چالیس صفحات کا جواب آپ نے پانچ قسطوں میں دیا ہے آخری قسط ۲ محرم ۱۴۰۶ھ / ۱۹ ستمبر ۱۹۸۵ء کو موصول ہوئی۔ راقم الحروف۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جواب کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔

قسط نمبر ۱ کا جواب

مولانا ارشاد الحق صاحب اثری کی تحریر کا جواب، راقم الحروف نے مولانا اثری کی دو خیانتوں کی نشاندھی کی تھی۔

(۱) ابوبکر ابن العربیؒ کے شیخ کا رفع یدین رکوع کو جاتے ہوئے اور رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے کرنا تو اثری صاحب نے بیان کر دیا ہے مگر تفعلہ الشیعۃ (کہ شیعہ بھی یہ رفع یدین کرتے ہیں) یہ ترجمہ اثری صاحب نے نظر انداز کر دیا ہے جو کہ خیانت ہے۔

(۲) ولا یحل لک (آپ کے لیے رفع یدین کرنا حلال نہیں ہے) کا ترجمہ اثری صاحب نے یوں کیا ہے۔ یہ انداز آپ کے لیے صحیح نہیں (مسئلہ رفع الیدین ص۲) یہ بھی خیانت ہے۔

اثری صاحب نے ان دو خیانتوں کا جواب دیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں "راقم کے رسالہ، مسئلہ رفع الیدین" سے جو اعتراض ڈیروی صاحب کو ہے وہ بایں طور صحیح نہیں کہ بندہ نے واقعہ کا ترجمہ نہیں مفہوم لکھا ہے۔ ابن العربی لکھتے ہیں؛

"ولقد کان شیخنا ابوبکر الفهری یرفع یدیه عند الرکوع وعند رفع الرأس منه وهو مذهب مالک والشافعی وتفعله الشیعة"

الفاظ جس کا مفہوم میں نے لکھا ہے کہ ہمارے شیخ ابوبکر الفہری رکوع کو جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کیا کرتے تھے، اگر میں نے وتفعله الشیعة کا ترجمہ چھوڑ کر خیانت کی ہے تو اس سے پہلے الفاظ وھو مذھب مالک والشافعی کا بھی تو ترجمہ نہیں کیا خیانت صرف تفعلہ الشیعۃ کے ترجمہ چھوڑنے پر ہی کیوں ہے الخ

الجواب

محترم اثری صاحب، ڈیروی صاحب کی گرفت کی بنا پر آپ نے اصل حقیقت کا اعتراف کر لیا ہے اور تسلیم کیا ہے کہ واقعی کئی الفاظ کا ترجمہ چھوڑ دیا ہے یہ تو آپ کے خط کی ابھی ابتداء ہے

یہ تو ابتداء عشق ہے روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

شق نمبر ۱

بندہ نے واقعہ کا ترجمہ نہیں مفہوم لکھا ہے"۔ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ ترجمہ الگ چیز ہے اور مفہوم الگ چیز ہے۔

شق نمبر ۲

عربی عبارت" ولقد کان شیخنا (الی) وتفعله الشیعة۔ الفاظ جس کا مفہوم میں نے لکھا ہے کہ ہمارے شیخ الخ جناب کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ آپ نے بعض الفاظ کا مفہوم لکھا ہے اور بعض الفاظ کا

مفہوم چھوڑ دیا ہے اور جن الفاظ کا آپ نے مفہوم لکھا ہے وہی ان الفاظ کا ترجمہ ہے اس سے معلوم ہوا کہ آپ کے نزدیک ترجمہ اور مفہوم ایک چیز ہیں۔

شق نمبر ۳

الفاظ جس کا مفہوم میں نے لکھا ہے۔ آپ کو اردو بھی درست طریقہ پہ لکھنا نہیں آتی۔ الفاظ جمع ہے اس لیے جس کا کے بجائے آپ جن کا لکھتے۔ خیر اس کو جانے دیجئے اصل مقصود کی طرف آیئے۔

محترم اثری صاحب! آپ کا یہ عذر لنگ کہ بندہ نے واقعہ کا ترجمہ نہیں مفہوم لکھا ہے کیا واقعہ میں وَتَفْعَلُهُ الشِّيعَة۔ الفاظ کا مفہوم آپ نے بیان کر دیا ہے یا چھوڑ دیا ہے اگر ان الفاظ کا مفہوم آپ نے چھوڑ دیا ہے تو خیانت یقینی ہے اگر ان الفاظ کا مفہوم آپ نے واقعہ میں بیان کر دیا ہے تو نشاندہی کریں کہ واقعہ میں کون سے الفاظ ہیں جو اس مفہوم پر دلالت کر رہے ہیں یا یہ کہ ان الفاظ کا کوئی مفہوم نہیں۔ نیز اثری صاحب یہ بیان فرمائیں کہ لفظ کے ترجمہ و معنی و مفہوم میں تغایر اعتباری ہے یا ذاتی ہے۔ اگر واقعی تغایر اعتباری ہے تو پھر آپ کی یہ عبارت کہ بندہ نے واقعہ کا ترجمہ نہیں مفہوم لکھا ہے، آپ کی کذب بیانی پر دلالت کرتی ہے، کیونکہ اس کا مقصد تو یہ ہوا کہ آپ نے واقعہ کا ترجمہ نہیں معنی بیان کیا ہے۔ اگر تغایر ذاتی ہے تو اس کی دلیل بیان کریں یا خیانت کا اعتراف کر کے تائب ہو جائیں۔ محترم اثری صاحب اگر آپ یہ عذر کریں کہ میں ابتداء خط میں بھول گیا ہوں دراصل میں کہنا یہ چاہتا تھا کہ بندہ نے واقعہ کا ترجمہ نہیں بلکہ خلاصہ لکھا ہے اور خلاصہ میں اختصار کی وجہ سے بعض الفاظ کا ترجمہ چھوڑ دیا جاتا ہے۔ چنانچہ

اثری صاحب آپ نے خط کے دوسرے صفحہ میں یوں تحریر کیا ہے۔ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ میں نے ترجمہ نہیں بلکہ پوری عبارت کا اختصار سے مفہوم بیان کیا ہے۔ تب بھی اثری صاحب آپ کی سچائی ثابت نہیں ہو سکتی کیونکہ آپ نے رسالہ مسئلہ رفع یدین صـ میں اس واقعہ کی ابتداء میں یوں لکھ دیا ہے سلے جس کی تفصیل قاضی ابو بکر ابن العربیؒ نے احکام القرآن میں یوں بیان کی ہے۔

محترم اثری صاحب آپ کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ واقعہ کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ اختصار سے نہیں۔ اب آپ کی دونوں باتیں تو سچی ہو نہیں سکتیں کیونکہ یہ تو اجتماع نقیضین ہے اور دونوں باتیں جھوٹی بھی نہیں ہو سکتیں کیونکہ یہ تو ارتفاع نقیضین ہے، ایک سچی ہو گی اور ایک جھوٹی۔ اس کا آپ خود ہی فیصلہ کر دیں کہ کونسی سچی ہے اور کونسی جھوٹی ہے۔ باقی رہا جناب کا یہ عذر کہ۔ اگر میں نے وتفعلہ الشیعۃ کا ترجمہ چھوڑ کر خیانت کی ہے تو اس پہلے الفاظ وھو مذھب مالک والشافعی کا بھی تو ترجمہ نہیں کیا خیانت صرف تَفْعَلُهُ الشِّيعَةُ کے ترجمہ چھوڑنے پر ہی کیوں ہے

الجواب

خائن جب کسی نقصان دہ چیز کو چھپاتا ہے تو ساتھ ہی فائدہ دینے والی چیز کو بھی چھپا دیتا ہے تاکہ خیانت پر پردہ ڈالنے کے لیے عذر و بہانہ بنا سکے

محترم اثری صاحب آگے آپ نے دوسری خیانت کا جواب دیتے ہوئے لکھا ہے۔ بنیادی طور پر یہ بھی ذہن نشین رہے کہ خیانت کا معنی و مفہوم تو مخفی طور پر حق کی مخالفت ہے ہم نے اگر یہ ترجمہ کیا تو اس میں

نفس واقعہ میں کسی امر کی مخالفت کی نتیجہ میں کیسے اختلاف کیا الخ

الجواب

محترم اثری صاحب (۱) آپ نے خیانت کا معنی اور مفہوم مخفی طور پر حق کی مخالفت کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ کے نزدیک معنی اور مفہوم ایک چیز ہیں۔

(۲) آپ نے اصل واقعہ کا حلیہ ہی بگاڑ دیا ہے۔ کیونکہ ابو بکر الفہری کو رفع یدین کرنے پر قتل کرنے کا اصل سبب واقعہ میں یہ ہے کہ یہ رفع یدین شیعہ (روافض) کرتے ہیں اور اس علاقہ میں اہلسنت والجماعت میں رفع یدین مروج و معمول بہ نہیں تھا حتیٰ کہ ابو بکر ابن العربیؒ نے بھی ان لوگوں کے سامنے کبھی رفع یدین کے ساتھ نماز پڑھ کر نہیں دکھائی۔ تو رئیس البحر ابو ثمنہؒ نے یہی سمجھا کہ یہ کوئی رافضی ہے فساد پھیلانے کی نیت سے ہماری مسجد میں رفع یدین کر رہا ہے اس کو قتل کرنا چاہیے۔

اصل واقعہ کی روح اور جزء اعظم تو یہی بات تھی جس کو جناب چھوڑ کر اپنا مظلوم ہونا بیان شروع کر دیا کہ رفع یدین کرنے والوں کو قتل تک کے منصوبے بنائے گئے (مسئلہ رفع یدین ص) فلھذا آپ نے نتیجہ نکال کر اپنے خائن ہونے پر مہر ثبت کر دی ہے، واقعہ کے اصل سبب وعلۃ کو بیان نہ کر کے آپ نے خیانت کا ارتکاب کیا ہے۔

آخر میں اثری صاحب آپ لکھتے ہیں، یہ ڈیروی) بنیم خیانت تک کے مفہوم سے بے خبر ہے انا للہ وانا الیہ راجعون وقت کی کمی اور اشتغال کثیرہ کی بنا پر یہ چند حروف لکھ دیئے ہیں امید ہے کافی ثابت ہوں گے۔ والسلام ارشاد الحق - ادارۃ العلوم الاثریہ فیصل آباد

الجواب

چونکہ آپ خیانت کرنے کے ماہر ہیں فلھذا اس کا مفہوم بھی اچھی طرح جانتے ہوں گے۔ اور اشتغال کثیرہ کے لفظ کی نحوی ترکیب بھی آپ اچھی طرح جانتے ہوں گے۔ ڈیروی صاحب کو تو صحیح اشتغال کثیرہ کا لفظ معلوم ہوتا ہے۔

نیز اثری صاحب! آپ کے یہ چند حروف کافی ثابت نہیں ہوئے ہم چاہتے ہیں کہ مزید آپ کے علوم اثریہ سے مستفید ہوں۔ امید ہے جناب بخیریت ہوں گے۔

حافظ محمد حبیب اللہ ڈیروی

۹ محرم ۱۴۰۶ھ

اظہار الحق علیٰ تلبیسات ارشاد الحق

مولانا ارشاد الحق صاحب اثری غیر مقلد کے رسالہ، التحقیق والایضاح لما ليس ماضی فی نور الصباح یعنی مسئلہ رفع الیدین پر ایک نئی کاوش کا تحقیقی جائزہ کا جواب تحقیق و تدقیق کے آئینے میں۔

تلبیس نمبر ۱

مولانا اثری صاحب لکھتے ہیں چند فقہاء نے حسب عادت اس مسئلہ میں بھی انتہائی غلو کا مظاہرہ فرمایا ہے حتیٰ کہ بعض حضرات نے عاملین بالحدیث پر اس مسئلہ میں کفر تک کا فتویٰ دیا ہے چنانچہ مولانا عاشق الٰہی مرحوم (دیوبندی) لکھتے ہیں اصل بات یہ ہے کہ بعض حنفیہ نے اہلحدیث یعنی غیر مقلدین زمانہ کو رفع یدین پر کافر کہنا شروع کر دیا تھا۔ اصلاح احوال کے لیے شاہ اسمٰعیل شہیدؒ صاحب نے علمی طور پر یہ (تنویر العینین فی اثبات رفع الیدین) رسالہ لکھا حاشیہ تذکرۃ الخلیل طبع کراچی ص۱۳۳) مسئلہ رفع الیدین ص۵)

الجواب

محترم اثری صاحب آپ کی تلبیس کئی تلبیسات کا مجموعہ ہے۔

(۱) مذکورہ بالا حاشیہ ادھورا پیش کیا ہے درمیان میں عبارت کاٹ کر نقطے لگا دیے ہیں۔

(۲) غصہ تو فقہاء کرام حنفیہ پر نکالا جا رہا ہے مگر جو عبارت جناب نے

نے مولانا عاشق الٰہی کی حاشیہ سے نقل کی ہے اس میں کسی فقیہ کا ذکر نہیں ہے بلکہ بعض حنفیہ کا ذکر ہے آپ کا دعویٰ خاص ہے دلیل عام ہے تقریب تام نہیں محترم اثری صاحب! یہ بات ذہن نشین کر لیں۔ کہ نہ ہر حنفی فقیہ ہوتا ہے اور نہ ہر فقیہ حنفی ہوتا ہے۔ مگر آپ کو ان علمی باتوں سے کیا تعلق۔ آپ کو تو عبارتوں کا درمیان سے کاٹنا ہی معلوم ہے محترم۔ راقم الحروف کا دعویٰ ہے کہ آج تک کسی فقیہ حنفی نے رفع یدین کرنے والوں کو کافر نہیں کہا آپ اس کا ثبوت پیش کریں ورنہ غلط بیانی سے تائب ہو جائیں چونکہ بعض دیار میں بہر رفع یدین روافض کرتے ہیں اور محققین علمائے اہلسنت والجماعت کے ہاں وہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں تو اس بناء پر عوام میں سے کسی نے رفع یدین کرنے والے کو رافضی سمجھتے ہوئے کافر کہہ دیا ہو تو الگ بات ہے اس کا الزام فقہاء حنفیہ پر لگانا بہتان و بددیانتی ہے۔

(۳) حاشیہ کی یہ عبارت تذکرۃ الخلیل مطبوعہ سیالکوٹ میں راقم الحروف کو نہیں ملی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حاشیہ کی یہ عبارت مولانا عاشق الٰہیؒ کی نہیں ہے۔

تلبیس نمبر ۲ (تنویر العینین کی حقیقت)

حضرت مولانا شاہ محمد اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ (المتوفی ۱۲۴۶ھ / ۱۸۳۱ء) نے اپنی درمیانی عمر میں رفع الیدین پر عمل کیا تھا مگر بعد میں آپ نے رفع الیدین کرنا چھوڑ دیا تھا اور ترک رفع یدین پر عامل ہو گئے تھے چنانچہ راقم الحروف نے اپنی کتاب نور الصباح فی ترک رفع الیدین بعد الافتتاح ص۲۷ و ص۲۸ میں دلائل سے ثابت کیا کہ حضرت شاہ صاحبؒ نے رفع یدین سے رجوع فرما لیا تھا۔

فلہذا تنویر العینین رسالہ منسوخ اور کالعدم ہے۔ مگر مولانا ارشاد الحق صاحب نے کبوتر کی طرح آنکھیں بند کرتے ہوئے اور اس کے جواب سے گریز کرتے ہوئے اس رسالہ کے خریدنے اور اس پر عمل کرنے کی ترغیب دے رہے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں۔ یہ رسالہ دفتر مرکزی جمعیت اہلحدیث لاہور سے تقریباً ۱۹۵۵ء میں حضرت مولانا محمد اسمٰعیل سلفی مرحوم کے مقدمہ اور استاذی المکرم مولانا محمد عطاء اللہ صاحب حنیف کی تصحیح و تعلیقات سے شائع ہو چکا ہے اور بعد میں مولانا محمد سلیمان انصاری نے اس کا اردو ترجمہ بھی کر دیا تھا جو مع متن المکتبۃ السلفیہ شیش محل روڈ لاہور سے دستیاب ہے (مسئلہ رفع یدین ص۷۶)
کتنی زبردست جسارت ہے اور خیانت و تلبیس ہے کہ جو رسالہ منسوخ ہے اس کا مصنف اس عمل سے رجوع کر چکا ہے اس کی تشہیر کی جا رہی ہے

ے سنی حکایت ہستی تو درمیان سے سنی
نہ ابتداء کی خبر ہے نہ انتہا معلوم

مولانا حافظ حکیم عبدالشکور صاحب مرزاپوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں اس میں شک نہیں کہ غیر مقلدین فخریہ اسے (تنویر العینین) ان (شاہ شہیدؒ) کی لکھ کر باترجمہ حاشیہ خوب چھپاتے اور شائع کرتے ہیں چنانچہ ایک نسخہ مترجم باہتمام شیخ محی الدین (غیر مقلد) تاجر کتب کشمیری بازار مطبوعہ مطبع صدیقی لاہور میرے سامنے رہے) اس پر بڑا مولوی محمد اسمٰعیل شہید تو ضرور لکھا ہوا ہے مگر نا معلوم کس مصلحت سے مترجم و محشی کا نام مخفی رکھا گیا ہے صرف مولانا شہید کا نام دیکھ کر ناواقف لوگ یہی خیال کریں گے کہ عربی اور اردو، و حاشیہ سب انہیں کا ہے مگر واقعہ یہ ہے کہ تمام اصل عربی کتاب ان کی نہیں [illegible] خیال کیسے گمنام روایت والی حکایت پر نہیں بلکہ مولانا کرامت علی جونپوری کی عینی شہادت

پر ہے وہ نہایت یقین کے ساتھ ذخیرہ کرامت صفحہ ۲۲ میں مولوی مخلص الرحمن کے پانچویں سوال کے جواب میں فرماتے ہیں کہ تنویر العینین جو کتاب ہے سو اس میں مولانا محمد اسمٰعیل مرحوم کے لکھے ہوئے چند ورق رفع یدین کی ترجیح میں (رہیں) اور بعد اس کے مولانا مرحوم نے اپنے مرشد حضرت سید احمد قدس سرہٗ کے سمجھانے سے اپنے قول سے رجوع کیا یعنی رفع یدین کرنے کو چھوڑ دیا اور لامذہب (غیر مقلد) لوگوں نے تنویر العینین میں اپنی طرف سے بہت سی باتیں زیادہ کر کے لکھیں اور حضرت سید صاحب کے خلیفہ لوگوں کا عمل تنویر العینین پر نہیں بلکہ ان لوگوں نے اس کا رد لکھا ہے۔ (التحقیق الجدید علی تصنیف الشہید مولانا حافظ عبدالشکور صاحب مطبوعہ مطبع مجیدی کانپور ص۱۴ تا ص۱۵ یکم جنوری ۱۹۳۱ء)

نوٹ: حضرت مولانا کرامت علی جونپوریؒ، حضرت سید احمد شہیدؒ کے خلیفہ تھے اس لیے ان کی یہ شہادت بہت وزنی ہے۔ حضرت مولانا عبدالشکور صاحب مرزاپوریؒ فرماتے ہیں۔

صراط مستقیم مولانا شہید کی تصنیف نہیں مگر تالیف تو ہے اس کے باب دوم فصل نمبر ۲ ہدایت تمہیدیہ ۳ میں ہے اعمال اتباع مذاہب اربعہ کہ رائج در تمام اہل اسلام است بہتر و خوب است ص۷۹) اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مولانا شہیدؒ کے نزدیک تقلید شخصی غیر مذموم بلکہ محمود ہے مگر اس کے خلاف "تنویر العینین ص۲۴ میں تقلید معین کا رد موجود ہے اگر تنویر العینین مؤلف صراط مستقیم ہی کی (تمامہ) تالیف ہوتی تو وہ ایک تالیف کے برعکس دوسری تالیف میں ہرگز نہ لکھتے (التحقیق الجدید ص۱۵)
مولانا عبدالشکور صاحبؒ اور مولانا کرامت علیؒ کے یہ خیالات کسی حد تک بالکل صحیح ہیں کیونکہ یہ رسالہ تنویر العینین حضرت شاہ شہیدؒ کی وفات

کے چار سال بعد ۱۲۵۵ھ میں مشہور کیا گیا۔ مولوی نور الحق دہلوی نے جو کہ غیر مقلد تھا
اس کی خوب تشہیر کی اس کا رد مولانا محبوب علی دہلوی نے ۱۲۵۱ھ میں تصویر
التنویر فی سنۃ البشیر النذیر فی شرح متن تنویر العینین
کے نام سے لکھا اس میں حضرت شاہ شہیدؒ کا رفع یدین کرنے سے رجوع کا
واقعہ بھی لکھا ہے یہ کتاب قلمی مکتبہ فتحیہ اچھرہ میں موجود ہے اس کی فوٹو کاپی
مدرسہ عربیہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ میں موجود ہے۔

حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانویؒ بروایت متصلہ تحریر فرماتے
ہیں۔ (تحریر نادر بتقریر شاہ عبدالقادر) خان صاحب نے فرمایا کہ مولوی
عبدالقیوم صاحب فرماتے تھے کہ شاہ اسحٰق صاحب بیان فرماتے تھے کہ
جب مولوی اسمٰعیل صاحب نے رفع یدین شروع کیا تو مولوی محمد علی صاحب
مولوی احمد علی صاحب نے جو شاہ عبدالعزیز صاحب کے شاگرد اور ان
کے کاتب تھے شاہ صاحب سے عرض کیا کہ حضرت مولوی اسمٰعیل صاحب
نے رفع یدین شروع کیا ہے اور اس سے مفسدہ پیدا ہوگا آپ ان کو روک
دیجیے شاہ صاحب نے فرمایا کہ میں تو ضعیف ہو گیا ہوں مجھ سے تو مناظرہ
نہیں ہو سکتا میں اسماعیل کو بلائے لیتا ہوں تم میرے سامنے اس سے مناظرہ
کر لو اگر تم غالب آ گئے تمہارے ساتھ ہو جاؤں گا اور وہ غالب آ گیا تو
اس کے ساتھ ہو جاؤں گا مگر وہ مناظرہ پر آمادہ نہ ہوئے کہ حضرت ہم تو مناظرہ
نہ کریں گے اس پر شاہ صاحب نے فرمایا کہ جب تم مناظرہ نہیں کر سکتے تو
جانے دو شاہ صاحب نے یہ جواب دیا تو میں سمجھا کہ شاہ صاحب نے اس
وقت رفع الوقتی فرما دی ہے۔ مگر یہ مولوی اسمٰعیل سے کہیں گے ضرور چنانچہ
ایسا ہی ہوا اور جب شاہ عبدالقادر صاحب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے

تو آپ نے فرمایا میاں عبدالقادر تم اسمٰعیل کو سمجھا دینا کہ وہ رفع یدین نہ کیا کریں
کیا فائدہ ہے خواہ مخواہ عوام میں شورش ہوگی شاہ عبدالقادر صاحب نے فرمایا
کہ میں تو کہہ دوں گا مگر وہ مانے گا نہیں اور حدیثیں پیش کرے گا اس وقت
بھی میرے دل میں یہی خیال آیا کہ گو انہوں نے اس وقت یہ جواب دے دیا
ہے مگر یہ بھی کہیں گے ضرور چنانچہ یہاں بھی میرا خیال صحیح ہوا اور شاہ عبدالقادر
صاحب نے مولوی محمد یعقوب کی معرفت مولوی اسمٰعیل صاحب سے کہہ دیا
تھا کہ تم رفع یدین چھوڑ دو اس سے خواہ مخواہ فتنہ ہوگا جب مولوی محمد یعقوب
صاحب نے مولوی اسمٰعیل صاحب سے کہا تو انہوں نے جواب دیا کہ اگر عوام
کے فتنہ کا خیال کیا جائے تو پھر اس حدیث کے کیا معنی ہوں گے مَنْ
تَمَسَّكَ بِسُنَّتِي عِنْدَ فَسَادِ أُمَّتِي فَلَهُ أَجْرُ مِائَةِ شَهِيدٍ کیونکہ
جو کوئی سنت متروکہ کو اختیار کرے گا عوام میں ضرور شورش ہوگی مولوی
محمد یعقوب نے شاہ عبدالقادر صاحب سے اس کا جواب بیان کیا اس کو
سن کر شاہ عبدالقادر نے فرمایا، بابا ہم تو سمجھے تھے کہ اسمٰعیل عالم ہو گیا مگر وہ
تو ایک حدیث کے معنی بھی نہیں سمجھتا یہ حکم تو اس وقت ہے جب کہ سنت
کے مقابل خلاف سنت ہو اور ما نحن فیہ میں سنت کا مقابل خلاف
سنت نہیں بلکہ دوسری سنت ہے کیونکہ جس طرح رفع یدین سنت ہے
یونہی ارسال (ترک رفع یدین) بھی سنت ہے جب مولوی محمد یعقوب
صاحب نے یہ جواب بھی مولوی اسمٰعیل صاحب سے بیان کیا تو وہ خاموش
ہو گئے اور جواب نہ دیا (بوادر النوادر ص ۵۲۷ تا ص ۵۲۸ مطبوعہ شیخ غلام علی
کشمیری بازار لاہور)

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا سارا علمی خاندان

ترکِ رفع یدین پر عمل کرنے والا تھا اور شاہ اسمٰعیل شہیدؒ نے رفع یدین کیا مگر بعدہٗ انہوں نے بھی رفع یدین چھوڑ دیا جیسا کہ گذرا۔ اور عملوں کا دار و مدار خاتمہ پر ہوتا ہے (وللہ الحمد)

تلبیس نمبر۳

مولانا ارشاد الحق صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں "حضرت مولانا محمد انور شاہ کاشمیری شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند لکھتے ہیں:

ان الرفع متواتر اسناداً و عملاً لا شک فیہ و لم ینسخ و لا حرف منہ (نیل الفرقدین ص۲۲)

یعنی بلا شبہ رفع یدین متواتر احادیث اور متواتر عمل سے ثابت ہے جس میں کوئی شک نہیں اور اس میں ایک حرف بھی منسوخ نہیں" (مسئلہ رفع الیدین ص۷)

الجواب

حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ (المتوفی ۱۳۵۲ھ/۱۹۳۳ء) یہ نظریہ حافظ ابن حجرؒ کا نقل کر رہے ہیں۔ اگر اثری صاحب خیانت نہ کرتے اور پہلی عبارت بھی ذکر کر دیتے تو بات واضح ہو جاتی مگر خیانت کرنا اور عبارتوں کا کاٹ دینا تو اثری صاحب کی غذا ہے (اعاذنا اللہ عنہا) اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

فصل فی احادیث الرفع نقلنا فیہ عبارۃ التلخیص الحبیر نانہ اتی علی جلّھا و لم یبق الا نزر یسیر و لیعلم ان الرفع متواتر اسناداً و عملاً الخ (نیل الفرقدین ص۲۲)

رفع یدین کی احادیث کے بیان میں فصل ہے ہم اس فصل میں تلخیص الحبیر کی عبارت نقل کر رہے ہیں کیونکہ وہ تمام رفع یدین کی حدیثیں لایا ہے اور نہیں باقی رہی مگر کچھ تھوڑی سی اور چاہیے کہ جانا جائے کہ بے شک رفع یدین سنداً و عملاً متواتر ہے اس میں شک نہ کیا جائے اور منسوخ نہیں ہوا اور نہ ایک حرف رفع یدین سے۔"

(۱) حافظ ابن حجرؒ چونکہ رفع یدین کو عشرہ مبشرہؓ کی طرف منسوب کر رہا ہے (تلخیص الحبیر) اور فتح الباری میں پچاس صحابہ کرامؓ کی طرف منسوب کر دیا۔ ان عبارتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ رفع یدین ابن حجرؒ کے ہاں متواتر اسنادی و عمل ہے۔

(۲) ابن حجرؒ نے سجدہ کے وقت رفع یدین کی روایتیں بھی ذکر کر دی ہیں مثلاً ابن عباسؓ و ابن الزبیرؓ کی روایت جو ابوداؤد میں مروی ہے اور ابوہریرہؓ سے واذا قام للسجود (ابوداؤد) تلخیص الحبیر ص۲۱۹ اور رفع یدین مع کل تکبیرۃ (حضرت عمیر اللیثیؓ) (تلخیص ص۲۲۰) وغیرھا اس سے معلوم ہوا کہ یہ روایتیں ابن حجرؒ کے ہاں صحیح ہیں اور رفع یدین سجدوں کے وقت بھی منسوخ نہیں۔ معلوم ہوا کہ رفع یدین کی حدیث کا حرف بھی منسوخ نہیں۔ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں حضرت مالکؓ بن الحویرث کی حدیث رفع یدین بین السجدتین کو صحیح قرار دیا ہے۔

(۳) اور تلخیص الحبیر ص۲۱۸ میں فرمایا زَادَ الْبَیْهَقِیُّ فَمَا زَالَتْ تِلْکَ صَلٰوتُهٗ حَتّٰی لَقِیَ اللّٰهَ۔ بیہقیؒ نے زیادہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز وفات تک ہمیشہ رفع یدین کے ساتھ رہی۔

ان دلائل سے معلوم ہوا کہ یہ بے بنیاد نظریہ ابن حجرؒ کا ہے نہ تو ابن حجرؒ کے پاس یہ ثبوت و سند ہے کہ پچاس صحابہ کرامؓ رفع یدین رکوع کے وقت کرتے ہیں اور نہ عشرہ مبشرہؓ سے ثبوت ہے کہ وہ رفع یدین رکوع کے وقت کرتے تھے ابن حجرؒ جیسے حافظ الحدیث سے یہ توقع نہ تھی کہ وہ ایسی بے بنیاد و سخت غلط قسم کی باتیں نقل کرتے مگر تعصب کا کیا علاج ہے۔

غیر مقلدین حضرات گرچہ ائمہ اربعہؒ میں سے کسی معین امام کی تقلید کو حرام وشرک کہتے ہیں مگر جب اپنے مطلب کی بات کسی سے منقول ہو اور کتنی ہی بے سند و بے بنیاد ہو اس کو مان لیتے ہیں اور تقلید کر لیتے ہیں اور اس کی سند کا مطالبہ بالکل ترک کر دیتے ہیں۔ چنانچہ عشرہ مبشرہؓ و پچاس صحابہؓ سے رفع یدین رکوع کے وقت کرنے کا بے سند قول غیر مقلدین حضرات تسلیم کر کے اپنی کتابوں و رسائل میں بڑے فخر سے بیان کرتے ہیں (لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم) اور بیہقی کی من گھڑت و جھوٹی روایت جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کی گئی ہے کہ آپ کی وفات تک ہمیشہ نماز رفع یدین کے ساتھ رہی جس کو ابن حجرؒ نے نقل کیا ہے نہ سند بیان فرمائی ہے اور نہ جرح کی ہے اس کو بھی غیر مقلدین کی اکثریت صحیح تسلیم کرتی ہے اندھی تقلید کرنا ان حضرات کا شیوہ ہے ایک لحاظ سے یہ حضرات غیر مقلد ہیں اور ایک لحاظ سے اندھے مقلد ہیں (خدا کی پناہ)۔

حضرت شاہ محمد انور شاہ صاحبؒ کی طرف اس نظریہ کی نسبت کرنا بالکل تلبیس ہے اور خیانت ہے حضرت شاہ صاحبؒ اس نظریہ کے دو جواب دیتے ہیں۔

(۱) ایک الزامی کہ اگر مخالف کے ہاں رفع یدین تواتر اسنادی و عملی ہو۔

تو یقیناً ترک رفع یدین بھی تواتر عملی سے ثابت ہے اور تواتر کی چاروں قسمیں یقین کا فائدہ دیتی ہیں فلہذا ترک رفع یدین بھی یقیناً ثابت ہے۔

(۲) جواب تحقیقی ہے۔ فرماتے ہیں۔

ثم من ذکر ان رواۃ الرفع نحو خمسین صحابیا فھو قد ادرج فیہ رواۃ الرفع عند الافتتاح فقط ایضاً والا فرواۃ الرفع نحو عشرین کما فی الدراری المضیئۃ للشوکانی ویجری فیہ النقد ایضاً ولا اری یخلص الا نحو خمسۃ عشر او اقل منھم کما سیأتی من البحث فی بعض وقفاً و رفعاً۔

(نیل الفرقدین ص۲۲)

پھر جس نے رفع یدین رکوع کے وقت کرنے کے پچاس کے قریب صحابی شمار کئے ہیں اس نے رفع یدین صرف تکبیر افتتاح کے راویوں کو بھی ان میں درج کر دیا ہے ورنہ تو رفع یدین رکوع کے وقت کرنے کے بیس راوی ہیں۔ جیسا کہ علامہ شوکانیؒ (غیر مقلد) کی کتاب الدراری المضیئہ میں ہے۔ اور اس میں بھی نقد و جرح چلتی ہے اور شاید نقد و جرح سے پندرہ چھٹکارا پا جائیں یا اس سے بھی بہت گھٹ بچ جائیں جیسا کہ ان کے مرفوع و موقوف ہونے کی بحث آرہی ہے۔

حضرت شاہ صاحبؒ کی اس عبارت سے صاف واضح ہے کہ وہ رفع یدین رکوع کے وقت کرنے کو تواتر اسنادی سے نہیں مانتے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دوسری عبارت ملاحظہ ہوں۔"

عبارت نمبرا

حضرت علامہ سید محمد انور شاہ صاحبؒ رفع یدین کی روایتوں پر بحث کرتے

ہوئے فرماتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ کی تعداد پچاس بتانا یہ مبالغہ ہے ان سے تین ربع (تقریباً ۳۸ راوی) تو مبالغہ کی نذر ہو گئے اور ۱۲ بقایا میں سے بھی صرف پانچ یا چھ رہ جاتے ہیں جن کی روایت جرح سے چھٹکارا حاصل کرے حضرت علیؓ کی روایت حالانکہ بعض روایتوں میں رفع یدین کا ذکر تک نہیں حضرت ابن عمرؓ حضرت مالکؓ بن حویرث حضرت وائلؓ حضرت ابو حمید الساعدیؓ جبکہ ان کے الفاظ میں بھی اختلاف ہے حضرت جابرؓ۔ اور اتنا عدد تو دوسری جانب ترک رفع یدین میں بھی موجود ہے جیسا کہ ظاہر ہو گا انشاء اللہ تعالیٰ ہاں ان کی سندیں اور طرق گھٹ ہیں (نیل الفرقدین ص ۵۳)

عبارت نمبر ۲

"وکل سنۃ ثابتۃ عن رسول الثقلین تواتر العمل بھما من عھد الصحابۃ واتباعھم کذا التحوین۔

(نیل الفرقدین ص ۳)

اور ترک رفع یدین اور رفع یدین دونوں سنت ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں ان دونوں پر صحابہ کرامؓ و تابعینؒ وتبع تابعینؒ کا متواتر عمل رہا ہے۔"

یہاں پر شاہ صاحبؒ نے دونوں کے لیے تواتر عمل تسلیم کیا ہے۔

عبارت نمبر ۳

شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں؛

"وقد ثبت الرفع والترک تواتراً لا یمکن لاحد انکار احدھما ولکن تواتر العمل لا تواتر الاسناد

(العرف الشذی ص ۱۲۴ مطبع قاسمیہ دیوبند)

"اور بے شک رفع یدین اور ترک رفع یدین تواتر سے ثابت ہو چکے ہیں کسی ایک کا انکار ممکن نہیں ہے اور لیکن تواتر عمل سے ثابت ہیں نہ کہ تواتر اسنادی سے۔"

یہاں شاہ صاحبؒ نے تواتر اسنادی کا صاف انکار کر دیا ہے۔ اب بھی اگر کوئی ملبّس تلبیس سے باز نہ آئے تو اس بےچارے کی اپنی قسمت ہے۔"

عبارت نمبر ۴

حضرت مولانا سید بدر عالم صاحبؒ المتوفی ۱۳۸۵ھ / ۱۹۶۵ء اپنے استاد مکرم علامہ سید محمد انور شاہ صاحبؒ سے رفع یدین کی ابحاث نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں

"ولعلک علمت الآن ان العمل فی ھذا الباب بالنحوین ونفی الترک باطل بقی ان الرفع اکثر او الترک فلم یجزم الشیخ رحمہ اللہ فیہ بشئی" البدر الساری حاشیہ فیض الباری ج ۲ ص ۲۶۱

اور شاید کہ اب تو نے جان لیا ہو گا کہ اس باب میں عمل دونوں (رفع یدین اور ترک رفع یدین) پر جاری ہے اور ترک رفع یدین کی نفی (انکار) کرنا باطل ہے باقی رہی یہ بات کہ رفع یدین کی حدیثیں زیادہ ہیں یا ترک رفع یدین کی پس شیخ (علامہ انور شاہؒ) نے اس کے بارے میں یقینی طور پر کچھ بھی فیصلہ نہ فرمایا۔

مولانا خالد گھرجاکھی نے بھی اس عبارت کا حوالہ دیا ہے (جزء خالد ص ۱۰)۔ بات واضح ہے مگر خائن وملبّس اپنی عادت سے مجبور ہے۔

عبارت نمبر ۵

شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں

"صنّف صاحب القاموس رسالۃ سماھا بسفر السعادۃ

وقد بالغ فيها فادّعى التواتر في مسئلة السبابة ورفع اليدين مع انه لا يوجد في المسئلة الاولى ازيد من ثلثة احاديث وفي الثانية نحو العشرين واما ادعى من انها نحو مائتين فلا اصل له۔

(فیض الباری شرح البخاری ص ۲۳۱/۲)

"صاحب قاموس نے سفر السعادہ کے نام سے ایک رسالہ لکھا ہے جس میں مبالغہ سے کام لیا ہے پس تشہد میں انگلی کے اٹھانے اور رفع یدین کے مسئلہ میں تواتر کا دعویٰ کیا ہے حالانکہ پہلے مسئلہ میں تین حدیثوں سے زائد نہیں پائی گئیں اور دوسرے مسئلہ میں بیس کے قریب سے زائد نہیں پائی گئیں اور جو صاحب قاموس نے رفع یدین کے بارے میں دو صد حدیثوں کا دعویٰ کیا ہے پس یہ دعویٰ بے اصل ہے۔"

شاہ صاحبؒ نے دونوں مسئلوں میں تواتر کے دعویٰ کو مبالغہ سے تعبیر فرمایا ہے خدا تعالیٰ سمجھ عطا فرمائے۔

عبارت نمبر۱

شاہ صاحب فرماتے ہیں:

"والحق ان الترك لا يمكن اعدامه الى يوم القيامة وان جلبوا عليه بخيلهم ورجلهم فانه من سنة النبي صلى الله عليه وسلم تحي الى يوم الدين ان شاء الله تعالىٰ" (فیض الباری ص ۲۳۲/۲)

"اور حق یہ ہے کہ بے شک ترک رفع یدین کو ختم کرنا قیامت تک

ممکن نہیں ہے اگرچہ مخالفین ہر قسم کا زور لگالیں کیونکہ ترک رفع یدین سنّت نبویہ ہے اس کو قیامت تک انشاء اللہ تعالیٰ زندہ رکھا جائے گا۔

"سنّت نبویہ زندہ باد"

عبارت نمبر۷

علامہ سید محمد انور شاہ صاحبؒ علامہ محمد ہاشم سندھیؒ سے نقل کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دوام رفع یدین تا وفات کی ایک حدیث بھی ثابت نہیں ہے۔ چہ جائیکہ عشرہ مبشرہؓ سے ثابت ہو (فلم يصح فيه حديث واحد فضلاً عن رواية العشرة (نیل ص ۲۷)

عبارت نمبر۸

شاہ صاحبؒ بسط الیدین ص ۲۳ میں فرماتے ہیں:

"وفيه عند ابي داؤد من طريق شريك قال ثم اتيتهم فرأيتهم يرفعون ايديهم الى صدورهم في المسند والكنز ما يدافعه صريحاً"

"اور ابوداؤد میں حضرت وائلؓ بن حجر کی روایت میں جو شریکؒ کے طریق سے مروی ہے حضرت وائلؓ فرماتے ہیں کہ میں ان صحابہ کرامؓ کے پاس دوبارہ آیا پس دیکھا میں نے ان کو وہ رفع یدین سینوں تک ابتداء نماز میں کر رہے تھے اور ان پر برانڈیاں اور چادریں تھیں اور یہ ظاہر ہے کہ دوسری مرتبہ کی آمد کے وقت رفع یدین رکوع کے وقت متروک ہو چکا تھا اور میں نے مسند احمد اور کنز العمال میں دوسری بار کی آمد کے وقت کسی طریق میں یہ نہیں دیکھا کہ اس میں ترک رفع یدین

کی صراحت مدافعۃ ہو"

حضرت شاہ صاحبؒ یہاں اشارہ فرما رہے ہیں کہ رفع یدین منسوخ ہے کیونکہ وائل بن حجرؓ کی دوسری بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں آمد کے وقت شریک کی روایت میں رفع یدین صرف عند الافتتاح ہے۔ رکوع کے وقت رفع یدین کا کوئی ذکر نہیں ہے جس سے صاف پایا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری نماز بغیر رفع یدین کے تھی۔ حضرت وائلؓ کی یہ روایت ابوداؤد ص۱۰۵ ج۱ (و شرح السنۃ ص۲۷ ج۳ بحوالہ الرسائل ص۳۱۷ میں) موجود ہے۔

نیز شاہ صاحبؒ بسط الیدین ص۲۳ میں لکھتے ہیں:

و شریك الراوی قید الافتتاح عند ابی داؤد و هو الراوی عند لم یعد فی حدیث البراء۔

اور شریک راوی نے (حضرت وائلؓ کی روایت میں) رفع یدین صرف عند الافتتاح ذکر کیا ہے سنن ابی داؤد میں اور یہی راوی ابوداؤد میں حضرت براءؓ بن عازبؓ کی روایت میں ثم لم یعد کے الفاظ نقل کرتا ہے۔

بہرحال حضرت شاہ صاحبؒ کی ان عبارات سے ثابت ہوا کہ وہ اس نظریہ کے قائل نہیں ہیں جو ارشاد الحق صاحب نے ان کی طرف منسوب کیا ہے۔

تنبیہ مولانا محمد اسمٰعیل صاحب سلفیؒ نے بھی نیل الفرقدین ص۲۲ کے حوالہ سے ارشاد الحق صاحب کی طرح یہ نظریہ حضرت شاہ صاحبؒ کے ذمہ لگایا ہے حضرت سلفی صاحب نے فصل فی احادیث الرفع نقلنا فیہ عبارۃ التلخیص الحبیر الخ عبارت نقل کر کے اس کا ترجمہ چھوڑ دیا ہے اور اثری صاحب نے سرے سے ایسی عبارتوں کو نقل ہی نہیں فرماتے اور نہ ترجمہ کی زحمت گوارا کرتے ہیں۔ یہاں اثری صاحب نے لا شک فیہ

عبارت نقل کی ہے حالانکہ نیل الفرقدین ص۲۲ میں لا یشک فیہ ہے۔ عبد العزیز نورستانی غیر مقلد نے لا شک فیہ عبارت نقل کی ہے۔ اور نیل الفرقدین کے بجائے بسط الیدین ص۲۴ کا حوالہ دیا ہے جو کہ نرا جھوٹ ہے۔ شاہ صاحبؒ نے تواتر چار قسم کا بنایا تھا اس نے شاہ صاحبؒ کی طرف منسوب کرتے ہوئے تواتر پانچ قسم بنایا ہے اور حضرت شاہ صاحبؒ کے خلاف جو زبان درازی کی ہے خدا پناہ دے۔ ہم اس کو نقل کرنا بھی گوارا نہیں سمجھتے۔ ایسی زبان کسی رافضی کی تو ہو سکتی ہے مگر مسلمان کی شان کے خلاف ہے (دیکھئے حقیقۃ الالحاد ص۱۰۳ تا ص۱۰۵ طبع کراچی)

مولانا عبد الرحمٰن صاحب مبارک پوریؒ نے تحفۃ الاحوذی ص۲۲۲ ج۱ میں حضرت علامہ سید محمد انور شاہ صاحبؒ کی طرف رفع یدین کے تواتر عملی کی نسبت کرتے ہیں نہ کہ تواتر اسنادی کی۔ (و للہ الحمد)

تلبیس نمبر۱۴

اثری صاحب لکھتے ہیں، بلکہ اگر موقع ملا تو رفع یدین کرنے والوں کو قید و بند کی سزائیں دینے سے بھی دریغ نہیں کیا گیا یہاں تک کہ ان کے قتل تک کے منصوبے بنائے گئے مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے عاملین بالحدیث کو ہمیشہ محفوظ رکھا (مسئلہ رفع یدین ص۷)

اثری صاحب نے حاشیہ میں ابوبکر ابن العربیؒ کے استاد کا واقعہ ذکر کیا ہے یہ تو اچانک واقعہ تھا منصوبے وہاں ہوتے ہیں جہاں پہلے علم ہو کہ ایک شخص ایسا کام کرتا ہے اسے قتل کرنا ہے مگر جب دشمن وغیرہ اچانک آ جائے تو اس کے ساتھ لڑائی اچانک ہوتی ہے منصوبہ کے تحت

نہیں ہوتی۔ مگر اثری صاحب کو تلبیس کرنے میں بہت مہارت ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو حق پر چلنے حق بات کہنے کی توفیق دے۔

تلبیس نمبر ۵

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی عبارت میں کتر و بیونت اثری صاحب لکھتے ہیں۔ نیز حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ بھی لکھتے ہیں:

"والذی یرفع احب الیّ ممن لا یرفع فان احادیث الرفع اکثر واثبت (حجۃ اللہ البالغہ صفحہ ۲/۲۲)

یعنی رفع یدین کرنے والا میرے نزدیک نہ کرنے والے سے زیادہ محبوب ہے کیونکہ رفع یدین کی احادیث زیادہ اور صحیح ہیں"۔ (مسئلہ رفع یدین ص۷)

الجواب

محترم اثری صاحب! آپ نے شاہ صاحبؒ کی عبارت آگے پیچھے دونوں طرف سے کاٹ دی ہے اور عبارتوں کا کاٹنا آپ کا محبوب مشغلہ ہے حضرت شاہ صاحبؒ کی اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

"وھو من الھیأت فعلہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم مرۃ وترکہ مرۃ والکل سنۃ واخذ بکل واحد جماعۃ من الصحابۃ والتابعین ومن بعدھم وھذا احد المواضع التی اختلف الفریقان اھل المدینۃ والکوفۃ ولکل واحد اصل اصیل والحق عندی فی مثل ذالک ان الکل سنۃ ونظیرہ الوتر

برکعۃ واحدۃ او بثلاث والذی یرفع احب الیّ ممن لا یرفع فان احادیث الرفع اکثر واثبت غیر انہ لا ینبغی للانسان فی مثل ھذہ الصوران یثیر علی نفسہ فتنۃ عوام بلدہ" (حجۃ اللہ البالغہ ص۲/۲۲ المکتبۃ السلفیہ لاہور)

"اور وہ رفع یدین رکوع کے وقت مستحبات میں سے ہے کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کیا ہے اور کبھی ترک کر دیا ہے اور کرنا اور نہ کرنا دونوں سنت ہیں اور دونوں میں سے ہر ایک پر صحابہ کرامؓ کی جماعت اور تابعین وتبع تابعین وغیرھم کا عمل ہے اور یہ رفع یدین کا مقام ان اختلافی مقامات میں سے ہے جن پر اہل مدینہ اور اہل کوفہ کا اختلاف ہے اور دونوں کے پاس مضبوط دلیل ہے اور میرے نزدیک ایسے اختلافی مقام میں دونوں چیزیں سنت ہیں اور اس کی نظیر وتر کی ایک اور تین رکعتیں ہیں اور جو رفع یدین کرتا ہے نہ کرنے والے سے مجھے زیادہ پسند ہے کیونکہ رفع یدین کی حدیثیں اکثر اور زیادہ صحیح ہیں مگر ان صورتوں میں کسی آدمی کو مناسب نہیں کہ وہ اپنے اوپر شہر کی عوام کا فتنہ بھڑکائے"۔

اثری صاحب کے جو عبارت خلاف ہو فوراً اس کو ختم کر دیتے ہیں یہ تلبیس و خیانت ہے۔

تلبیس نمبر ۶

اثری صاحب لکھتے ہیں۔ انتہا یہ کہ بعض نے تو ترکِ رفع یدین کے ثبوت میں روایات وضع کرنے سے بھی اجتناب نہ کیا چنانچہ عام طور پر مالکیہ میں رفع یدین نہ کرنے کا عمل پایا جاتا ہے جبکہ محققین مالکی علما مواضع ثلاثہ میں رفع یدین کی سنیت کے قائل ہو گئے ہیں، تو اس کے لیے ایک جامد مالکی فقیہ اصبغ بن خلیل مالکی نے (ف ۲۵۰ھ) نے جو کہا جاتا ہے کہ پچاس سال تک اندلس کے قاضی و مفتی رہے حضرت ابن مسعودؓ کے نام سے یہ روایت گھڑ ڈالی الخ (مسئلہ رفع یدین ص ۸)

الجواب

محترم اثری صاحب کی یہ تلبیس کئی تلبیسات کا مجموعہ ہے۔

(۱) بعض نے ترک رفع کے ثبوت میں روایتیں گھڑی۔ "محترم اثری صاحب آپ کے ہمنواؤں نے کیا رفع یدین کے ثبوت میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری عمر تک رفع یدین کرنے کی روایتیں نہیں وضع کیں" اگر آپ کو معلوم نہ ہو تو ملاحظہ فرمائیں۔

ابن عمرؓ سے مرفوعاً فما زالت تلك صلوته حتی لقی اللہ (بیہقی)

اس کی سند میں عبدالرحمٰن بن قریش الہروی وضاع (روایتیں گھڑنے والا) واقع ہے (میزان الاعتدال ص ۵۸۲ ج ۲) دوسرا راوی عصمت بن محمد بن فضالۃ الانصاری ہے جو کہ کذاب (بہت جھوٹا) اور وضاع (من گھڑت روایتیں کرنے والا) ہے (میزان ص ۶۸ ج ۳) یک نشد دو شد۔ جبکہ آپ کے بزرگ اس روایت کو بڑے فخر سے اپنی کتابوں میں پیش کرتے ہیں بلکہ بعض تو ثابت بھی مانتے ہیں۔

محترم اثری صاحب! جس مالکی کی روایت کا آپ نے ذکر کیا ہے اسکی

روایت نہ تو حنفیوں کی فقہ کی کتابوں میں موجود ہے اور نہ ہی مالکیہ کی فقہ کی کتابوں میں موجود ہے تلبیس کرنا اور دھوکہ دینا آپ کا خصوصی فن ہے۔

(۲) دوسری من گھڑت روایت۔ سورۃ کوثر کے شان نزول کے بیان میں پیش کی جاتی ہے کہ فرشتے بھی رفع یدین کرتے ہیں" اس روایت کا اصل بانی عمر بن صبح ہے جو بہت بڑا جھوٹا ہے اسی سے چوری کر کے اسرائیل بن حاتم نے بیان کر ڈالی دیکھئے (میزان ص ۲۰۸ ج ۱) اس سند کا دوسرا راوی اصبغ بن نباتہ بھی رافضی اور کذاب ہے دیکھئے (میزان ص ۱۷۱ ج ۱ و تقریب التہذیب) یک نشد دو شد۔ اثری صاحب آپ کو اصبغ بن خلیل مالکی تو نظر آ گیا اس پر غصہ نکال دیا اور اس کا ہمنام اصبغ بن نباتہ جس کی روایت آپ کے بزرگ اپنی کتابوں میں پیش کرتے ہیں وہ کیوں نظر نہ آیا شاید اس لیے کہ وہ رفع یدین کی جھوٹی روایتیں گھڑتا ہے وہ آپ کو پیارا لگتا ہے

ع   میں الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

(۳) تلبیس یہ ہے کہ محققین مالکیہ رفع یدین کی سنیت کے قائل ہو گئے ہیں محترم اثری صاحب کیا ترک رفع یدین کرنے والے مالکی حضرات محققین نہیں ہیں مثلاً علامہ ابن عبدالبر مالکی المتوفی ۴۶۳ھ علامہ ابوبکر ابن العربیؒ (متوفی ۵۴۳ھ) علامہ ابوالولید الباجیؒ (متوفی ۴۹۴ھ) امام اصبغؒ (۲۹۲ھ) امام عبدالرحمٰن بن القاسم (تلمیذ رشید امام مالکؒ) متوفی ۱۹۱ھ۔ جو بالاتفاق ثقہ و معتبر ہیں یہ سب حضرات ترک رفع یدین پر عمل کرتے تھے کیا یہ حضرات آپ کے ہاں ہاں غیر محقق ہیں آپ کے ہاں محقق صرف وہی ہوتا ہے جو رفع یدین کرے۔ یہ کیا تلبیس ہے کچھ تو سوچ کر بات کیا کرو۔

(۴) آپ نے اصبغ بن خلیل مالکی کی وفات (سن ۲۵۰ھ لکھی ہے جب کہ

لسان المیزان ص۲۵۹ ج۱ میں ان کی وفات ۳۷۲ھ لکھی ہے محترم یہ کیا ماجرا ہے اس طرح آپ نے علامہ ابو بکر بن مسعود الکاسانی حنفیؒ کی وفات ۵۸۵ھ لکھی ہے۔ (مسئلہ رفع یدین ص۹) حالانکہ ان کی وفات ۵۸۷ھ میں ہوئی ہے (دیکھئے مقدمہ انوار الباری ص۱۰۲ ج۲ والفوائد البہیہ ص۵۳ مطبوعہ نور محمد کراچی)

جناب کا شکوہ

محترم اثری صاحب آپ نے لکھا ہے "آیت میں تحریف" اس سے بڑھ کر ستم کی بات یہ ہے کہ ابو حنیفہ اکیڈمی کی طرف سے اسی موضوع پر ایک پمفلٹ شائع ہوا ہے جس میں رفع یدین نہ کرنے پر ایک آیت سے بھی استدلال فرمایا گیا ہے الخ (مسئلہ رفع یدین ص۱۱)

الجواب

محترم اثری صاحب! اگر رفع یدین کرنے والے قرآنی آیات سے استدلال کریں تو کیا آپ کے نزدیک کوئی حرج نہیں ہے۔ چنانچہ مولانا عبد الغفار صاحب کراچوی غیر مقلد اپنے رسالہ رفع الیدین کے ص۱۶ میں عنوان قائم کرتے ہیں قرآن پاک سے رفع الیدین کرنا ثابت ہے۔ پھر سورۃ کوثر کے شان نزول میں جو ایک جھوٹی اور من گھڑت روایت کے زور سے قرآن سے رفع یدین ثابت کرنے کی ایک ناکام کوشش کی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹی نسبت کرنا ایک گناہ۔ قرآن پاک سے رفع یدین ثابت کرنے کا دوسرا گناہ ؎

خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں
کس درجہ ہوئے فقیہان حرم بے توفیق!

عشرہ مبشرہؓ سے رفع یدین عند الرکوع ثابت کرنے میں جہاں سے کوئی غلط بات

ملی اس کو پلّے باندھ لینا اور اندھی تقلید کر لینا اور سچاس صحابہ کرامؓ سے رفع یدین عند الرکوع ثابت کرنے میں بھی دوسروں کو اندھی تقلید کرنا یہ آپ کے بزرگوں کا کام ہے مگر آپ نے لسان کا شکوہ کبھی نہیں فرمایا یہ کیا دھرے بازی ہے۔ "باقی رہا جناب کا یہ شکوہ کہ آیت میں تحریف کی گئی ہے" محترم آپ کو بخوبی معلوم ہے کہ کوئی مسلم بھی جان بوجھ کر آیت قرآنی میں تحریف نہیں کر سکتا ہاں لکھنے میں یا پڑھنے میں بھولے سے غلطی واقع ہو سکتی ہے ایسی غلطی تو بڑے بڑے حضرات سے بھی ہو جاتی ہے۔ مشکوٰۃ ص۲۷۲ باب النکاح کے اندر جو خطبہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت سے مروی ہے اس میں ایک آیت صاحب مشکوٰۃ نے غلط نقل کی ہے جبکہ ترمذی شریف میں صحیح طور پر مروی ہے اب یہ پروپیگنڈہ کرنا کہ صاحب مشکوٰۃ قرآن کی تحریف کے قائل تھے یا تحریف کرتے تھے حماقت ہے اس طرح مولانا سید بدیع الدین شاہ صاحب غیر مقلد نے حضرت شیخ الہندؒ پر گرفت کی ہے (تنقید سدید ص۹۳) مگر خود شاہ صاحب حافظ قرآن ہونے کے باوجود اسی کتاب میں قرآن مجید کی آیات کو غلط لکھا ہے مثلاً ص۲۷ میں وما الفینا علیہ آباءنا البقرہ ع۲۱ پ۲) جو آیت پیش کی ہے اس میں واؤ بڑھا دی ہے حالانکہ قرآن مجید میں ما الفینا۔ بغیر واؤ کے ہے۔ اور ص۲۱ میں لکھتے ہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ

والذین یرمون المؤمنین والمؤمنات بغیر ما اکتسبوا
فقد احتملوا بھتانا واثما مبینا (احزاب پ۲۲)

حالانکہ قرآن مجید میں یؤذون ہے امید ہے کہ جناب نے جو شکوہ محض تعصب تشدد کی بنا پر کیا تھا اس سے رجوع فرمائیں گے۔ ؎

غیر کی آنکھ کا تنکا تجھ کو آتا ہے نظر
دیکھ اپنی آنکھ کا غافل ذرا شہتیر بھی

تلبیس نمبر ۷

محترم اثری صاحب، آپ لکھتے ہیں پہلی حدیث، عن عبد اللہ بن عون الخراز الخ (مسئلہ رفع یدین صلا)

الجواب

محترم اثری صاحب! نور الصباح میں راقم الحروف نے پہلی حدیث ترک رفع یدین کی مسند ابو عوانہ کے حوالہ سے پیش کی ہے۔ فلہٰذا یہ پہلی نہیں ہے جو آپ نے نقل کی ہے یہ آپ کی تلبیس ہے جو آپ کی بوکھلاہٹ پر دلالت کرتی ہے۔ آپ نے پہلی حدیث کو تیسرے نمبر پر بیان کر کے جواب دینے کی ناکام کوشش کی ہے جو آپ کی عاجزی و کمزوری کی واضح دلیل ہے۔

تلبیس نمبر ۸

محترم اثری صاحب، آپ لکھتے ہیں بلکہ امام محمدؒ بھی اہل مدینہ کا یہی مذہب ذکر کرتے ہیں کہ وہ رفع یدین کرتے تھے جس سے انکی مراد اولاً امام مالکؒ ہیں۔ (دیکھئے الحجۃ علی المدینۃ ص ۹۴ ج ۱) مسئلہ رفع یدین ص ۱۶

الجواب

محترم اثری صاحب! غلط بیانی اور تلبیس گناہ ہے، اس کو آپ گناہ سمجھیں گے تو یہ مرض زائل ہو سکتی ہے ورنہ زیادہ مصیبت میں مبتلا ہو جاؤ گے میں آپ کا خیر خواہ ہوں آپ کو اصل حقیقت سے آگاہ کرتا ہوں۔ امام محمدؒ اہل مدینہ کے خلاف

بیان دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ اور حضرت ابن مسعودؓ سے ترک رفع یدین کا ثبوت آچکا ہے اور یہ حضرات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو حضرت ابن عمرؓ سے زیادہ جاننے والے تھے کیونکہ یہ حضرات اول صف میں نماز پڑھنے والے تھے بخلاف ابن عمرؓ کے اور ان کی عمر کے نوجوانوں کے جو پچھلی صفوں میں نماز پڑھتے تھے اس لیے حضرت علیؓ و ابن مسعودؓ وغیرھما بدری صحابیؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو زیادہ جانتے تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے یا جو چیز چھوڑ دیتے تھے اس کے بعد امام محمدؒ فرماتے ہیں:

"ثم ان فقیہھم مالک ابن انس قد روی عن نعیم بن عبد اللہ المجمر و ابی جعفر القاری انھما اخبراہ ان ابا ھریرۃ رضی اللہ عنہ کان یصلی بھم فیکبر کلما خفض و رفع قالا وکان یرفع یدیہ حین یکبر و یفتتح الصلوۃ فھذا احادیثکم موافق لعلی و ابن مسعود رضی اللہ عنھما الا حاجۃ بنا معھما الی قول ابی ھریرۃ ولکنا احتججنا علیکم بحدیثکم (کتاب الحجۃ ص۹۵)

باوجودیکہ اہل مدینہ کا فقیہ امام مالکؒ نعیم مجمرؒ و ابو جعفر قاریؒ سے روایت کرتا ہے کہ انہوں نے اسے خبر دی کہ بے شک حضرت ابو ہریرہؓ انہیں نماز پڑھاتے تھے پس ہر اونچ نیچ میں تکبیر کہتے تھے اور رفع یدین اس وقت کرتے جب کہ نماز شروع کرتے۔ پس یہ حدیث تمہاری موافق ہے حضرت علیؓ کے و ابن مسعودؓ کے ہمیں حضرت علیؓ و حضرت عبد اللہ جیسے صحابہؓ کے عمل کے ہوتے ہوئے حضرت ابو ہریرہؓ کے قول سے حجت پکڑنے کی ضرورت نہیں تھی مگر ہم تم پر حجت قائم کرتے ہیں۔"

محترم اثری صاحب! اگر بقول آپ کے اہل مدینہ سے مراد اولاً امام مالکؒ ہوتے تو پھر امام محمدؒ امام مالکؒ کے خلاف حجت قائم کرنے کے لیے ذکر فرماتے۔ پس واضح طور پر ثابت ہوا کہ آپ بات کو الٹا کر دینے و تلبیس کرنے کے مریض ہیں اللہ تعالیٰ آپ کو شفاء عطا فرمائے۔

تلبیس نمبر ۹

آپ اثری صاحب اسی رسالہ کے اسی ص۱۶ میں لکھتے ہیں اور پھر خود امام مالکؒ کا بھی رفع یدین پر عمل تھا۔ ابن قاسم نے گو ان سے رفع یدین نہ کرنے کا عمل نقل کیا ہے مگر خطابیؒ علامہ قرطبیؒ اور علامہ بغویؒ فرماتے ہیں انہ آخر قولی مالك واصحهما کہ امام مالکؒ کا آخری اور صحیح قول رفع یدین کرنے کا ہے۔ دیکھئے معالم السنن مع تلخیص المنذری (ص ۳۶۲ ج ۱) فتح الباری ص ۲۲۰ ج ۲، شرح السنۃ ص ۲۳ ج ۲ تحفۃ الاحوذی ص ۲۲۰ ج ۱)

الجواب

محترم اثری صاحب! تلبیس کرنا اور ناحق بات کہنا سخت گناہ ہے۔ امام ابن قاسمؒ امام مالکؒ کے ارشد تلمیذ ہیں جو بیس سال آپ کی خدمت میں رہے (مقدمہ انوار الباری ص۱۹۰ ج ۱) باتفاق ائمہ حدیث ثقہ و معتبر راوی ہیں بلکہ الحفاظ امام یحیی بن معینؒ فرماتے ہیں۔ ثقۃ ثقۃ (یعنی ڈبل توثیق کرتے ہیں) امام عبدالرحمن بن قاسمؒ (متوفی ۱۹۱ھ) کا ترجمہ تہذیب التہذیب ص۲۵۲ ج ۶ تا ص۲۵۴ و تقریب التہذیب میں موجود ہے۔ مالکیہ حضرات کا اعتماد امام ابن قاسمؒ کی روایت پر ہوتا ہے (دیکھئے نور الصباح ص۳۹) مگر محترم اثری صاحب! ان حقائق کو ٹھکراتے ہوئے آپ نے خطابیؒ قرطبیؒ بغویؒ کی بات مان لی اور اندھی

تقلید پر عمل کیا۔ امام خطابیؒ شافعی ہیں اور علامہ قرطبیؒ ریہ ابو العباس قرطبی ہے، مشہور مفسر ابو عبداللہ محمد بن احمد انصاری الاندلسی المتوفی ۶۷۱ھ دوسرے ہیں آپ کو ضروری تھا کہ آپ تلبیس نہ کرتے اور صاف لفظوں میں بتاتے کہ یہ قرطبی ابو العباس ہے مشہور مفسر علامہ قرطبی نہیں ہیں مگر آپ نے تلبیس کرتے ہوئے اس پر بھی علامہ قرطبیؒ کا اطلاق کر دیا ہے، پھر یہ ابو العباس قرطبیؒ۔ خطابیؒ کا مقلد ہے اس بات کے نقل کرنے میں چنانچہ علامہ شوکانیؒ فرماتے ہیں۔

"ونقل الخطابی وتبعہ القرطبی فی المفھم انہ آخر قول مالك (نیل الاوطار مع عون الباری ص۷۸ ج۲ نا ص۷۹)

اور خطابیؒ نے (کسی سے) نقل کیا ہے اور قرطبیؒ نے اپنی کتاب المفہم میں خطابیؒ کا اتباع کیا ہے کہ رفع یدین (رکوع کے وقت) کرنا امام مالکؒ کا آخری قول ہے۔"

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ خطابیؒ بھی ناقل ہے کس سے ناقل ہے اس کا بیان نہیں کیا گیا۔ خطابیؒ ایک تو شافعی ہیں دوسرے چوتھی صدی میں پیدا ہوئے ہیں ان کی وفات ۳۸۸ھ میں ہوئی ہے ان کی بات امام مالکؒ کے مسلک کے نقل کرنے میں خصوصاً آخری قول نقل کرنے میں کیسے حجت ہو سکتی ہے پھر یہ ابو العباس قرطبی صاحب المفہم کون ہے کیسا ہے اس کا ترجمہ معلوم نہیں ہوا بظاہر کچا قسم کا آدمی معلوم ہوتا ہے سنی سنائی باتوں کا ذکر کر دیتا ہے۔ اور امام بغویؒ، پانچویں صدی میں پیدا ہوئے ہیں اور ۵۱۶ھ وفات پائی ہے یہ بھی شافعی ہیں ان کا دعویٰ بھی سنی ہوئی بات پر ہے۔ بات امام عبدالرحمن بن قاسمؒ کی معتبر ہے جو براہ راست امام مالکؒ کے شاگرد ہیں۔ جو آدمی کئی سو سال بعد پیدا ہوئے ہیں ان کو کیا خبر امام مالکؒ کے مسلک کی اور ان کی آخری روایت کی۔ ابھی دیکھئے اثری صاحب آپ

قرطبی شارح مسلم کے کچا ہونے کے دلائل

حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں۔

ا۔ واغرب القرطبی شارح مسلم لما حکی الخلاف هل کان ابوبکر اماماً او مأموماً فقال لم یقع فی الصحیح بیان جلوسه ﷺ هل کان عن یمین ابی بکر او عن یساره انتهی ورواية ابی معاوية هذه عند مسلم ایضاً فالعجب منه کیف یغفل عن ذالک فی حال شرحه له (فتح الباری ج ۲ /۱۵۴ باب حد المریض ان تشهد الجماعة)

کہ قرطبی شارح مسلم نے عجیب کام کیا ہے جب اختلاف بیان کیا کہ حضرت ابوبکرؓ امام تھے یا مقتدی کہا کہ صحیح مسلم میں رسول اللہ ﷺ کے بیٹھنے کا بیان نہیں ہوا کہ ابوبکرؓ کے دائیں جانب تھا یا بائیں جانب (انتہی) اور روایت ابو معاویہؒ کی یہ صحیح مسلم میں بھی موجود ہے پس تعجب ہے کہ اس کی شرح کرتے وقت اس سے کیسے غافل رہا۔

(نوٹ) ابو معاویه عن الاعمش عن ابراهیم عن الاسود عن عائشةؓ کی حدیث میں ہے حتی جلس عن یسار ابی بکرؓ (صحیح مسلم ج ۱/۱۷۹) اور بخاری ج ۱/۹۱ میں ہے وزاد ابو معاوية جلس عن یسار ابی بکر فکان ابوبکر یصلی قائماً۔

۲۔ حضرت عائشہؓ کی حدیث ما کانت الایدی تقطع فی عهد رسول اللہ ﷺ فی الشئی التافه۔ کے متعلق حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں۔

عزا ابن معن حدیث عائشة هذا الی مسلم ولیس هو فیه انما فیه اصله وعزاه القرطبی شارح مسلم الی البخاری ولیس هو فیه ایضاً (التلخیص الحبیر ج ۴/۳ ۷)

کہ ابن معنؒ نے حضرت عائشہؓ کی اس حدیث کو صحیح مسلم کی طرف منسوب کیا ہے اور یہ صحیح مسلم میں نہیں ہے۔ اور قرطبی شارح مسلم نے اس حدیث کو بخاری کی طرف منسوب کیا حالانکہ یہ صحیح بخاری میں بھی نہیں ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ یہ قرطبی ناپختہ ذہن کا مالک ہے۔

کو اپنی تلبیس پر ندامت ہوگی۔

امام عبدالسلام صاحب مدونۃ الکبری پر جرح

اثری صاحب آپ لکھتے ہیں کہ، حافظ ابو یعلی الخلیلی کا بیان ہے کہ لم یرتض اهل الحدیث حفظہٗ (لسان ص ۸ ج ۴) کہ محدثین کے نزدیک اس کا حافظہ پسندیدہ نہیں (مسئلہ رفع یدین ص ۱۸)

الجواب

عبدالسلام بن سعید التنوخی ابو سعید۔ شاگرد ہے امام ابن قاسمؒ وابن وہبؒ کا اس کی ولادت ۱۶۱ھ میں ہوئی اور وفات ۲۴۰ھ میں ہوئی (لسان المیزان ج ۴) اور ابو یعلی الخلیلی القاضی القزوینی (المتوفی ۴۴۶ھ) صاحب کتاب الارشاد بہت بعد کے ہیں۔ جبکہ امام عبدالسلامؒ متقدمین میں سے ہیں۔ اس کے حالات بھی جو متقدمین بیان کریں وہی معتبر ہوں گے۔ حافظ ابن حجرؒ نے اسی لسان المیزان میں خلیلیؒ کے اس قول کے بعد فرمایا:

"واثنی علیه ابو العرب کثیراً فقال انتشرت امامته وسلم له اهل عصره واجمعوا علی فضله وتقدمه واجتمعت فیه خلال قلما اجتمعت فی غیره الفقه والورع والصرامة والزهادة والحسن والسماحة"

اور ابو العربؒ نے امام سحنونؒ کی بہت تعریف کی پس فرمایا کہ اس کی امامت زمین میں پھیلی اور اس زمانہ والوں نے آپ کی امامت کو تسلیم کیا اور آپ کے فضل و بزرگی پر اتفاق کیا اور بہت سی صفات ان میں مجتمع تھیں جو دوسرے شخص میں بہت کم ہوں

گی۔ فقہ۔ ورع (بزرگی) شجاعت۔ عبادت۔ حسن اخلاقی سخاوت"

اور یہ ابوالعربؒ :

حافظ مؤرخ محمد بن احمد بن تمیم المغربی الافریقی ہے جو سحنونؒ کے شاگردوں سے پڑھا ہے (یعنی دین حاصل کیا ہے) "قاضی عیاض مالکیؒ فرماتے ہیں کہ امام مالکؒ کے مذہب کے حافظ و مفتی ہیں۔ علم حدیث اور اسماء الرجال میں ماہر تھے بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں ۳۳۳ھ میں وفات ہوئی ہے (تذکرہ الحفاظ صـ۹۹ ج۳ ملخصاً) ابن ناصر الدین فرماتے ہیں کہ امام مغربیؒ (ابوالعرب) ثقہ حافظ نبیل (شریف) تھے اپنے ہاتھ سے ساڑھے تین ہزار کتابیں لکھی ہیں (شذرات الذہب صـ۳۳۲ ج۲)۔ پس ثابت ہوا کہ امام عبدالسلام سحنونؒ متفق امام تھے ان پر اپنے زمانہ میں جرح کرنے والا کوئی نہیں تھا۔

خلیلیؒ جو بہت بعد کے زمانہ کے ہیں۔ مبہم جرح کرتے ہیں کہ محدثین اس کے حفظ پر راضی نہ تھے۔ یہ نہیں بتایا کہ کون سے محدثین تھے اور خلیلی کی عادت ہے کہ ثقہ راوی پر ایسی جرح کر دیتا ہے چنانچہ محمد بن اسحٰق بن راہویہ الحنظلی کے بارے میں ہے۔

"قال الخلیلی لم یرضوہ ولم یتفق علیہ اہل خراسان (میزان الاعتدال صـ۷۵ ج۳)

خلیلی نے کہا ہے کہ محدثین محمد بن اسحٰق بن راہویہ سے راضی نہ تھے اور اہل خراسان اس پر متفق نہ تھے۔"

علامہ ذہبیؒ خلیلیؒ کی توثیق نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ اس کی کتاب الارشاد میں بہت سے اغلاط ہیں (ولہ فیہ اوہام جمۃ) (تذکرۃ الحفاظ صـ۳۰۱ تا ۳۰۲ ج۳)

محترم اثری صاحب! متفق علیہ ثقہ راویوں کے بارے میں ضعیف و مبہم بات نقل کر کے تلبیس نہ کیا کرو شکوک پیدا نہ کیا کرو یہ عادت اچھی نہیں ہے اس کا ازالہ کرو۔ حافظ ابن کثیرؒ نے البدایہ والنہایہ صـ۲۲۳ ج۱۰ میں مدونۃ الکبریٰ کی مقبولیت اور امام سحنون کی امامت و سیادۃ کا ذکر فرمایا ہے۔

تیسری روایت

مولانا ارشاد الحق صاحب آپ نے یہ روایت مسند ابو عوانہ صـ۹۰ ج۲ سے نقل کی ہے۔ مگر اس کا ترجمہ یا مفہوم یا خلاصہ آپ نے بیان نہیں فرمایا حالانکہ پہلی دو روایتوں کا آپ نے مفہوم یا خلاصہ بیان کیا ہے چنانچہ پہلی روایت نقل کرنے کے بعد آپ لکھتے ہیں۔ روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کی ابتداء میں رفع یدین کرتے پھر نہ کرتے۔ (مسئلہ رفع یدین صـ۱۲) اور دوسری روایت نقل کرنے کے بعد آپ لکھتے ہیں روایت کا مفہوم یہ ہے کہ ابن وہب نے بواسطہ امام مالکؒ عن ابن شہاب عن سالم حضرت ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کا آغاز کرتے تو کندھوں تک رفع یدین کرتے تھے (مسئلہ رفع یدین صـ۱۲)

محترم اثری صاحب! اس طرح آپ تیسری روایت کا خلاصہ یا مفہوم بیان کر دیتے گرچہ اپنے حق میں بیان کرتے مگر بیان تو ضرور کرتے، لیکن آپ نے تلبیس کرتے ہوئے اس کا ترجمہ چھوڑ کر عورتوں کی طرح طعنہ زنی کرتے ہوئے اس کے الفاظ پر فنی بحث شروع کر دی اس طرح آپ نے گلو خلاصی کر لی مگر اہل علم حضرات آپ کی اس کاروائی کو شکست پر محمول کریں گے۔ اثری صاحب آپ کا یہ کہنا کہ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ باب تو اثبات رفع کا مگر اس پر نیلی وہ جس میں رفع یدین نہ کرنے کا بقول ڈیروی صاحب صریح حکم ہے۔

"این چہ بوالعجبی است"۔ (مسئلہ رفع یدین ص ۲۱)

الجواب

محترم اثری صاحب! تعجب وحیران ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ راقم الحروف آپ کو سمجھاتا ہے۔ آپ ذرا سمجھنے کی کوشش کریں۔ امام ابوعوانہؒ نے جو باب کا عنوان قائم کیا ہے اس کے چار اجزاء ہیں یعنی چار دعوے ہیں۔

(۱) رفع یدین تکبیر افتتاح میں کاندھوں کے برابر ہو۔

(۲) رکوع کے وقت یعنی رکوع کو جاتے ہوئے اور رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے رفع یدین کرنا۔

(۳) رفع یدین تکبیر افتتاح سے پہلے ہو تکبیر بعد میں ہو۔

(۴) سجدوں میں رفع یدین نہ کرنا۔

اب ان چار دعووں کو ثابت کرنے کے لیے امام ابوعوانہؒ کئی احادیث لائے ہیں۔ پہلی حدیث سے دو دعوے ثابت ہوتے ہیں۔ رفع یدین کاندھوں کے برابر کیا۔

(۲) سجدتین میں رفع یدین نہیں کیا۔

البتہ یہ ثابت نہیں ہوا کہ رفع یدین تکبیر سے پہلے ہو یا بعد میں ہو۔ اس سے حدیث خاموش ہے۔ اور ایک دعویٰ کہ رفع یدین رکوع کے وقت کرنا چاہیئے۔ حدیث کے الفاظ اس دعوٰی کے صریح خلاف ہیں۔ اور یہی ارشاد الحق صاحب کا اعتراض ہے لیکن اثری صاحب کا یہ اعتراض ان کی قلت فہمی کا نتیجہ ہے امام ابوعوانہؒ ایسا کرتے رہتے ہیں مثلاً اس عنوان کے بعد دوسرا عنوان۔ ذکر الاخبار المتضادۃ للباب الذی قبلہ فی رفع الیدین الخ قائم کیا ہے یعنی ذکر ان حدیثوں کا اس باب میں ہوگا جو پہلے باب رفع الیدین

کے متضاد (ضد) ہیں حالانکہ بعض روایتیں پہلے باب کے من جمیع الوجوہ متضاد نہیں ہیں جیسے ابوقلابہؒ فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضرت مالکؓ بن حویرث کو دیکھا کہ جب نماز پڑھنے کا ارادہ کیا تکبیر کہی پھر رفع یدین کیا اور جب رکوع کیا اور رکوع سے سر اٹھایا تو رفع یدین کیا الخ (ج ۲ ص ۹۴) اب اس حدیث میں۔ پہلے باب کے چار دعووں میں سے صرف ایک دعویٰ کی صراحتاً مخالفت ہے یعنی تکبیر پہلے کہی رفع یدین بعد میں کیا۔ باقی رفع یدین کاندھوں کے برابر نہ ہو بلکہ کانوں کے برابر ہو اس کا بیان نہیں ہوا اور اس طرح سجدوں میں رفع یدین نہیں کرنا چاہیے اس کا بیان بھی نہیں ہوا۔ البتہ ایک بات اس حدیث میں ایسی ہے جو پہلے باب کے مطابق ہے یعنی رکوع کے وقت رفع یدین کرنا، حالانکہ امام ابوعوانہؒ نے باب کا عنوان جو قائم کیا ہے وہ یوں ہے کہ اس باب کی حدیثیں پہلے باب کی حدیثوں کا ضد ہیں۔ اب اگر کوئی کم علم آدمی روایت کا ترجمہ کیے بغیر ارشاد الحق صاحب کی طرح یوں کہہ دے ایسے صریح تناقض وتضاد کی تو کسی غبی شخص سے بھی توقع نہیں کی جاسکتی چہ جائیکہ امام ابوعوانہؒ ایسے الحافظ الثقۃ الکبیر سے اس کی توقع رکھی جائے (مسئلہ رفع یدین ص ۲۱) تو ایسا شخص امام ابوعوانہؒ کے طرز استدلال سے بالکل ناواقف ہے اگر مولانا ارشاد الحق صاحب کے اندر ذرہ بھر بھی انصاف ہوا تو وہ اپنی اس بودی بات سے ضرور رجوع کریں گے مگر ان سے انصاف کی توقع کم ہے۔

غیر مقلدین حضرات کا۔ واذا اراد ان یرکع و بعد ما یرفع رأسہ من الرکوع لا یرفعھما۔ کے الفاظ پر اشکال پیدا کرنا کم عقلی ہے۔ اور حافظ محمد حبیب اللہ ڈیروی (غفر اللہ لہ ولوالدیہ) کا ابوعوانہ کی اس روایت کو ترک رفع یدین میں نص صریح کہنا بالکل صحیح اور قرین انصاف ہے۔ امام ترمذیؒ فرماتے ہیں "باب ما جاء فی وضع الیدین قبل الرکبتین فی السجود" (ترمذی مع تحفۃ الاحوذی ج ۱ ص ۲۲۸) مگر اس کے تحت جو حدیث بیان فرمائی وہ بالکل خلاف ہے بیان کیو (؟) فرماتے ہیں

کہ بعض نسخوں میں باب ما جاء فی وضع الرکب قبل الیدین ہے اس
صورۃ میں حدیث باب کے مطابق ہے۔ عام نسخوں کے لحاظ سے حدیث باب کے
مطابق نہیں ہے۔ مگر غیر مقلدین حضرات نے کبھی امام ترمذیؒ کو دیوانہ نہیں کہا اور نہ
اس باب کے عنوان کو نسخوں سے ختم کیا ہے چنانچہ مبارکپوریؒ نے بھی عام نسخوں والے
باب کا عنوان اپنے نسخہ میں باقی رکھا ہے۔ امام بخاریؒ کے استاد مکرم ابوبکر بن ابی شیبہ
اپنے مصنف میں باب کا عنوان یوں قائم کرتے ہیں۔ فی رفع الیدین بین
السجدتین۔ مگر پہلی حدیث ابن عمرؓ سے روایت نفی رفع الیدین بین السجدتین کی نقل
کرتے ہیں (دیکھئے مصنف ابن ابی شیبہ ج۱ ص۲۷۱ مطبوعہ حیدرآباد دکن)

محترم اثری صاحب کیا یہ محدث حضرات آپ کے نزدیک بے عقل و بے علم ہیں

ان کنت لا تدری فتلک مصیبۃ — وان کنت تدری فالمصیبۃ اعظم

ان حضرات نے باب کچھ باندھا ہے اور حدیث اس کے خلاف نقل کی ہے۔

اس روایت پر اثری صاحب کا حملہ

مولانا اثری صاحب لکھتے ہیں۔ امام صاحبؒ کے "الفاظ والمعنی واحد" معنی
مقصد ایک ہی ہے سے بھی تائید ہوتی ہے کہ "لا یرفعھما کہا جائے یا لا یرفع الخ
معنوی اعتبار سے کوئی جوہری فرق نہیں۔ سوال یہ ہے کہ اگر لا یرفعھما ماقبل کی جزاء
ہے جیسا کہ ڈیروی صاحب اور ان کے شیخ الحدیث صاحب نے کہا ہے تو پھر اس کے
بعد قال بعضھم ولا یرفع بین السجدتین والمعنی واحد" میں بعض
کا ذکر کرکے کس جملہ سے تعرض واختلاف کا اشارہ ہے اور یہاں کون سے دو لفظ
ہیں کہ فرمایا جا رہا ہے کہ معنی ایک ہی ہیں، اگر یہاں دو لفظ نہیں تو "معنی واحد"
کہنے کا کیا مطلب (مسئلہ رفع یدین ص۷۱)

الجواب

محترم اثری صاحب معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو صرف ونحو نہیں آتی جس کی وجہ
سے آپ ایسی عظیم غلطی کا ارتکاب کر رہے ہیں یا عناداً ایسا کر رہے ہیں محترم اثری صاحب
توجہ فرمائیے۔ راقم الحروف آپ کو سمجھانے کی کوشش کرتا ہے۔ اذا اراد ان یرکع
وبعد ما یرفع رأسہ من الرکوع لا یرفعھما پر بعض راویوں نے حدیث کو
پورا کر دیا ہے اور آگے کچھ بھی بیان نہیں کیا جب بیان ہی نہیں کیا تو لا یرفعھما
جو ماقبل کی جزاء ہے اس کا تعلق مابعد سے کیسے ہوگا۔ بعض نے حدیث کے الفاظ۔
ولا یرفع بین السجدتین۔ بڑھائے ہیں۔ اور یہ الگ حکم ہے کیونکہ حضرت
ابن عمرؓ کی حدیث میں بعض راوی رفع یدین صرف عند الافتتاح وبعد الرکوع بیان
کرتے ہیں اور رفع یدین بین السجدتین کا نام تک نہیں لیتے اس سے معلوم ہوا کہ حضرت
ابن عمرؓ کی حدیث کے الفاظ مختلف ہیں اور ان کا حکم بھی مختلف ہے۔ اگر لا یرفعھما
کا تعلق بعد سے کیا جائے تو کس طرح ہو سکتا ہے۔ درمیان میں واؤ عاطفہ موجود ہے
معطوف علیہ اور معطوف کے درمیان تغایر ہوتا ہے پھر قال بعضھم میں قول کا
مقولہ جو آ رہا ہے بعد میں ہوتا ہے یہ عجیب نحو ہے کہ قال کا مقولہ حرف عطف واؤ
کو بھی پھلانگ کر ماقبل آ جائے۔ نحو سے اتنی بے علمی یا عناد صرف غیر مقلدین حضرات
سے متصور ہو سکتی ہے والمعنی واحد کا مطلب واضح ہے کہ رکوع و
بین السجدتین دونوں مقاموں میں راویوں نے ترک رفع یدین روایت کیا ہے
اگر بعض راویوں نے ترک رفع یدین عند الرکوع روایت کیا ہے اور ترک رفع یدین
بین السجدتین روایت نہیں کیا تو کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ ان کی مراد بھی ترک رفع
یدین بین السجدتین ہے۔ اگر رکوع کے وقت رفع یدین ہو اور
بین السجدتین ترک رفع یدین ہو تو ان دو مختلف عبارتوں کا مقصد معنی ایک کیسے
ہو سکتا ہے۔ رفع یدین کرنا اور نہ کرنا کا معنی ایک کیسے ہو سکتا ہے ہاں یہ بھی
ہو سکتا ہے کہ رکوع کے وقت بھی ترک رفع یدین اور بین السجدتین بھی ترک

رفع یدین ہو تو ایک معنی وایک مقصد کہنا درست ہے (وللہ الحمد) اس کی ایک نظیر خود مسند ابو عوانہ ج۲ ص۱۹۵ میں موجود ہے کہ ذوالیدین والی روایت میں بعض راویوں نے بقیہ دو رکعتوں کے آخر میں سجدہ سہو کی کیفیت بیان کر کے چپ ہو گئے ہیں سلام وغیرہ کا ذکر نہیں کیا۔ امام ابو عوانہؒ فرماتے ہیں قال ابن سیرین واخبرت عن عمران بن حصین ثم سلم و اللفظ للصنعانی معنی حدیثہما واحدٌ کہ امام ابن سیرینؒ فرماتے ہیں مجھے عمرانؓ بن حصین سے خبر دی گئی ہے کہ پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا (یعنی نماز کو ختم کر دیا) اور یہ لفظ الصنعانی راوی کے ہیں اور ان دونوں راویوں کی روایت کا معنی ایک ہے۔ (یعنی ابو اسمٰعیل نے جو آخری سلام کا ذکر نہیں کیا اس کی مراد بھی الصنعانی راوی کی طرح ہے جس نے سلام کا ذکر کیا ہے یعنی نماز کو سلام سے ختم کیا جائے) اب اگر یہاں کوئی ارشاد الحق جیسا عقل مند آدمی یہ کہہ دے کہ سجدہ سہو اور آخری سلام دونوں ایک چیز ہیں ورنہ معنی حدیثہما واحدٌ کا پھر کیا مطلب، تو ایسے شخص کو اپنے عقل کا علاج کرانا چاہیے اور ایسی گفتگو سے پرہیز کرنا چاہیے تاکہ ایسی عقل اپنی جگہ پر واپس آجائے۔ مسند ابو عوانہ ج۲ ص۲۶۲ تا ص۲۶۳ میں حضرت جابرؓ کی حدیث اور حضرت سہل بن ابی حثمہ الانصاری کی حدیثیں مروی ہیں اسکے آخر میں ابو عوانہ فرماتے ہیں معنی حدیثہما واحد (صحیح ابو عوانہ ج۲ ص۲۶۳) کہ ان دو حدیثوں کا معنی ایک ہے۔ حالانکہ دونوں حدیثوں میں بہت فرق ہے۔

مولانا اثری کا اس روایت پر حملہ نمبر ۳

مولانا ارشاد الحق صاحب لکھتے: امام بیہقیؒ کی کتاب معرفۃ السنن (ص ۲۱۴ ج۱) میں بھی امام شافعیؒ کی روایت موجود ہے۔ انصاف شرط ہے کہ اگر صحیح ابو عوانہ کی پہلی روایت میں ترکِ رفع یدین کا ذکر ہے اور الشافعی عن ابن عیینۃ روایت میں رفع یدین کا ہے تو پھر امام شافعیؒ کی روایت بیان کرتے ہوئے "بنحوہ" کہنے کا مطلب کیا جو روایت پہلی حدیث کے مخالف ہو وہاں "بنحوہ" ہی کہا جاتا ہے

ہے۔ بندۂ خدا منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر

(مسئلہ رفع الیدین ص۲۳)

الجواب

محترم اثری صاحب امام ابو عوانہؒ نے پہلی حدیث ترک رفع یدین میں بیان کر کے اس کے بعد عن الشافعی عن ابن عیینۃ کی روایت کو بنحوہ کے لفظ سے نقل کیا ہے اور پھر ابو داؤد ثنا علی ثنا سفیان ثنا الزھری اخبرنی سالم عن ابیہ قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمثلہ۔ حدثنا الصائغ بمکۃ قال ثنا الحمیدی قال حدثنا سفیان عن الزھری قال اخبرنی سالم عن ابیہ قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثلہ ان دونوں روایتوں کو مثلہ کے لفظ سے روایت کیا ہے۔ اثری صاحب آپ نے یہ غور کیوں نہ فرمایا کہ امام ابو عوانہؒ نے ترک رفع یدین کی روایت کے بعد ایک روایت کو بنحوہ کے لفظ سے اور اس کے دو روایتوں کو بمثلہ و مثلہ کے الفاظ سے کیوں تعبیر کیا ہے۔ محدثین کرامؒ کے اصول کے مطابق بنحوہ وہاں بولا جاتا ہے کہ جب بعد والی روایت کے الفاظ وہ نہ ہوں جو اس سے قبل مذکور ہوتی ہے اور مثلہ وہاں بولا جاتا ہے جب بعد والی روایت کے الفاظ بعینہٖ وہی ہوں جو پہلی حدیث کے تھے۔ (دیکھئے تدریب الراوی للعلامۃ السیوطیؒ ج۲ ص۱۲۰ المکتبۃ العلمیۃ)

پس اس قاعدہ سے ثابت ہوا کہ امام ابو عوانہؒ نے عن الشافعی عن ابن عیینۃ والی روایت کو بنحوہ اس لیے کہا ہے کہ اس کے الفاظ وہ نہیں ہیں جو اس سے قبل والی حدیث کے تھے۔ اور اس کے بعد والی دونوں روایتوں کے الفاظ بعینہٖ وہی ہیں جو ترک رفع یدین والی حدیث کے ہیں۔ چنانچہ ان دو روایتوں میں سے ایک روایت امام حمیدیؒ کے طریق سے ہے اور مسند حمیدی کے حوالے سے راقم الحروف نے اس کے الفاظ نور الصباح میں ذکر کر دیے ہیں جو کہ بعینہٖ صحیح ابو عوانہ کی ترک رفع یدین والی روایت کی طرح ہیں۔ اور ان دو میں سے ایک روایت کی سند

یوں امام ابوعوانہؒ نے نقل کی ہے۔ حدثنی ابوداؤد و قال ثنا علی ثنا سفیان ثنا الزهری اخبرنی سالم عن ابیه قال رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم بمثله۔ امام ابوعوانہؒ کا اسناد اس روایت میں ابوداؤد الحرانی (سلیمان بن سیف المتوفی ۲۷۲ھ) ہے ثقہ ہے دیکھئے تہذیب التہذیب ج۴ ص۱۹۹) اور علی سے مراد علی بن المدینی ہے۔ چنانچہ ایک مقام پر ابوعوانہؒ یوں فرماتے ہیں:

ابوداؤد الحرانی قال ثنا علی بن المدینی قال ثنا سفیان الخ (ابوعوانہ ص۹۵)

پس معلوم ہوا کہ امام ابوعوانہؒ نے اس سند سے حدیث کے الفاظ بھی بعینہٖ وہی نقل کیے ہیں جو ترک رفع یدین والی روایت کے ہیں (وللہ الحمد) چونکہ امام سفیان بن عیینہؒ نے ترک رفع یدین بھی روایت کیا ہے اس لیے کبھی وہ رفع یدین کرتے تھے اور کبھی رفع یدین نہ کرتے تھے چنانچہ امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں:

"وکان ابن عیینة ربما فعله وربما لم یفعله"

(تمہید ابن عبد البر ص۲۲۶ ج۹)

کہ ابن عیینہؒ کبھی رفع یدین کرتے تھے کبھی نہ کرتے تھے۔

پس سفیان بن عیینہ سے ترک رفع یدین کی روایت کے نقل کرنے میں کوئی شک نہ رہا کان البخاری اذا وجد الحدیث عند الحمیدی لا یعدوہ الی غیرہ کذا فی التقریب (تحفۃ الاحوذی ص۲۹۹ ج۱) نیز امام بخاریؒ کا اپنے استاد امام حمیدیؒ سے رفع یدین کی روایت ابن عمرؓ سے مرفوعاً اپنی کتابوں میں نقل نہ کرنا بھی دلیل ہے اس امر کی کہ امام حمیدیؒ سے یہ روایت ترک رفع یدین میں مروی ہے۔

تنبیہ: جزء رفع یدین و جزء القراءۃ بخاری یہ دونوں رسالے ناقابل عمل ہیں کیونکہ امام بخاری کا شاگرد محمود بن اسحٰق الخزاعی جو ان کا روایت کرنے

والا ہے مجہول ہے اور کثیر الخطاء والتصحیف ہے اس لئے ان دو رسالوں کا کوئی حوالہ بھی پیش کرنے کے قابل نہیں ہے۔"

نوٹ: یہ اعتراض کہ پہلے احناف نے اس روایت سے استدلال نہیں کیا تھا یہ اعتراض دراصل سادگی کی وجہ سے ہے۔ اس لیے کہ جتنا فتنہ و فساد تیز ہوتا ہے اس کے زیادہ جوابات دیئے جاتے ہیں اور دلائل پیش کیے جاتے ہیں۔ مرزائیت کا فتنہ چکڑالویت کا فتنہ۔ نیچریت کا فتنہ یہ سب فرقے غیر مقلدین حضرات سے نکلے ان کے مقابلہ میں جو دلائل اب پیش کئے جاتے ہیں اسلاف اتنے دلائل پیش نہ کیا کرتے تھے۔

چوتھی روایت

مسند حمیدی میں ہے (یہ چوتھی بنانا ارشاد الحق صاحب کا فرمان ہے ورنہ راقم الحروف نے اس کو نور الصباح میں دلیل ۲ کے تحت ذکر کیا ہے۔ حافظ محمد حبیب اللہ) اس کا جواب اثری صاحب نے دیا ہے وہ یوں ہے۔ اگر حروف جوڑنے والے کی غلطی سے "قال حدثنا سفیان" کے الفاظ چھوٹ سکتے ہیں تو کاتب سے یہاں بعض الفاظ ذکر کرنے میں غلطی کیوں ناممکن ہے (مسئلہ رفع یدین ص۲۵)

الجواب

محترم اثری صاحب! ایسے احتمالات فاسدہ سے کسی چیز کا خصوصاً حدیث شریف کا جواب دینا درست نہیں۔ اور پہلے ثابت کیا گیا ہے کہ مسند ابوعوانہ کی بھی ترک رفع یدین والی روایت اور امام حمیدی کے طریق سے روایت کے الفاظ ایک ہی ہیں فلہٰذا کاتب کی غلطی قرار دینا شکست و لاجواب ہونے کی دلیل ہے۔

اعتراض نمبر ۱

اثری صاحب لکھتے ہیں۔ امام حمیدیؒ اسی روایت کے متصل بعد حضرت ابن عمرؓ

سے موقوفاً نقل کرتے ہیں کہ جب وہ کسی کو دیکھتے کہ وہ رفع یدین نہیں کر رہا تو وہ اُسے
کنکریاں مارتے تھے (مسئلہ رفع یدین صفحہ ۲۶)

الجواب

محدثین کرامؒ موافق و مخالف ہر قسم کی حدیث بیان کرتے ہیں اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ امام حمیدیؒ نے ابن عمرؓ سے مرفوع روایت بھی رفع یدین میں روایت کی ہے۔ امام بخاریؒ کی طرف جو جزء رفع یدین کی نسبت کی جاتی ہے اس میں امام بخاری نے اپنے استاد امام حمیدیؒ سے دوسری موقوف روایت نقل کی ہے اور یہی مرفوع نقل نہیں کی اگر وہ رفع یدین میں ہوتی تو ضرور نقل کرتے پس ثابت ہوا کہ یہ یقیناً ترک رفع یدین میں مروی ہے۔

باقی ابن عمرؓ کی یہ موقوف روایت سند کے لحاظ سے کیسی ہے اس کی سند کے بارے میں اثری صاحب نے کچھ بیان نہیں کیا۔ حالانکہ اس کی سند میں ولید بن مسلم واقع ہے جو کہ منفرد ہے اور مختلط الحدیث ہے اور اس کی روایتیں ضعیف ہیں۔
خود ولید بن مسلم کے شاگرد رشید امام احمدؒ فرماتے ہیں:

اختلطت علیه احادیث ما سمع وما لم یسمع وکانت
له منکرات (تهذیب التهذیب صفحہ ۱۵۴ ج ۱۱)

کہ ولید بن مسلم پر وہ احادیث جو انہوں نے اپنے اساتذہ سے سُنی تھیں اور وہ احادیث جو کہ نہ سنی تھیں رَل مل گئی ہیں اور اس کی روایات اوپری ہیں۔ واقعی یہ بات بالکل صحیح ہے۔ یہ موقوف روایت بھی اوپری ہے۔ نیز امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ ولید بن مسلم کثیر الخطاء ہے (تہذیب)۔ ولید بن مسلم کی ایک روایت جو کہ صحیح مسلم میں مروی ہے اس کے متعلق امام نوویؒ فرماتے ہیں:

ضعیف بل باطل (شرح مسلم صفحہ ۹ ج ۱)

"کہ ضعیف بلکہ باطل (حق کے مخالف) ہے"

ترمذی باب فی المسح علی الخفین اعلاہ واسفلہ۔ کے اندر بھی ولید بن مسلم نے ایک روایت نقل کی ہے اور اس میں دو باتیں خطاء ہو گئی ہیں حالانکہ اپنے استاد سے اخیر کی جملہ سے روایت کیا ہے (دیکھئے تحفۃ الاحوذی صفحہ ۹۹ ج ۱)
اس پہ علامہ ابن حزم ظاہریؒ نے ابن عمرؓ کی کنکریوں والی روایت بیان کر کے اس پر تعجب کا اظہار کرتے ہوئے۔ ابن عمرؓ سے اس فعل کے صدور کا انکار کیا ہے (محلی) صحیح روایتوں کے مقابلہ میں غلط سلط روایتوں کا پیش کرنا غیر مقلدین حضرات کا کام ہے (خدا ہدایت دے)

تنبیہ: امام حمیدیؒ سے وجوب رفع یدین عند الرکوع کا قول بسند ضعیف سے مروی ہے اور نہ سند صحیح سے بغیر ثبوت کے بعض حضرات ان کی طرف یہ نسبت کر دیتے ہیں جو کہ صحیح نہیں ہے بلکہ امام حمیدیؒ سے یہ بھی ثابت نہیں ہوا کہ وہ رفع یدین عند الرکوع کو سنت کہتے ہوں۔ بحمد اللہ کم فرصتی کے باوجود ارشاد الحق صاحب کے سوالات کا جواب دے دیا گیا ہے۔

اس کے بعد علامہ عطاء اللہ حنیفؒ کی عبارت کا جواب بھی حاضر خدمت کیا جائے۔

نوٹ: "ارشاد الحق صاحب نے امام مجاہدؒ سے بھی رفع یدین کا عمل نقل کیا ہے حالانکہ کسی صحیح و متصل سند سے ان سے ثابت نہیں۔" (خدا تعالیٰ ان کو سمجھ عطاء فرمائے)

فقط والسلام
حافظ محمد حبیب اللہ ڈیروی
یکم ربیع الاول ۱۴۰۶ھ ۱۵ نومبر ۱۹۸۵ء

رجسٹری نمبر ۱۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بخدمت جناب محترم حبیب اللہ ڈیروی صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گزارش ہے کہ جناب کی تحریر آئی تھی اور جناب نے لکھا تھا حضرت مولانا محمد اسمٰعیل سلفی صاحب کے متعلق لکھا تھا۔

اس کا جواب حکیم محمود صاحب نے لکھا ہے یہ آپ کی تحریر میرے پاس امانت تھی جو کہ جناب کو روانہ کر رہا ہوں۔

عبدالرشید انصاری
معرفت
محمد یوسف ڈاکٹر ایچ ایم
تحصیل بازار سیالکوٹ

نوٹ: ۹ صفحات

جناب عبدالرشید صاحب انصاری کا خط

رجسٹری نمبر ۲۰ مورخہ ۱۲/۱۲/۸۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محترم جناب حافظ حبیب اللہ صاحب ڈیروی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عرض ہے کہ جناب نے "نور الصباح طبع دوم" کے مقدمہ میں جناب نے لکھا ہے مولانا حکیم محمود صاحب کی ایک تحریر ہے جو پہلی تحریر ہے اور راقم الحروف کی ایک تحریر کے جواب میں ہے انشاء اللہ عنقریب اس کا جواب تیار ہو کر مولانا موصوف کو پہنچ جائے گا۔

۲ اس کے بعد ۲۲ دسمبر ۱۹۸۷ء کو جناب کی تحریر آئی۔ مندرجہ ذیل

"نیز راقم الحروف حکیم محمود کا جواب دینا چاہتا ہے وہ آپ کے ذریعے جائے یا راقم الحروف براہ راست اس کو بھیج دے جس طرح جناب فرمادیں اس طرح عمل کیا جائے گا۔" فقط والسلام

حافظ محمد حبیب اللہ ڈیروی عفی عنہ
۲۲ دسمبر ۱۹۸۷ء

لہذا عرض ہے کہ بندہ اب آپ کی تحریر کا جواب جو کہ حکیم محمود صاحب نے دیا تھا دوبارہ آپ کو رجسٹری کر رہے ہیں تاکہ آپ کو یاد دہانی کرائی جائے مہربانی فرما کر جواب روانہ کریں احسن طریقہ سے۔ (کل صفحات ۱۰)

عبدالرشید انصاری
جی ٹی روڈ سرفراز کالونی گوجرانوالہ

مولانا حافظ محمد حبیب اللہ ڈیروی کی گرفت

عبدالرشید صاحب انصاری اور مولانا محمد صدیق صاحب سرگودھوی اور مولانا محمد اسمٰعیل صاحب سلفی کی عبارت پر

مگر عبدالرشید صاحب انصاری ان سب باتوں کے جواب سے عاجز رہے صُمٌّ بُکْمٌ بنے ہوئے ہیں بلکہ سوال ۱۴ کے جواب الجواب میں ام الدرداءؓ سے پھر بھی رفع یدین بیان کر دیا

"بے حیا باش وہر آنچہ خواہی کن"

جب ام الدرداء سے مراد یہاں تابعیہ ہیں تو ان کو صحابیہ بنانا خالص جھوٹ ہے اور یہ جھوٹ محمد بن اسحٰق نے امام بخاریؒ کے ذمہ لگایا ہے معلوم ہوتا ہے کہ محمود بن اسحٰق امام بخاریؒ کا دشمن ہے امام بخاریؒ کو بدنام کرنا چاہتا ہے

جرح نمبر ۳

امام بیہقیؒ اپنی سند سے محمود بن اسحٰق سے نقل کرتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے فرمایا اور بے شک ہم نے سترہ صحابہؓ سے رفع یدین روایت کیا ہے (سنن بیہقی ج۲ ص۷۴) یہاں بھی محمود بن اسحٰق نے غلط بیانی سے امام بخاریؒ کے ذمہ لگا دیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ہم نے سترہ صحابہؓ سے رفع یدین روایت کیا ہے۔ حالانکہ جزء رفع یدین میں یُرویٰ مجہول کا صیغہ ہے جس کا معنی ہے کہ روایت کیا گیا ہے دیکھئے (جزء مع اسوۃ ص ۱۳) اسی طرح آگے اسی جزء رفع یدین ص ۲۹ تا ص ۳۰ میں حضرت عمرؓ حضرت ابوہریرہؓ، حضرت جابرؓ، حضرت عمیر لیثیؓ، حضرت ابن عباسؓ، حضرت ابوموسیٰ

الاشعریؓ کی مرفوع روایات کے بارے میں امام بخاریؒ سے خود محمود بن اسحٰق یُرویٰ مجہول کا صیغہ نقل کرتا ہے کیونکہ امام بخاریؒ نے ان حضرات سے اپنی سند سے رفع یدین روایت نہیں کیا اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص کے رفع یدین کا نام و نشان نہیں نہ مرفوعاً نہ موقوفاً۔

معلوم ہوا کہ محمود بن اسحٰق نسیان کا بھی مریض ہے یا یہ سچ ہے کہ دروغ گو را حافظہ نباشد۔ محترم مکرم حضرت مولانا محمد اسمٰعیل صاحب غیر مقلد مرحوم نے تو کمال ہی کر دیا ہے۔ فرماتے ہیں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شرائط کے مطابق انیس ۱۹ صحابہ سے جزء رفع الیدین میں روایت کی ہے (مشکوٰۃ المصابیح مترجم محشی مولانا محمد اسماعیل صاحب گوجرانوالہ ناشر جمعیت اہلحدیث جامع مسجد اقصیٰ سٹلائٹ ٹاؤن) گوجرانوالہ ص ۵۵)

مولانا محمد اسمٰعیل صاحب غیر مقلدین حضرات کے بہت بڑے عالم تھے مگر حال یہ ہے کہ صریح غلط بیانی سے باز نہیں آتے اولاً تو امام بخاریؒ نے بعض صحابہؓ سے اپنی سند سے رفع یدین بیان کیا ہے ان میں سے اکثر کی روایت شرائط بخاری کے مطابق نہیں ہے مثال کے طور پر پہلی روایت عبدالرحمن بن ابی الزناد کے طریق سے ہے اور عبدالرحمن ضعیف قسم کا راوی ہے چنانچہ علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں۔ قلت ابن ابی الزناد لیس من شرط البخاری (تذکرۃ الحفاظ ج۲ ص۲۴) میں ذہبی کہتا ہوں کہ ابن ابی الزناد امام بخاریؒ کے شرط کے مطابق نہیں ہے۔ اسی طرح عبدالحمید بن جعفر ہے وغیرہ وغیرہ۔

جرح نمبر ۴

محمود بن اسحٰق نے پھر امام بخاریؒ کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ اہل علم کے نزدیک صحابہ کرامؓ میں سے کسی ایک صحابی سے بھی ترک رفع یدین ثابت نہیں

(جزء رفع یدین صـ۱۷ مع اسوہ) یہی بات پھر جزء رفع یدین صـ۱۷ مع اسوۃ الکونین میں دہرائی ہے۔ حالانکہ یہ محمود بن اسحٰق کا امام بخاریؒ پر خالص افتراء ہے کیونکہ امام بخاریؒ نے تسلیم کیا ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ سے ابوبکر بن عیاشؒ کا ترک رفع یدین کی روایت کرنا محفوظ ہے اور اس کا ذکر ہم نے اسی جواب کے صـ۵ و صـ۶ میں کتاب المعرفۃ بیہقی سے (نصب الرایہ صـ۴۰۹ ج۱ وتحفۃ الاحوذی صـ۲۲۳ ج۱ وغیرھا کے حوالے سے کر دیا ہے اور غیر مقلدین حضرات کا یہ جھوٹا دعویٰ کہ ترک رفع یدین نہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے نہ کسی ایک صحابی سے ثابت ہے (الرسائل صـ۱۹ و صـ۲۲ و صـ۲۱۷) اس کی بنیاد بھی جزء رفع یدین کے اسی قول پر ہے جو محمود بن اسحٰق نے امام بخاریؒ پر افتراء و کذب خالص گھڑا ہے۔ اور غیر مقلدین حضرات نے اس کو پلے باندھ لیا ہے۔ ع

کند جنس با ہم جنس پرواز

وثانیاً اس دعویٰ سے جو جزء رفع یدین میں مذکور ہے ثابت ہوتا ہے کہ ترک رفع یدین کی مرفوع و موقوف روایات کرنے والے بے علم ہیں تو پہلے یہ جرح امام بخاریؒ کے استاد ابوبکر بن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ پر چسپاں ہوگی کیونکہ انہوں نے مصنف میں بہت سی مرفوع و موقوف روایات ترک رفع یدین کی بیان فرمائی ہیں۔ حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ بہت بڑے علم والوں اور مسلمانوں کے اماموں میں سے ایک تھے۔ مصنف (ابن ابی شیبہ) تصنیف فرمائی ہے جس کی مثل نہ ان سے قبل کوئی پیش کر سکا ہے نہ بعد میں (البدایہ والنہایہ صـ۳۱۵ ج۱۰)

پھر یہ جرح امام وکیعؒ امام سفیان ثوریؒ وغیرھما پر بھی لاگو ہوگی جو رفع یدین نہ کرتے تھے (جزء رفع یدین مع اسوۃ صـ۵۵) کیونکہ ترک رفع یدین اختیار کرنا یہ دلیل ہے اس بات کی کہ ان کے نزدیک ترک رفع یدین یقیناً سنت رسول ہے اور سنت

صحابہؓ ہے اور یہ حضرات صحیح بخاری کے مرکزی راوی ہیں اگر یہ حضرات خدانخواستہ بے علم ہیں تو امام بخاریؒ پر الزام آئے گا کہ انہوں نے اپنی صحیح بخاری بے علم رجال لوگوں کی روایات سے تیار کی ہے دوسرا الزام یہ آئے گا کہ امام بخاریؒ اپنے استادوں کے اساتذہ اور مشائخ کو بے علم کہتے ہیں

وثالثاً حضرت امام ابراہیم نخعی تابعیؒ فرماتے ہیں رفع یدین صرف عند الافتتاح ثابت ہے (سنن دارقطنی وسنن بیہقی) اب محمود بن اسحٰق کا امام بخاریؒ سے یہ نقل کرنا کہ ترک رفع یدین کسی اہل علم کے نزدیک ثابت نہیں یا تو جھوٹ بنے گا یا یہ کہ ابراہیم نخعیؒ ان کے نزدیک بے علم ہوں گے۔ دوسری صورت تو ہو نہیں سکتی کیونکہ امام بخاریؒ بعض مسائل میں خود صحیح بخاری میں ابراہیم نخعیؒ کے قول سے حجت پکڑتے ہیں (مثلاً صحیح بخاری صـ۴۴ ج۱) تو اب پہلی صورت متعین ہوئی کہ محمود بن اسحٰق نے امام بخاریؒ پر جھوٹ باندھا ہے اور ایسا جزء رفع یدین کے اس دعویٰ سے خود امام بخاریؒ پر بھی زد پڑتی ہے۔

چنانچہ جزء رفع یدین مترجم صـ۵۴ میں ہے کسی ایک صحابی سے ثابت نہیں ہے کہ اس نے رفع یدین نہ کی ہو اور جن احادیث میں رفع الیدین کا ذکر نہیں ہے ان کی اسناد ان احادیث سے زیادہ صحیح نہیں ہیں جن میں رفع الیدین کا بیان ہے لیجئے جناب عجیب تعارض ہے کہ رفع یدین نہ کرنا کسی ایک صحابیؓ سے ثابت نہیں اور ترک رفع یدین کی روایات کی سندیں رفع یدین کی روایات سے زیادہ صحیح نہیں ہیں۔ تو رفع یدین و ترک رفع یدین کی روایتیں برابر کی صحیح ثابت ہوئیں۔ امام بخاریؒ نے ترک رفع یدین کی روایات کو رفع یدین کی روایات کے برابر صحیح مان کر یا تو بے علم ہو گئے یا محمود بن اسحٰق کا جھوٹ ظاہر ہو گیا کہ کسی اہل علم کے نزدیک ترک رفع یدین ثابت نہیں ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ محمود بن اسحٰق نے امام بخاریؒ

نے امام بخاریؒ پر جھوٹ بولا ہے اور جناب کے نواب صدیق حسن خان صاحب نے تو کمال ہی کر دیا ہے۔ کہ امام بخاریؒ کی اس جزء رفع یدین والی عبارت کو یوں الٹا بیان کر دیا ہے۔

قال (البخاری) والسانید من روی الرفع اصح من اسانید عدم الرفع (عون الباری علی ہامش نیل الاوطار ص۳۲۶ ج۲)

"امام بخاریؒ نے فرمایا کہ جو رفع یدین کی روایات بیان کرتے ہیں ان کی سندیں ترک رفع یدین سے زیادہ صحیح ہیں۔"

اور مولانا ابو عبدالرحمن المحدث الفنجابی غیر مقلد کے شاگرد مولانا علی حسن گیلانی مرحوم نے تو امام بخاریؒ کے اس قول کا ترجمہ خدا تعالیٰ کے خوف سے بے نیاز ہو کر یوں کیا ہے

ولہذا قال البخاری فی غیر صحیحہ لا اسانیدہ اصح من اسانید الرفع

ترجمہ: اور اسی واسطے امام بخاریؒ نے اپنے غیر صحیح میں ضعیف کہا ہے اور سندیں رفع سے زیادہ صحیح نہیں ہیں (العقیدۃ المحمدیہ مع ترجمہ اردو النصرۃ الصمدیہ ص۱۰۲ ج۲)

اس ظالم نے خط کشیدہ الفاظ اپنے طور پر بڑھا دیے ہیں۔ حالانکہ صحیح ترجمہ یوں ہے:

"اور اسی واسطے امام بخاریؒ نے صحیح بخاری کے علاوہ کتاب میں فرمایا ہے کہ ترک رفع یدین کی سندیں رفع یدین سے زیادہ صحیح نہیں ہیں"۔

ضعیف کہا ہے یہ الفاظ علی حسن نے اپنی طرف سے کہہ دیئے ہیں (لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم)

محترم عبدالرشید صاحب! راقم الحروف آپ کے علماء کی خیانتوں اور کذبات

کو بار بار ظاہر کر رہا ہے اور وہ بھی صرف رفع یدین کے مسئلہ میں تاکہ آپ عبرت حاصل کریں اور جھوٹے لوگوں کی معیت چھوڑ دیں کیونکہ ارشاد خداوندی ہے:

"یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ"

(پ۱۱ سورۃ توبہ)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچوں کی معیت (سنگت) اختیار کرو۔

جرح نمبر ۵

محمود بن اسحٰق نے حضرت ابوہریرہؓ سے رفع یدین کی روایت کی سند یوں نقل کی ہے:

حدثنا محمد بن الصلت ثنا ابو شہاب بن عبد ربہ عن محمد بن اسحٰق الخ (جزء رفع یدین مترجم ص۷۲)

ابو شہاب کو اس نے عبد ربہ کا بیٹا بنایا ہے (بحوالہ الرسائل ص۲۵۲ میں بھی ہے) حالانکہ خود ابو شہاب عبد ربہ ہے نہ کہ عبد ربہ کا بیٹا۔ چنانچہ تقریب التہذیب ص۲۲۵ میں ہے:

"عبد ربہ بن نافع الکنانی الحناط نزیل المدائن ابو شہاب الاصغر صدوق یھم"

یعنی عبد ربہ کی کنیت ابو شہاب ہے سچا ہے بھول جاتا ہے۔

علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں:

ابو شہاب الحناط ھو عبد ربہ بن نافع ثقۃ من رجال الصحیحین (میزان الاعتدال ص۳۶۴ ج۲)

کہ ابو شہاب الحناط کا نام عبد ربہ بن نافع ہے بخاری و مسلم کے ثقہ

راویوں میں سے ہے۔

جزء رفع یدین بخاری کا وہ نسخہ جس کی تخریج سید ابو محمد بدیع الدین الراشدی السندھی بنام جلاء العینین کی ہے جس پر نظرثانی مولانا ارشاد الحق اثری اور مولانا فیض الرحمٰن ثوری نے کی ہے اس نسخہ کے صفحہ ۶۲ میں ابو شہاب عبدربہ لکھ دیا ہے۔ اثری صاحب صاحب لکھتے ہیں:

دفی المطبوع ابو شہاب بن عبد ربہ والصواب ما اثبتناہ

(الاثری) کہ مطبوعہ نسخہ میں ابو شہاب بن عبد ربہ ہے مگر درست وہ ہے جو ہم نے نسخہ میں ثابت کیا ہے۔ اثری صاحب نے یہ خیانت کی ہے کیونکہ ان کا غلطی پر متنبہ کرنے کا تو حق تھا مگر نسخہ بدلنے کا حق نہ تھا کیونکہ نسخہ کی تبدیلی کا حق دراصل خود مصنف کا حق ہوتا ہے چنانچہ ہدایہ فقہ حنفی کی مشہور کتاب ہے اس کے متن میں جو غلطیاں واقع ہوئی ہیں وہ حاشیہ میں لکھ دی گئی ہیں اور ان پر تنبیہ کر دی گئی ہے۔ مگر احناف نے کبھی بھی ہدایہ کا متن نہیں بدلا۔ احناف حضرات کی دیانت کی یہ بہترین دلیل ہے جب کہ غیر مقلدین حضرات نسخوں کے بدلنے اور خیانت کرنے میں حرج نہیں جانتے (لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم)

محترم محمد صدیق صاحب وعبدالرشید صاحب انصاری اور بھی بہت سی باتیں ہیں گفتگو طویل ہوتی جا رہی ہے قلم کو روکتا ہوں رہا زندہ ملاقات باقی، انشاء اللہ تعالیٰ) ان دلائل کی موجودگی میں محمود بن اسحٰق کا جھوٹا ہونا ثابت ہوتا ہے فلہذا جزء رفع یدین وجزء القراءۃ للبخاری کے ناقابل اعتماد ہونے میں شک نہ رہا (وللہ الحمد)

محترم محمد صدیق صاحب کے علم ودیانت کی ایک جھلک بھی دکھا دوں تاکہ وہ بھی اپنا منہ آئینہ میں دیکھ لیں۔ محترم محمد صدیق صاحب لکھتے ہیں مقلدین کی افسوس ناک بددیانتی" اس سلسلے میں ان لوگوں نے ایک اور چال چلی ہے جس سے دیانتداری

دیوالیہ ہو کر انکا ماتم کرنے لگتی ہے اور وہ یہ ہے کہ طباعت کے وقت کتاب کے جدید ایڈیشن میں متن کتاب سے اس حدیث کو خارج کر دیا جس میں صراحت تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دم آخر تک نماز میں رفع یدین کرتے رہے چنانچہ سنن کبریٰ بیہقی کا وہ نسخہ جو علماء احناف نے دائرۃ المعارف کے تحت حیدرآباد دکن سے طبع کیا ہے اس میں ابن عمرؓ کی حدیث کا آخری حصہ نہیں جس کے یہ الفاظ ہیں فما زالت تلک صلوتہ حتی لقی اللہ تعالیٰ۔ یعنی حضورؐ زندگی کے آخری لمحات تک رفع الیدین کرتے رہے۔ حدیث کے یہ وہ الفاظ ہیں جن سے یہ دعویٰ باطل ہو جاتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری وقت میں رفع الیدین ترک کر دی تھی اور اس میں اس بات کی بھی تردید ہے کہ رفع یدین منسوخ ہو چکا ہے اور یہ الفاظ اس قول کو بھی غلط قرار دیتے ہیں کہ رفع الیدین نہ کرنا افضل ہے بایں ہمہ حق کو چھپانے اور مٹانے کی ان کی یہ سعی اس لیے کارگر نہیں ہو سکتی کہ حدیث کے ان الفاظ کے متعلق ائمہ حدیث کے علاوہ خود ائمہ احناف کی شہادۃ موجود ہے۔ علامہ زیلعی حنفیؒ نے نصب الرایہ میں مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ نے بذل المجہود میں بحوالہ بیہقی حدیث کے ان الفاظ کا تذکرہ کیا ہے ائمہ حدیث میں سے حافظ ابن حجرؒ نے تلخیص الحبیر جلد اول میں بحوالہ بیہقی ان الفاظ کو بیان کیا ہے (بلفظہ اسوۃ الکونین صفحہ ۶ تا صفحہ ۷)

الجواب

محترم محمد صدیق صاحب خیانت اور بددیانتی کرنا یہ آپ لوگوں کا محبوب مشغلہ ہے۔ احناف حضرات کو خائن وبددیانت ثابت کرنا پہاڑ کو ٹکر لگانا ہے جس سے جناب کا سر ٹھکانے لگ جائے گا۔ اصل بات یوں ہے کہ یہ من گھڑت روایت جس کو آپ بار بار حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ رہے ہیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بول کر اپنا ٹھکانا جہنم میں تیار کر رہے ہیں اس کے

بارے میں السنن الکبری بیہقی میں موجود ہونے کا پہلا شخص حوالہ دینے والا امام ابن دقیق العید ہے۔ ماردا ہ البیہقی فی سننہٖ (نصب الرایہ ص۹۹ ج۲)

حافظ ابن حجرؒ نے بیہقی کا حوالہ دیا ہے مگر یہ وضاحت نہیں فرمائی کہ بیہقیؒ نے یہ روایت سنن کبری میں نقل فرمائی ہے چنانچہ ان کے الفاظ یوں ہیں:

زاد البیہقی فما زالت تلک صلوتہ حتی لقی اللہ (تلخیص الحبیر ص۸۱ مطبوعہ دہلی) علامہ شوکانیؒ نے بیہقی کا حوالہ دیا ہے مگر سنن کبری کا نام نہیں لیا ایسی مولانا عطاء اللہ حنیف نے بیہقی کا نام لیا ہے لیکن سنن کبری کا نام نہیں لیا۔ چنانچہ ان کے الفاظ یوں ہیں۔

اخرجہ البیہقی بزیادۃ فما زالت تلک صلوتہ حتی لقی اللہ تعالی (نیل الاوطار ص۱۸۵ ج۲) والتعلیقات السلفیہ ص۱۰۳ ج۱) معلوم ہوا کہ اس روایت کی بیہقیؒ نے تخریج تو کی ہے مگر سنن کبری میں اس کا ہونا ثابت نہیں ہوتا ابن دقیق العیدؒ اس کو سنن کی طرف نسبت کرکے سخت غلطی کا شکار ہوئے ہیں حاشیہ نصب الرایہ ص۴۰۹ ج۱ میں ہے کہ یہ روایت سنن کبری کے مطبوعہ نسخہ میں نہیں ہے شاید کہ معرفۃ السنن یا بیہقیؒ کی کسی اور کتاب میں ہے پھر ابن دقیق العیدؒ بعض اوقات کسی حدیث کی نسبت مشہور کتاب (جس کا ثبوت تواتر سے ہو) کی طرف کر دیتے ہیں اور اس کتاب میں اس حدیث کا نام و نشان نہیں ہوتا مثلاً باب استیاک الامام بحضرۃ رعیتہٖ بخاری کی طرف منسوب کر دیا ہے اور حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ میں نے بخاری میں نہیں دیکھا بحوالہ قسطلانی ص۲ ج۱) میں (مولانا عبد العزیزؒ) کہتا ہوں کہ یہ ترجمۃ الباب نسائی ص۵ میں کچھ تغیر کے ساتھ موجود ہے اور علامہ تاج الدین السبکیؒ نے طبقات الشافعیہ ص۲ ج۶ میں ایک باب لکھا ہے جس میں یہ ذکر کیا ہے کہ ابن دقیق العیدؒ نے بعض احادیث کی تخریج کی نسبت

کرنے میں غلطی کی ہے (حاشیہ ختم ہوا) اس لیے مولانا عبد اللہ صاحب روپڑی غیر مقلد نے ماردا ہ البیہقی فی سننہٖ کا ترجمہ یوں فرمایا ہے۔ جو بیہقیؒ نے عبد اللہ بن عمر سے روایت کی ہے (رفع یدین اور آمین ص۵۴)

اب حق تو یہ تھا کہ سنن کا لفظ ترجمہ میں نہ کاٹتے البتہ اس بات پر تنبیہ کر دیتے کہ ابن دقیق العیدؒ سے سنن کی طرف نسبت کرنے میں غلطی و خطا ہوئی ہے مگر غیر مقلد لوگ اپنی من مانی کرتے رہتے ہیں انہیں اصول اپنانے کی کیا ضرورت ہے مولانا عبد الغفار صاحب کراچوی کے پیش نظر سنن کبری بیہقی قلمی کا نسخہ موجود تھا جس کا ذکر انہوں نے اپنے رسالہ رفع الیدین (رکوع محمدی ص۲۸) میں کیا ہے مگر اس نے یہ اعتراض نہیں کیا کہ دائرۃ المعارف والوں نے سنن بیہقی کے نسخہ میں خیانت کی ہے اور قلمی نسخہ میں یہ عبارت موجود ہے اور مولانا پیر بدیع الدین شاہ صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

قال ابو محمد لم نجد هذه الروایۃ فی نسختی السنن الخطیۃ والمطبوعۃ ولا فی المعرفۃ بل رواہ فی الخلافیات فقد رأیتہ فی مختصر الخلافیات (ج ۱ ص ۷۶) (جلاء العینین ص۱۲۷) کہ ہم نے یہ روایت سنن بیہقی قلمی و مطبوعہ دونوں نسخوں میں نہیں پائی اور نہ بیہقی کی کتاب المعرفۃ میں بلکہ بیہقیؒ نے اس روایت کو خلافیات میں روایت کیا ہے پس بے شک اس روایت کو میں نے مختصر خلافیات ص۷۶ ج۱ میں دیکھا ہے۔

محترم محمد صدیق صاحب آپ نے ابن دقیق العیدؒ کی اندھی تقلید کرکے جو شرک کیا ہے اس سے توبہ کریں اور دائرۃ المعارف والوں پر جو آپ نے بددیانتی اور خیانت کرنے کا الزام لگایا ہے اس سے بھی رجوع فرمالیں آخر میں آپ کے ایک بزرگ مولانا محمد اسمٰعیل سلفیؒ کی عبارت کا ذکر بھی کرتا ہوں جو اسی بات کے

متعلق ہے۔ رفع یدین کرنے کے بعض راوی آخری وقت میں مسلمان ہوئے حضرت ابوہریرہ مالک بن حویرث وائل بن حجر یہ سب ۹ھ کے بعد مسلمان ہونے والے ہیں سنن کبری بیہقی میں صاف ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری عمر تک رفع یدین سے نماز پڑھتے رہے سنن کبری کے مصری اور شامی نسخوں میں یہ حدیث موجود ہے لیکن مقام افسوس ہے کہ حیدرآباد کے برادران احناف نے جب اس کو ۱۳۴۶ھ میں طبع کرایا تو اس حدیث کو خارج کر دیا (مشکوۃ المصابیح مترجم وحشی ج۱ ص۵۵) حضرت ابوہریرہؓ ۷ھ میں مسلمان ہوئے ہیں۔ خود حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں تین سال گذارے ہیں (معانی الآثار امام الطحاوی ج۱ ص۲۰۴ باب الکلام فی الصلوۃ) حضرت وائل بن حجر کے بارے میں خالد گھرجاکھی صاحب لکھتے ہیں اور عام الوفود ۹ھ میں آکر مسلمان ہوئے (جزء خالد ص۹۹) نیز لکھتے ہیں، اور حضرت وائل اپنی زندگی میں دو مرتبہ مدینہ تشریف لائے یہ تو سب کو علم ہے کہ تمام وفد ۹ھ کو مدینہ آئے اور حضرت وائل اگرچہ مسلمان پہلے ہی ہو چکے تھے (جزء خالد ص۱۲۵)

مولانا عبداللہ صاحب روپڑی بھی لکھتے ہیں:

دوبارہ آنا ہے پس کم سے کم دوسری سردی میں آئے جو قریبًا ڈیڑھ سال کا عرصہ ہوجاتا ہے۔ (رفع یدین اور آمین ص۵۴)

وائل بن حجرؓ پہلی دفعہ رجب ۹ھ میں آئے تھے (قرۃ العینین گرجاکھی ص۲۶) حضرت مالکؓ بن حویرث بھی ۹ھ کے بعد مسلمان نہیں ہوئے بلکہ ۹ھ میں مسلمان ہو چکے تھے دیکھئے (جزء خالد ص۳)

پس محترم مولانا محمد اسماعیل صاحب کا ان تینوں صحابہ کرام کے متعلق یہ فرمانا کہ یہ سب ۹ھ کے بعد مسلمان ہونے والے ہیں محض افترا ہے۔ اسی طرح حیدرآباد کے

برادران احناف پر بددیانتی کا الزام لگانا بھی محض افتراء ہے مزید یہ کہنا کہ سنن کبری بیہقی کے مصری اور شامی نسخوں میں یہ حدیث موجود ہے یہ اتنا بڑا جھوٹ ہے کہ اگر اس کو ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ سے تعبیر کیا جائے تو بے جا نہ ہو گا (لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم) ابن دقیق العیدؒ کے وہم ونسیان پر جھوٹ کی بنیادیں استوار کرنا یہ آپ لوگوں کا کام ہے۔ قرۃ العینین ص۲۰ میں مختلف کتابوں کے حوالے دے کر رواہ البیہقی کہہ دیا ہے سنن کبری کا نام نہیں لیا۔ حافظ ابن حجرؒ نے تلخیص الحبیر کے علاوہ۔ الدرایہ ص۸۵ و فتح الباری میں سنن کبری کا حوالہ نہیں دیا۔ ان دلائل سے ثابت ہوا کہ احناف حضرات کے سچے اور امانت دار ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں جس طرح کہ غیر مقلدین حضرات کے جھوٹے اور بددیانت ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ راقم الحروف تو اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ آپ لوگوں کی خیانات کذبات کو اگر بیان کرنے میں عمر (زندگی) صرف کر دی جائے تو راقم الحروف کی زندگی ختم ہو جائے گی مگر آپ لوگوں کی خیانات کذبات ختم نہیں ہوں گے۔

مولانا حکیم محمود صاحب کا جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محترم عبدالرشید انصاری! آپ کے مرسلہ کاغذات تحریر کردہ حافظ ڈیروی موصول ہوئے۔ پڑھ کر دکھ ہوا۔ حافظ ڈیروی صاحب جس طرح بصیرت سے محروم ہیں معلوم ہوتا ہے بصارت سے بھی محروم ہیں۔ انہوں نے حوالہ پڑھے اور دیکھے بغیر شرافت اور اخلاق کو بالائے طاق رکھتے ہوئے قابل احترام ہستیوں کے متعلق اس قدر زبان درازی کی ہے کہ ان میں شرم و حیا تک مفقود نظر آتی ہے۔

لکھتے ہیں کہ مولانا محمد اسماعیل سلفی غیر مقلد مرحوم نے تو کمال ہی کر دیا غیر مقلد حضرات کے بڑے عالم تھے۔ مگر حال یہ ہے کہ صریح غلط بیانی سے باز نہیں آئے۔

بس محترم مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ کا ان تینوں صحابہ کرامؓ کے متعلق یہ فرمانا کہ یہ سب نو ہجری کے بعد مسلمان ہوئے تھے محض افترا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون

یہ عبارت جس کو ڈیروی صاحب نے والد محترم کی طرف منسوب کر کے بدزبانی کی ہے یہ ان کی عبارت ہی نہیں۔ مشکوٰۃ شریف مترجم دو اداروں نے شائع کی ہے (۱) انجمن اہلحدیث سٹیلائٹ ٹاؤن بمع افادات مولانا محمد سلیمان کیلانی شائع کی ہے۔ جس میں یہ عبارت موجود ہے۔ اور ادارہ اسلامیہ سلفیہ نے صرف والد صاحب کے ترجمہ اور حاشیہ کے ساتھ شائع کی ہے۔ اس میں یہ عبارت نہیں مولانا محمد سلیمان کیلانی کی عبارت کو آڑ بنا کر اس نے والد صاحب کے متعلق جھوٹ اور غلط بیانی کی ہے۔ اور جو شخص دلائل سے تہی دامن ہو۔ وہ ایسی مذبوحی حرکات کرتا ہے۔ یہ لوگ جھنجھلا کر محدثین کے خلاف بھی زبان درازی کر جاتے ہیں۔ اللہ انہیں سمجھ دے۔

اگر ڈیروی صاحب یہ ثابت کر دیں کہ یہ عبارت والد محترم کی ہے۔ تو مبلغ ایک ہزار روپیہ

نقد انعام پیش کروں گا۔

دوسری بات جو ان مرسلہ صفحات سے محسوس ہوتی ہے کہ ڈیروی صاحب جو اتنی لمبی چوڑی جرح کر رہے ہیں۔ ان کو راوی کا صحیح نام تک معلوم نہیں۔ مجھے تو یہ محسوس ہوتا ہے کہ یہ نور الصباح کا مصنف بھی نہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی اور ہے معشوق اس پردۂ زنگاری میں۔ کیونکہ اگر اس نے یہ تحریر یا نور الصباح خود لکھی ہوتی تو اسے اس مختلف فیہ راوی کا نام کبھی نہ بھولتا۔

وہ صفحہ ۱۴ سطر نمبر ۱۵ جرح ۵ میں ایک سند ذکر کرتا ہے کہ

"حدثنا محمد بن صلت حدثنا ابوشہاب بن عبد ربہ عن محمد بن اسحاق"

نقل کے لیے بھی عقل کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر اس نے مذکورہ عبارت خود سوچ کر لکھی ہوتی تو اسے علم ہوتا کہ راوی کا نام محمد بن اسحاق ہے۔ مگر وہ بے سوچے سمجھے نقل کرتا گیا اور اس قدر مخبوط الحواس ہو گیا کہ اس نے اس مضمون میں بارہ دفعہ اس راوی کا نام لکھا اور ہر جگہ محمد بن اسحاق کی بجائے محمود بن اسحاق لکھتا چلا گیا۔ آپ اپنا مرسلہ مضمون

صفحہ نمبر ۲	سطر نمبر ۵	سطر نمبر ۹	سطر نمبر ۱۲	سطر نمبر ۲۳	سطر نمبر ۲۵
صفحہ نمبر ۳	سطر نمبر ۶	سطر نمبر ۱۶	سطر نمبر ۲۰	سطر نمبر ۲۶	سطر نمبر ۲۷
صفحہ نمبر ۴	سطر نمبر ۱۵				

صفحہ نمبر ۵ سطر نمبر ۶ ——— ملاحظہ فرما کر تصدیق کریں جو شخص معمولی علم رکھتا ہو جس نے ایک دفعہ بھی محمد بن اسحاق پر بحث کی ہو وہ شخص کیسے غلط لکھ سکتا ہے۔ حافظ ڈیروی تو بحث سے بالکل بے تعلق معلوم ہوتا ہے۔ اپنے ہی مضمون میں عربی عبارت کے اندر تو وہ نام صحیح نقل کرتا ہے مگر اردو میں بحث کرتے وقت ہر

جگہ محمد بن اسحاق لکھتا چلا جا رہا ہے کیونکہ وہ حقیقتاً بحث سے کوئی تعلق نہیں رکھتا اور وہ نور الصباح کا بھی حقیقی مصنف نہیں۔

مزید بر آں اسی ملاحظہ ہو صفحہ نمبر ۳ سطر نمبر ۲ میں تحریر کرتا ہے۔ غیر مقلدین کا یہ جھوٹا دعویٰ ہے کہ رفع الیدین نہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے اور نہ ہی ایک صحابیؓ سے ثابت ہے معلوم ہوتا ہے کہ لکھتے وقت حافظ ڈیروی صاحب کے حواس ٹھکانے نہ تھے۔

شدید پریشان حال اور پھر اسی صفحہ کی سطر نمبر ۱۲ پر تحریر کیا ہے (چنانچہ جزء رفع الیدین مترجم صفحہ نمبر ۵۰ میں ہے کہ کسی ایک صحابیؓ سے ثابت نہیں ہے کہ رسول (بے ادبی ملاحظہ ہو) نے رفع الیدین نہ کی ہو۔ اور جن احادیث میں رفع الیدین کا ذکر نہیں ان کی اسناد ان احادیث سے زیادہ صحیح نہیں ہیں۔ جن میں رفع الیدین کا بیان ہے) لیجیے صاحب عجیب تعارض ہے کہ رفع الیدین نہ کرنا کسی ایک صحابیؓ سے ثابت نہیں اور ترک رفع الیدین کی روایات کی سند میں رفع الیدین کی روایات سے زیادہ صحیح نہیں ہیں اور رفع الیدین اور ترک رفع الیدین برابر کی صحیح ثابت ہوئیں دیکھ لیجیے۔ حافظ صاحب نہیں پتہ چلا کہ وہ کیا لکھ رہے ہیں پتہ نہیں انہوں نے کس طرح صغریٰ کبریٰ بنایا اور کیسے نتیجہ نکالا کہ دونوں قسم کی روایات برابر کی صحیح ہیں۔

محمد بن اسحاق پر جرح سخت الفاظ میں اس لیے کی گئی ہے کہ اس نے امام بخاریؒ سے یہ الفاظ نقل کیے ہیں (کہ کسی صحابیؓ سے بھی ترک رفع الیدین ثابت نہیں اور جن احادیث میں رفع الیدین کا ذکر نہیں ان کی اسناد ان احادیث سے زیادہ صحیح نہیں جن میں رفع الیدین کا ذکر ہے) اب اگر کوئی محمد بن اسحاق کی توثیق کرے تو حافظ ڈیروی صاحب اٹھ کے سر پھوڑنے کو تیار بیٹھے ہیں۔

مگر جادو وہ جو سر چڑھ بولے۔ اس کا کیا علاج ہے؟ احناف محمد بن اسحاق کو ثقہ مانتے ہیں، علامہ عینیؒ نے عمدۃ القاری میں شیخ ابن ہمامؒ نے فتح القدیر میں علامہ انور شاہؒ صاحب نے العرف الشذی میں اور مولانا عبدالحی لکھنویؒ نے سعایہ میں محمد بن اسحاق کو ثقہ کہا ہے حافظ کو چاہیے کہ ہمیں صلواتیں سنانے کی بجائے اپنے گھر کی خبر لیں۔

علاوہ ازیں احناف اپنے مذہب کے موافق مسائل میں محمد بن اسحاق کی احادیث سے استشہاد کرتے ہیں۔

نمبر ۱: مثلاً احناف کا مسلک ہے کہ دس درہم سے کم مالیت کی چیز چوری کرنے پر ہاتھ کاٹنے نہیں چاہئیں اور وہ دلیل کے طور محمد بن اسحاق کی روایت پیش کرتے ہیں۔

نمبر ۲: دوسرا مسئلہ تعجیل مغرب میں بھی احناف محمد بن اسحاق کی روایت سے استشہاد کرتے ہیں۔

نمبر ۳: نماز کے لیے ناقوس بجانے کا حکم ابن ہمامؒ نے فتح القدیر میں محمد بن اسحاق کو بطور دلیل پیش کیا ہے اسے کہتے ہیں کہ میٹھا میٹھا ہڑپ کڑوا کڑوا تھو جب مطلب ہوا تو محمد بن اسحاق کو ثقہ کہہ دیا۔ اور جب جی چاہا تو اس پر تنقید شروع کر دی محمد بن اسحاق بہرحال ثقہ اور سچا ہے۔ الفضل ما شہدت بہ الاعداء

دل کے بہلانے کے لیے غالب یہ خیال اچھا ہے، حافظ صاحب نے چلتے چلتے اپنے دل کو تسلی دینے کیلئے یہ بھی کہا کہ عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث محفوظ ہے۔ حالانکہ عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ثابت نہیں۔ ترمذی مع تحفہ صفحہ نمبر ۲۲۰ جلد نمبر ۱ اسی طرح امام بیہقیؒ، امام ابو داؤدؒ، امام احمدؒ اور ان کے شیخ، امام بخاریؒ ابن ابی حاتمؒ، ابن حبانؒ سب اس کو ضعیف اور غیر ثابت شدہ کہتے ہیں۔

اور سب سے بہتر جواب صاحب نصب الرایہ زیلعیؒ صفحہ ۲۱ جلد نمبر ۱ نے

امام ابوبکر احمد بن اسحاق المحدث الفقیہ سے نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں رفع الیدین کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خلفائے راشدینؓ پھر صحابہؓ وتابعینؒ سے صحیح طور پر ثابت ہے اور عبداللہ بن مسعودؓ کا اس کو بھول جانا کچھ تعجب کی بات نہیں

(۱) کیونکہ عبداللہ بن مسعودؓ قرآن میں معوذتین کا ہونا بھول گئے جس پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے۔

(۲) اسی طرح نماز میں تطبیق کا منسوخ ہونا عبداللہ بن مسعودؓ بھول گئے جس پر سب علمائے کرام کا اتفاق ہے۔

(۳) پھر عبداللہ بن مسعودؓ بھول گئے کہ دو شخص امام کے پیچھے کس طرح کھڑے ہوں

(۴) عبداللہ بن مسعود بھول گئے کہ حضرتؐ نے صبح کی نماز یوم نحر کو اول وقت پڑھی

(۵) عبداللہ بن مسعودؓ بھول گئے کہ آنحضرتؐ عرفات میں کس طرح جمع ہوئے۔

(۶) عبداللہ بن مسعودؓ سجدے میں زمین پر ہاتھ رکھنے کی روایت بھول گئے جس میں اختلاف نہیں۔

(۷) عبداللہ بن مسعودؓ بھول گئے کہ رسول خداؐ نے آیت وما خلق الذکر والانثیٰ کس طرح پڑھی۔

جب حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اتنے مسئلے بھول گئے ہیں تو ترک رفع الیدین میں ان پر کیسے اعتماد کیا جا سکتا ہے۔ اور متواتر احادیث کی کیسے مخالفت کی جا سکتی ہے۔

محمود عفی عنہ
۲۴ اپریل ۱۹۸۶ء

حضرت حکیم محمود صاحب کے مراسلے کا جواب

از حافظ محمد حبیب اللہ صاحب ڈیروی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حکیم صاحب کا یہ جوابی مراسلہ کافی دیر سے موصول ہوا تھا راقم الحروف نے نور الصباح طبع دوم کے مقدمہ میں اس کے بارے میں یوں لکھا تھا۔

مولانا حکیم محمود صاحب کی ایک تحریر آئی ہے جو پہلی تحریر ہے اور راقم الحروف کی ایک تحریر کے جواب میں ہے انشاء اللہ تعالیٰ اس کا عنقریب جواب تیار ہو کر مولانا موصوف کو پہنچ جائے گا (حکیم صاحب نے بھی اس کا حوالہ شمس الضحیٰ ص۱۰ میں ذکر کیا ہے) لیکن حکیم صاحب کی تحریر کے جواب میں راقم سے تاخیر ہو گئی تو حکیم صاحب کو یہ جرأت ہوئی کہ وہ نور الصباح جیسی ٹھوس علمی کتاب کے جواب کی طرف متوجہ ہوئے، راقم الحروف کو معلوم ہوا تو راقم نے مراسلے کا جواب موقوف کر دیا تاکہ حضرت حکیم صاحب اطمینان و تسلی سے نور الصباح کا جواب لکھ لیں کہیں ایسا نہ ہو کہ خط کا جواب پہنچ جائے تو وہ نور الصباح کے جواب سے دستبردار نہ ہو جائیں الحمد للہ ہماری خواہش پوری ہوئی اور حضرت حکیم صاحب کی طرف سے نور الصباح کا جواب شمس الضحیٰ کے نام سے شائع ہو گیا راقم نے دو نسخے مدینہ کتاب گھر گوجرانوالہ سے خرید لئے اس کا جواب ایک صفحہ میں آسانی سے دیا جا سکتا تھا مگر راقم نے قدرے تاخیر کر دی تاکہ شمس الضحیٰ کا فیض عام ہو جائے موافق و مخالف دونوں ہاتھوں میں پہنچ جائے تاکہ ہمارے جواب سے سب حضرات برابر کے لطف اندوز ہو سکیں۔

حضرت حکیم صاحب لکھتے ہیں "میرے متعلق بھی لکھا کہ حکیم محمود کا جواب لکھا جا رہا ہے

دو سال ہو گئے مگر جواب دینا نصیب نہیں ہوا اگر کوئی جواب آپ کے پاس ہوتا تو اب تک ضرور آ گیا ہوتا ایک ورق کا جواب دینے میں دو سال نہیں لگتے (شمس الضحیٰ صفحہ ۲۵)

نیز حضرت حکیم صاحب لکھتے ہیں۔ یہ کتاب (نور الصباح) ۱۹۸۶ء میں شائع ہوئی میری تحریر ایک ورق سے زائد نہ تھی جس کے متعلق حافظ صاحب نے لکھا کہ اس کا جواب تحریر ہو کر عنقریب پہنچ جائے گا آج میں یہ مسودہ لکھ رہا ہوں ۲۲ دسمبر ۱۹۸۸ء ہے ابھی تک اس ایک ورق کا جواب نہیں آیا۔ جو شخص میرے جیسے طالب علم کے ایک صفحہ کا جواب دو سال میں نہیں دے سکا وہ کسی عالم کا کیا جواب دے سکتا ہے۔ (شمس الضحیٰ صفحہ ۱۱)

الجواب

حضرت حکیم صاحب! ہم آپ کی تحریر کا جواب ایک ہفتہ میں بھی لکھ سکتے تھے مگر آپ کی بے نظیر کتاب شمس الضحیٰ بمیدان تحریر میں نہ آتی اس لئے تاخیر کرنے میں ہمیں زبردست فائدہ پہنچا ہے ہم حضرت حکیم صاحب کے علمی کمالات کو سب حضرات کے سامنے ظاہر کریں گے حضرت حکیم صاحب کو علمی میدان خصوصاً تصنیف کے میدان میں قدم رکھنا مناسب نہ تھا اگر حضرت حکیم صاحب پیشاب و پاخانہ کے ٹیسٹ کرنے پر اکتفا کرتے تو یہ ان کے لیے بہترین مشغلہ تھا۔ واقعی حضرت حکیم صاحب نیم ملاں خطرہ ایمان کا مصداق ہیں اردو کے رسائل سے مضمون حاصل کر کے حضرت حکیم صاحب تصنیف کا شوق پورا کرتے رہتے ہیں مگر اس طریقہ سے مسلک کی کوئی خدمت نہیں ہوتی بلکہ الٹا مسلک کی بدنامی ہوتی ہے لیکن یہ نیم ملاں خطرہ ایمان اس بات کو نہیں سمجھ سکتے۔

راقم الحروف پہلے حضرت حکیم صاحب کے مراسلہ کا جواب لکھتا ہے اس کے بعد شمس الضحیٰ کا جواب ملاحظہ کریں۔

حضرت حکیم صاحب لکھتے ہیں "یہ عبارت جس کو ڈیروی صاحب نے والد محترم کی طرف منسوب کر کے بدزبانی کی ہے یہ ان کی عبارت ہی نہیں مشکوٰۃ شریف مترجم دو اداروں نے شائع کی ہے۔

(۱) انجمن اہلحدیث سیٹلائیٹ ٹاؤن بمعہ افادات مولانا محمد سلیمان کیلانی شائع کی ہے جس میں یہ عبارت موجود ہے۔ اور (۲) ادارہ اسلامیہ سلفیہ نے صرف والد صاحب کے ترجمہ اور حاشیہ کے ساتھ شائع کی ہے اس میں یہ عبارت نہیں مولانا محمد سلیمان کیلانی کی عبارت کو آڑ بنا کر اس نے والد صاحب کے متعلق جھوٹ اور غلط بیانی کی ہے۔

الجواب

حضرت حکیم صاحب اگر اپنا قصور مان لیتے تو راقم الحروف کے متعلق بدزبانی کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ اصل واقعہ یوں ہے کہ جمعیت اہلحدیث (جس کو حضرت حکیم صاحب نے انجمن اہلحدیث لکھ دیا ہے) نے مشکوٰۃ المصابیح مترجم ومحشی (محشی کا لفظ حضرت حکیم صاحب نے خیانت کرتے ہوئے نہیں لکھا تاکہ دھوکہ دیا جا سکے) حضرت استاذ الاساتذہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ مع فوائد اضافی مولانا محمد سلیمان صاحب کیلانی۔ شائع کی ہے اور مولانا سلفی کے حاشیہ کو مولانا کیلانی مرحوم کے فوائد کے ساتھ اکٹھا کر دیا گیا ہے اب یہ پتہ نہیں چلتا کہ مولانا سلفی کا حاشیہ کونسا ہے اور مولانا کیلانی کے فوائد کون سے ہیں پھر مولانا کیلانی مرحوم، مولانا سلفی مرحوم کے شاگرد و فیض یافتہ ہیں۔ جیسا کہ حضرت حکیم صاحب کے برادر محترم پروفیسر محمد صاحب نے لکھا ہے (مشکوٰۃ مترجم ومحشی صفحہ ۱۰۳) سیٹلائٹ ٹاؤن اور ادارہ اسلامیہ سلفیہ کا صفحہ ۱۶ ہے اس کے علاوہ مولانا سلفی مرحوم کے دوسرے شاگرد مولانا محمد خالد صاحب گھرجاکھی لکھتے ہیں:

ساتھ ہی میں نے مولانا محمد سلیمان صاحب کا ترجمہ و حاشیہ بھی حضرت الاستاذ

کو دکھایا تو انہوں نے اسے بہت ہی پسند فرمایا بلکہ حکم دیا کہ ان حواشی کا اس میں اضافہ کر لو زیادہ مفید ہو جائے گا چنانچہ اسی کے پیش نظر ہم نے حواشی بھی درج کر دیے ہیں الیٰ ان قال حواشی بھی کافی حد تک حضرت الاستاذ کے ہیں (مشکوٰۃ مترجم وحشی ص۹۷)
ان دلائل کی روشنی میں راقم الحروف نے مذکورہ عبارت کو مولانا سلفی صاحب کی طرف منسوب کیا ہے بلکہ خود غیر مقلدین حضرات بھی جب اس حاشیہ کا حوالہ ذکر کرتے ہیں تو مولانا سلفی صاحب ہی کے نام سے منسوب کرتے ہیں۔

حوالہ نمبر۱

چنانچہ عبدالرشید صاحب کی کتاب الرسائل طبع دوم ص۱۵۵ میں "بدعتی کے گمراہ ہونے کی وجہ" کا عنوان قائم کر کے اس کے تحت ایک تحریر درج کی ہے جس کے آخر میں حوالہ یوں تحریر کیا ہے (مشکوٰۃ ص۲۳۶ مولانا محمد اسمٰعیل سلفیؒ) حالانکہ یہ عبارت ادارہ اسلامیہ سلفیہ ص۸۴ میں مذکور نہیں ہے جب کہ سیٹلائٹ ٹاؤن والی مشکوٰۃ ص۲۳۶ میں مذکور ہے یہ بھی یاد رہے کہ عبدالرشید انصاری کی اس کتاب کی ۱۴ غیر مقلدین حضرات نے تصحیح کی ہے اس کے علاوہ خود حضرت حکیم صاحب کی تصدیق اس کتاب کے ص۵۰ میں موجود ہے۔

حوالہ نمبر۲

اسی الرسائل کے ص۱۶۹ میں ایک تحریر کے بعد (مشکوٰۃ ج ا ص ۲۱۵ حواشی مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ) کا حوالہ دیا گیا ہے واقعی یہ حوالہ سیٹلائٹ ٹاؤن والی کے اندر موجود ہے مگر ادارہ اسلامیہ کے ص۷ میں یہ حوالہ موجود نہیں۔ فلہذا راقم الحروف کا اس میں کوئی قصور نہیں ہے حضرت حکیم صاحب کی اس وضاحت کے بعد اور ادارہ اسلامیہ سلفیہ والی مشکوٰۃ دیکھ لینے کے بعد معلوم ہوا کہ یہ عبارت مولانا کیلانی مرحوم کی ہے جو مولانا سلفی مرحوم کے فیض یافتہ ہیں اور مولانا خالد گھرجاکھی کی تحریر کے مطابق

مولانا سلفی مرحوم نے مولانا کیلانی مرحوم کے حاشیہ کو بہت ہی پسند فرمایا۔ راقم کی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان مرحومین کی خطاؤں کو معاف فرمائے (آمین) حضرت حکیم صاحب نے ہماری گرفت کو درست تسلیم کیا ہے البتہ نسبت کو غلط قرار دیا ہے اب راقم الحروف نے ہدایہ علماء کی عدالت میں حصہ اول کے اندر مولانا سلفی کے چند کمالات ذکر کئے ہیں وہ سب ان کی اپنی ہی عبارتوں سے ہیں جو لاجواب ہیں جن کو حضرت حکیم محمود سمیت کوئی بھی چیلنج نہیں کر سکتا۔

دوسری بات

حضرت حکیم صاحب نے دوسری بات کے تحت جو کچھ لکھا ہے اس کا خلاصہ یوں ہے

(۱) راوی کا نام تک معلوم نہیں۔
(۲) یہ محسوس ہوتا ہے کہ نور الصباح کا مصنف بھی نہیں معلوم ہوتا ہے کوئی اور ہے۔
(۳) راوی کا نام محمد بن اسحٰق ہے مگر ڈیروی صاحب بار بار محمود بن اسحٰق پر جرح کر رہے ہیں۔
(۴) اپنے مضمون میں عربی عبارت کے اندر تو نام (محمد بن اسحٰق) صحیح نقل کرتا ہے مگر بحث کرتے وقت ہر جگہ محمود بن اسحٰق لکھتا چلا جا رہا ہے۔

الجواب

حضرت حکیم صاحب بے چارے جہل مرکب کا شکار ہیں ہر شق کا ترتیب وار جواب ملاحظہ ہو۔

شق نمبر۱ کا جواب یہ ہے

کہ ڈیروی صاحب کو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے راوی کا نام صحیح یاد ہے راقم الحروف کی تحریر اگر کسی جاہل اور مخبوط الحواس کو سمجھ نہیں آسکی تو وہ اپنی شومئ قسمت پر

جہالت پر روئے اور ڈیروی صاحب کی خدمت میں ادب سے حاضر ہو کر اس عبارت
کا مطلب دریافت کر لے شاید اس طرح وہ علم کی روشنی سے منور ہو سکے۔

ع آدمیت اور شئی ہے علم ہے کچھ اور چیز
کتنا طوطے کو پڑھایا پر وہ حیوان ہی رہا

شق نمبر ۲ کا جواب

حضرت حکیم صاحب کی اس تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ نور الصباح ایک ٹھوس علمی کتاب ہے جس کا مؤلف بہت بڑا علامہ ہے لیکن وہ ڈیروی صاحب نہیں بلکہ کوئی اور ہے حضرت حکیم صاحب کی طرح یہ بدگمانی بعض دوسرے غیر مقلدین حضرات کو بھی تھی ان حضرات کا گمان یہ تھا کہ نور الصباح کے مؤلف حضرت مولانا استاذنا المکرم حضرت شیخ الحدیث محمد سرفراز خان صاحب صفدر دامت برکاتہم ہیں لیکن شاگرد کے نام پر اس کو شائع کر دیا گیا ہے یہ بدگمانی مولانا بشیر الرحمن آف گوجرانوالہ کو بھی تھی جس کی بنا پر مناظرہ گکھڑ منڈی منعقدہ در مسجد توحید گنج ۱۸ رجب ۱۴۰۲ھ / ۱۳ مئی ۱۹۸۲ء پیش آیا تھا جس کے صدر مولانا رفیق راہوالی ضلع گوجرانوالہ تھے اور مولانا بشیر الرحمن صاحب مناظر تھے جب کہ اہلسنت والجماعت کی طرف سے صدر مولانا عبد الحق خان صاحب بشیر تھے اور مناظر راقم الحروف تھا ایک گھنٹے کے مناظرہ میں مولانا بشیر الرحمن نے ہماری بات کو درست تسلیم کیا تھا جس کی شہادت کیسٹ سن کر دی جا سکتی ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ اس مناظرہ کو ہم شائع بھی کر دیں گے۔ راقم الحروف کے علم کا اندازہ حافظ عبد السلام صاحب بھٹوی سے پوچھیے جن کو ہم نے ۲۶ صفحات کی تحریر بھیجی تھی جس کا جواب اس سے قیامت تک نہیں ہو سکتا نور الصباح طبع دوم کے مقدمہ میں بھی ہم نے اس کا ذکر کیا تھا مگر اب تک جواب ندارد۔ مولانا سلفی مرحوم کے خصوصی شاگرد مولانا خالد گھرجاکھی صاحب بھی ہمارے جواب سے

عاجز ہو کر صمٌ بکمٌ بنے ہوئے ہیں اور تا قیامت بنے رہیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ مولانا عطاء اللہ صاحب حنیف اور مولانا محمد صدیق صاحب سرگودھوی تو لاجواب و عاجز ہونے کے بعد اس جہاں سے رخصت بھی ہو گئے ہیں۔ اب ہماری گرفت میں حضرت حکیم صاحب آئے ہوئے ہیں جو اپنے مذہب کی بدنامی کا سبب بنے ہوئے ہیں نیز مولانا سلفی مرحوم کے ایک اور تلمیذ جناب خواجہ حافظ محمد قاسم صاحب بھی بہت بُرے پھنسے ہیں ہدایہ علماء کی عدالت میں جو ہمارے قائم کردہ اعتراضات ہیں۔ ان کا جواب ان کے پاس قطعاً نہیں ہے۔

ع چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

شق نمبر ۳ کا جواب

جس راوی کا نام محمد بن اسحٰق ہے وہ مشہور دجال و کذاب قدری (تقدیر منکر) شیعہ یہودیوں سے روایت لینے والا مدلس ہے جس کی وفات ۱۵۱ھ میں ہوئی ہے وہ کس طرح امام بخاریؒ کا شاگرد ہو سکتا ہے جب کہ امام بخاریؒ کی پیدائش ۱۹۴ھ میں ہوئی ہے اور وہ امام بخاریؒ کی پیدائش سے تقریباً ۴۳ سال پہلے فوت ہو چکا ہے اب حضرت حکیم صاحب جیسے انسان نیم ملاّں خطرہ ایمان کو علمی باتوں سے کیا تعلق جس کی نظر پیشاب، و پاخانہ کے ٹیسٹ کرنے میں مرکوز ہو اس بے چارے نے بس محمد بن اسحٰق کا نام سنا ہوا ہے۔ پھر حضرت حکیم صاحب تعجب کا اظہار کرتے ہیں کہ ڈیروی صاحب نے اپنے مضمون عربی عبارت میں تو نام محمد بن اسحٰق صحیح نقل کیا ہے مگر بحث کرتے وقت ہر جگہ محمود بن اسحٰق لکھتا چلا جا رہا ہے۔ حضرت حکیم صاحب وہاں محمد بن اسحٰق ہی درست ہے یہ وہی دجال ہے جو آپ کا راہنما ہے مگر اس مقام پر ہماری جرح آپ کے ہم نام محمود پر ہے جو امام بخاریؒ کا شاگرد ہے اور مجہول ہے جس کی نہ وفات معلوم ہے نہ ولادت اور نہ کسی نے

اس کو نقفہ زار دیا ہے اس محمود نا محمود نے امام بخاریؒ کو بدنام کرنے کی کوشش کی ہے اور جزء رفع الیدین اور جزء القراءۃ یہ دو رسالے امام بخاریؒ کے ذمہ لگائے ہیں اللہ تعالیٰ ایسے نام کے محمود جو فتنہ پرور ہوں ان کے شر سے تمام مسلمانوں کو محفوظ رکھے آمین۔ حضرت حکیم صاحب جاہل ہونے کے باوجود اپنے آپ کو بڑا عالم سمجھتے ہیں اور اسی کو جہل مرکب کہا جاتا ہے۔

ہر کس کہ نداند و بداند کہ داند
در جہل مرکب ابد الدہر بماند

تیسری بات

حضرت حکیم صاحب لکھتے ہیں "مزید بدحواسی ملاحظہ ہو صفحہ نمبر ۳ سطر ۲ میں تحریر کرتا ہے۔ غیر مقلدین کا یہ جھوٹا دعویٰ ہے کہ رفع الیدین نہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور نہ ہی ایک صحابیؓ سے ثابت ہے معلوم ہوتا ہے کہ لکھتے وقت حافظ ڈیروی کے حواس ٹھکانے نہ تھے۔

الجواب

حضرت حکیم صاحب راقم الحروف نے اس عبارت کے آگے ارسائل ص ۱۹ ص ۲۲ وص ۲۱۶ کا حوالہ دیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے حواس تو ٹھکانے تھے لیکن قلم سے ایک لفظ رہ گیا ہے اور وہ یوں تھا ترک رفع الیدین۔ آپ کو بھی معلوم ہے کہ ترک کا لفظ رہ گیا ہے۔

چوتھی بات

حضرت حکیم صاحب لکھتے ہیں "پھر اسی صفحہ کی سطر ۲۱ پر تحریر کیا ہے۔

رچنانچہ جزء رفع الیدین مترجم ص ۵۴ میں ہے کسی ایک صحابیؓ سے ثابت نہیں ہے کہ رسول (بے ادبی ملاحظہ ہو) نے رفع الیدین نہ کی ہو۔

الجواب

حضرت حکیم صاحب! جناب کے ہوش و حواس ختم ہو گئے ہیں یہ عبارت میری نہیں ہے جس پر آپ بے ادبی کا فتویٰ لگا رہے ہیں یہ جزء رفع الیدین (جو امام بخاریؒ کی طرف منسوب ہے جس کو آپ کے ہمنام محمود نا مسعود نے امام بخاریؒ کے ذمہ لگایا ہے) کی عبارت کا اردو ترجمہ ہے اور مترجم مولوی محمد صدیق سرگودھوی غیر مقلد ہیں۔ جزء رفع الیدین مترجم ص ۵۴ کا راقم نے حوالہ دیا ہے مگر آپ اتنے مخبوط الحواس ہو گئے ہیں کچھ پتہ ہی نہیں لگتا پھر عبارت یوں تھی۔ "کہ کسی صحابیؓ سے ثابت نہیں ہے کہ اس نے رفع یدین نہ کی ہو۔ حضرت حکیم صاحب نے مخبوط الحواسی کی وجہ سے لفظ اس کو رسول سمجھ کر بے ادبی کا فتویٰ لگا دیا۔ فیا للّٰہ فتویٰ بازی میں تمہارا نمبر ہے۔

پانچویں بات

حضرت حکیم صاحب نے ہمارے تعارض والے اعتراض کا کوئی دفعیہ تو نہیں کیا البتہ تعجب کا اظہار کیا ہے کہ پتہ نہیں انہوں نے کس طرح صغریٰ کبریٰ بنایا اور کیسے نتیجہ نکالا۔ حضرت حکیم صاحب یہ بات آپ اہل علم سے پوچھیں اور ان کے دستخطوں سے آپ تحریر روانہ کریں آپ کو یہ علمی باتیں کہاں سمجھ آسکتی ہیں۔

چھٹی بات

حضرت حکیم صاحب لکھتے ہیں۔ محمد بن اسحٰق پر جرح سخت الفاظ میں اس

بیے کی گئی ہے کہ اس نے امام بخاریؒ سے یہ الفاظ نقل کئے ہیں (کہ کسی صحابیؓ سے بھی ترک رفع الیدین ثابت نہیں)

الجواب

حضرت حکیم صاحب راقم الحروف نے ان صفحات میں جن کا آپ جواب لکھ رہے ہیں۔ محمد بن اسحٰق پر کوئی جرح نہیں کی اور محمد بن اسحٰق جو امام بخاریؒ کی پیدائش سے تینتالیس ۴۳ سال پہلے فوت ہو چکا تھا وہ کس طرح امام بخاریؒ سے یہ بات نقل کر رہا ہے۔

یہ ہیں حضرت حکیم صاحب جن کو حکیم الامت لکھا جاتا ہے دیکھئے ٹائیٹل وحدت الامت (رسالہ مرتبہ حضرت حکیم صاحب)

ع چہ خوش گفت سعدی در زرادی

ستاویں بات

حضرت حکیم صاحب لکھتے ہیں، احناف محمد بن اسحٰق کو ثقہ مانتے ہیں علامہ عینیؒ نے عمدۃ القاری میں شیخ ابن ہمامؒ نے فتح القدیر میں اور انور شاہؒ صاحب نے العرف الشذی میں اور مولانا عبدالحی لکھنویؒ نے سعایہ میں محمد بن اسحٰق کو ثقہ کہا ہے۔ حافظ صاحب کو چاہیے کہ ہمیں صلواتیں سنانے کے بجائے اپنے گھر کی خبر لیں۔

الجواب

حضرت حکیم صاحب دھوکہ دینا اچھی بات نہیں ہے آپ کی بات سے معلوم ہوتا ہے تمام احناف محمد بن اسحٰق کو ثقہ مانتے ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے علامہ عینیؒ حدیث قلتین کا جواب دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

والکثر طرقہ عن محمد	اور اکثر طرق اس حدیث کے محمد
بن اسحاق بن یسار	بن اسحٰق سے مروی ہیں محدث
قال ابو زرعۃ لیس	ابو زرعہؒ نے فرمایا کہ ناممکن بات
یمکن ان یقضی لہ وکذبہ	ہے کہ محمد بن اسحٰق کی روایت پر
مالکؒ وغیرہ	فیصلہ دیا جائے اور امام مالکؒ
(عینی شرح ھدایہ ص۲۰۳ ج۱ کتاب الطھارۃ)	وغیرہ نے اس کو جھوٹا قرار دیا ہے

اور مولانا عبدالحی لکھنویؒ علامہ عینیؒ کے قول کو جو البنایہ شرح ہدایہ میں ہے اور حضرت عبادہؓ کی حدیث کے تحت مذکور ہے اس طرح نقل کرتے ہیں:

محمد بن اسحٰق بن یسار	محمد بن اسحٰق مدلس ہے امام
وھو مدلس قال	نوویؒ فرماتے ہیں اس میں صرف
النووی لیس فیہ الا	تدلیس والا عیب ہے اور مدلس
التدلیس والمدلس اذا	جب عنؔ سے روایت کرے
قال عن فلان لایحتج	تو اس کی روایت تمام محدثین کے
بحدیثہ عن جمیع المحدثین	ہاں قابل قبول نہیں ہے نیز
مع انہ قد کذبہ مالکؒ	امام مالکؒ ابن اسحٰق کو جھوٹا شمار
وضعفہ احمد وقال	کرتے ہیں امام احمدؒ ضعیف قرار
ابو زرعۃ الرازی لایقضی	دیتے ہیں اور محدث ابو زرعہ
لہ بشئی۔	الرازیؒ فرماتے ہیں کہ اس کی کسی
(امام الکلام ص۲۷۲ تا ص۲۷۳)	روایت پر فیصلہ نہیں دیا جا سکتا۔

اگر علامہ عینیؒ نے محمد بن اسحٰق کی توثیق کسی مقام پر کر دی ہے تو یہ عبارات

ان کے رجوع پر دلالت کرتی ہیں یا ابن اسحٰق کی وہ روایت جو صحیح حدیثوں کے خلاف نہ ہو بلکہ موافق ہو تو اس روایت میں وہ ثقہ ہے مطلقاً ثقہ نہیں ہے نیز علامہ عینیؒ نے عمدۃ القاری میں قراءۃ خلف الامام کے مسئلہ میں ابن اسحٰق پر جرح کی ہے۔

(۲) علامہ ماردینیؒ فرماتے ہیں :

والکلام فی ابن اسحٰق معروف	اور محمد بن اسحٰق میں محدثین
(الجوھر النقی مع البیہقی ص۱۴۲ ج۲)	کرامؒ کی جرح مشہور ہے۔

(۳) علامہ زیلعیؒ نے بھی محدثین کرامؒ سے مختلف مقامات میں ابن اسحٰق پر جرح نقل کی ہے مثلاً نصب الرایہ ص۲۵۰ ج۲ و ص۲۵۸ ج۲)

(۴) امام طحاویؒ بھی باب الوضوء لمس الفرج میں ابن اسحٰق کی حدیث کو ضعیف قرار دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ابن اسحٰق کی حدیث کو تم خود حجت نہیں مانتے فلہذا یہ حدیث منکر (ضعیف) اور غلط ہے دیکھئے (الطحاوی ص۵۶ ج۱)

(۵) حافظ ابن ہمامؒ کے ہاں اگرچہ محمد بن اسحٰق ثقہ ہے مگر اس کی مضطرب روایت حافظ ابن ہمامؒ کے ہاں بھی ضعیف ہے چنانچہ حدیث قلتین کے بارے میں جس کی سند میں محمد بن اسحٰق ہے فرماتے ہیں :

وھذا الاضطراب یوجب	اور یہ اضطراب حدیث کو
الضعف وان وثقت الرجال	ضعیف بنا دیتا ہے اگرچہ
(فتح القدیر ص۷۷ ج۱ کوئٹہ)	راویوں کی توثیق کی گئی ہے۔

اس طرح فاتحہ خلف الامام کے مسئلہ میں محمد بن اسحٰق کی روایت میں اضطراب ہے اس لئے وہ روایت بھی حافظ ابن ہمامؒ کے ہاں ضعیف شمار ہوگی (فللّٰہ الحمد)

(۶) حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ نے ایضاح الادلہ ص۲۴۳ تا ص۲۴۵ میں

محمد بن اسحٰق پر جرح محدثین کرامؒ سے نقل کر کے اس کو دلائل عقلیہ و نقلیہ سے ثابت کیا ہے نہایت احسن انداز سے جو قابل دید ہے۔

علامہ سید محمد انور شاہ صاحبؒ نے گرچہ اس کو حسن قسم کے راویوں سے شمار کیا ہے مگر وہ بھی علی الاطلاق نہیں جیسا کہ العرف الشذی سے معلوم ہوتا ہے۔ البتہ غیر مقلدین حضرات کے شیخ الکل مولانا نذیر حسین دہلوی مرحوم کے پوشیدہ یار غار مولانا عبد الحی لکھنویؒ کے نزدیک محمد بن اسحٰق حجت ہے اور قابل اعتماد ہے اس لکھنوی نوجوان کی فقہ حنفی اور احناف پر شفقتیں بے شمار ہیں کچھ کا تذکرہ راقم الحروف نے ہدایہ علماء کی عدالت میں حصہ اول کے اندر بیان کر دیا ہے اور کچھ کا تذکرہ اسی کتاب میں آپ حضرات ملاحظہ کریں گے اور کچھ شفقتوں کا تذکرہ ہدایہ علماء کی عدالت میں حصہ دوم میں کر دیا جائے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور محمد بن اسحٰق کا شیعہ ہونا راقم الحروف نے ہدایہ علماء کی عدالت میں حصہ اول ص۱۷۳ تا ص۱۷۵ میں ذکر کر دیا ہے۔

حافظ ابن حجرؒ و امام بیہقیؒ محمد بن اسحٰق کی اس روایت کو جس میں اس نے ثقہ راویوں کی مخالفت کی ہو ضعیف قرار دیتے ہیں گرچہ اس نے تحدیث سے روایت کی ہو دیکھئے ہدایہ علماء کی عدالت میں ص۱۷۱ و ص۱۷۲۔

قاضی شوکانی غیر مقلد بھی محمد بن اسحٰق کو حجت نہیں مانتے دیکھئے نیل الاوطار ص۳۴۲ ج۱ و ص۱۱ ج۵۔

نواب صدیق حسن خان غیر مقلد فرماتے ہیں۔ و محمد بن اسحٰق حجت نیست (دلیل الطالب ص۲۳۹) بچے کے گلے میں تعویذ لٹکانے والی روایت کے بارے میں لکھتے ہیں۔

وفی اسنادہٖ محمد بن	اس کی سند میں محمد بن اسحٰق
اسحٰق وفیہ مقال معروف	راوی ہے جس میں محدثین کی

(نزل الابرار ص۱۵۲) جرح مشہور ہے۔

نیز ایک روایت ذکر کرکے فرماتے ہیں:

رجالہٗ ثقات کلہم ھمہ — اس حدیث کے تمام راوی ثقہ
الا ابن اسحٰق۔ — ہیں قابل حجت ہیں سوا ابن
(نزل الابرار ص۲۰۵) — اسحٰق کے

مولانا فیض عالم صدیقی غیر مقلد لکھتے ہیں۔ محمد بن اسحٰق جس کے متعلق امام مالکؒ کا قول ہے کہ وہ ثقہ اور معتبر نہیں۔ امام بخاری نے اس سے کوئی روایت نہیں لی۔ علی المدائنیؒ اسے ضعیف الروایت کہتے ہیں۔ ابو حاتم کے نزدیک وہ غیر مستند تھا۔ اور نسائیؒ اسے ضعیف کہتے تھے (اختلاف امت کا المیہ تیسرا ایڈیشن ص۱۲۷)

مولانا محمد اعظم صاحب مدرس جامعہ اسلامیہ اہلحدیث گوجرانوالہ لکھتے ہیں۔

اس روایت میں تیسرا راوی محمد بن اسحٰق ضعیف ہے۔ قَالَ یَحْیٰی بْنُ الْقَطَّانِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْحٰقَ كَذَّابٌ قَالَ مَالِكٌ دَجَّالٌ مِنَ الدَّجَاجِلَةِ محمد بن اسحٰق جھوٹا اور دجال ہے (میزان الاعتدال ص۴۷ ج۲ تہذیب التہذیب ص۴۴ ج۹)

(تعزیہ و ماتم اور واقعہ کربلا ص۳۰) مولانا سلفی مرحوم کے شاگرد خواجہ محمد قاسم صاحب ایک روایت کے جواب میں لکھتے ہیں۔ مگر یہ روایت حنفیہ کے کام کی نہیں کیونکہ اس میں محمد بن اسحٰق ہے (حی علی الصلوٰۃ ص۱۹۳)

حضرت حکیم محمود صاحب کو چاہیے کہ ہمیں صلواتیں سنانے کے بجائے اپنے گھر کی خبر لیں ۔۔

دوسروں پر طعن کرتے ہو اپنے گھر کی خبر نہیں
تم سا احمق تو دنیا میں کوئی بشر نہیں

آٹھویں بات

حضرت حکیم صاحب لکھتے ہیں۔ علاوہ ازیں احناف اپنے مذہب کے موافق مسائل میں محمد بن اسحٰق کی احادیث سے استشہاد کرتے ہیں۔

الجواب

اس کے متعلق وضاحت ہو چکی ہے کہ محمد بن اسحٰق کی کوئی روایت قابل حجت نہیں جب کہ وہ صحیح وثقہ راویوں کے خلاف ہو۔ چوری کے نصاب کے بارے میں جس میں قطع ید ہوتا ہے اس میں ہمارے مسلک کا دارومدار محمد بن اسحٰق کی روایت پر نہیں وہ بطور تائید کے پیش کی جا سکتی ہے اس کا مفصل جواب احسن الکلام ص۸۸ ج۲ تا ص۹۱ طبع سوم میں موجود ہے اور تعجیل معزب میں احناف حضرات کا جمہور اہل اسلام سے کوئی اختلاف نہیں اور اسی طرح ناقوس بجانے کا حکم بھی کسی اختلافی مسئلہ سے تعلق نہیں رکھتا یہ ایک تاریخی بات ہے فلہذا حضرت حکیم صاحب کا چیں بجبیں ہونا بے فائدہ ہے عورتوں کی طرح طعنہ دینے میں حکیم صاحب مہارت رکھتے ہیں۔ اسی کے عدد ناقوس کی روا صحیح بخاری ص۸۵ ج۱ میں مروی ہے =

نویں بات

حضرت حکیم صاحب لکھتے ہیں۔ حافظ صاحب نے چلتے چلتے اپنے دل کو تسلی دینے کے لیے یہ بھی کہا کہ عبد اللہ بن مسعود کی حدیث محفوظ ہے حالانکہ عبد اللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ثابت نہیں ترمذی مع تحفہ ص۲۲۰ ج۱ اسی طرح امام بیہقیؒ امام ابو داؤدؒ۔ امام احمدؒ اور ان کے شیخ یحییٰؒ امام بخاریؒ ابن ابی حاتمؒ۔ امام ابن حبانؒ سب اس کو ضعیف اور غیر ثابت شدہ کہتے ہیں۔

الجواب

امام بیہقیؒ نے عبداللہ بن مبارکؒ سے جرح نقل کی ہے لیکن خود ضعیف قرار نہیں دیا یہ خالص حضرت حکیم صاحب کا جھوٹ ہے حضرت حکیم صاحب چونکہ نیم ملاں خطرۂ ایمان کا مصداق ہیں اس لیے وہ اصل عربی کتابوں سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے تو اردو کے رسائل سے حوالے نقل کر کے تصنیف کا شوق پورا فرماتے رہتے ہیں اس لیے اس مقام پر انہوں نے شاید مولانا نور حسین گھرجاکھی غیر مقلد آف گوجرانوالہ کی اندھی تقلید کی ہے کیونکہ وہ لکھتے ہیں۔ امام بیہقی فرماتے ہیں لم یثبت عندی حدیث ابن مسعود (سنن کبری ص۹۷ ج۲) قرۃ العینین ص۹۲ ناشر ال نور سنز گوجرانوالہ۔ اور اس رسالہ کو ادارہ احیاء السنۃ گوجرانوالہ نے بھی شائع کیا ہے اس کا ص۹۰ ہے۔ سنن کبری بیہقی کے اس صفحہ میں یہ الفاظ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ سے مروی ہیں بیہقیؒ صرف ناقل ہیں۔ البتہ مرعاۃ المفاتیح ص۲۲۳ میں بھی نور حسین صاحب گھرجاکھی کی طرح غلط نقل کیا گیا ہے۔ ابن ابی حاتم نے بھی کوئی جرح نہیں کی وہ بھی اپنے باپ ابو حاتمؒ سے ناقل ہیں ۱۰۱ اس میں بھی حضرت حکیم صاحب نے اندھی تقلید کی ہے چنانچہ قرۃ العینین صفحہ مذکور میں ہے ابن ابی حاتم فرماتے ہیں الخ باقی سب حضرات کی جرح کا جواب شمس الضحیٰ کے جواب میں مفصل بیان ہو گا انشاء اللہ تعالیٰ

دسویں بات

حضرت حکیم صاحب لکھتے ہیں اور سب سے بہتر جواب صاحب نصب الرایہ زیلعیؒ ص۴۰۹ ج۱ نے امام ابوبکر احمد بن اسحٰق المحدث الفقیہ سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں رفع الیدین کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خلفائے راشدینؓ پھر صحابہؓ و تابعینؒ سے صحیح طور پر ثابت ہے اور عبداللہ بن مسعودؓ کا اس کو بھول جانا کچھ تعجب

کی بات نہیں۔

الجواب

حضرت حکیم صاحب کے نزدیک صحابہ کرامؓ پر بہتان لگانا اور غلط بیانی کرنا بہترین جواب ہے (لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم)

خلفاء راشدینؓ سے رفع یدین کرنا رکوع کے وقت ہرگز ثابت نہیں یہ ابوبکر شافعی المسلک کا خلفاء راشدینؓ پر بہتان ہے۔ علامہ نیموئ لکھتے ہیں۔

واما الخلفاء الاربعۃ فلم یثبت عنہم رفع الایدی غیر تکبیرۃ الاحرام واللہ اعلم (آثار السنن ص۱۰۹ ج۱)

اور خلفاء اربعہ راشدینؓ سے تکبیرہ تحریمہ کے علاوہ رفع یدین ثابت نہیں۔ واللہ اعلم۔

فلہذا حضرت حکیم صاحب کے ذمہ لازم ہے کہ وہ ہر خلیفہ راشدؓ سے صحیح سند کے ساتھ رفع یدین عند الرکوع ثابت کرے ورنہ یہ فرما دے کہ غیر مقلد جھوٹے دعوے کرتے ہیں اور میں صحیح سند سے خلفاء راشدینؓ سے رفع یدین ثابت نہیں کر سکتا البتہ ان کے جھوٹ کا مقلد ہوں۔ پھر حضرت ابن مسعودؓ ترک رفع یدین کرنے میں اکیلے نہیں جیسا کہ ابوبکر شافعی نے غلط بیانی کی ہے۔ اور حضرت حکیم صاحب نے اس شافعی مقلد کو اپنا امام بنا کر اندھی تقلید کی ہے۔

حضرت ابن مسعودؓ پر بہتان عظیم

حضرت حکیم صاحب ابوبکر فقیہ سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ یہ کیونکہ عبداللہ بن مسعودؓ قرآن میں معوذتین کا ہونا بھول گئے جس پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے۔

الجواب

حضرت حکیم کے نزدیک یہ سب سے بہتر جواب ہے کیونکہ اس میں رافضیت کی بُو آرہی ہے اور غیر مقلدین حضرات چونکہ نکلے ہی رافضیوں سے ہیں اس لیے یہ جواب ان کو سب سے زیادہ بہتر نظر آتا ہے۔ اب سوال طلب یہ بات ہے کہ آیا قرآن مجید پر صحابہ کرامؓ کا اجماع ہو چکا ہے یا نہیں۔ اگر اجماع ہو چکا ہے تو معوذتین بھی اس میں داخل ہے فلہذا یہ حضرت ابن مسعودؓ پر جھوٹا الزام ہوگا اور محدثین کرامؒ نے بھی اس کو من گھڑت بات اور جھوٹ کہا ہے دیکھئے نور الصباح ص۱۳۳ تا ص۱۳۵ اور اگر قرآن مجید پر اجماع نہیں ہوا تو پھر قرآن مجید کی قطعیت ثابت نہ ہوئی اور یہی کچھ رافضی کہتے ہیں۔ اگر تیسری صورت یہ نکالی جائے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے سوا معوذتین (یعنی قرآن مجید کی دو آخری سورتیں) کے قرآن ہونے پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے اور معوذتین کا قرآن میں سے ہونا قطعی ہے تو پھر اس کے منکر پر فتویٰ لگے گا یا نہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ فتویٰ لگے گا تو پھر معاذ اللہ حضرت ابن مسعودؓ پر بھی فتویٰ لگے گا پس رافضی اور غیر مقلد اس فتویٰ سے تو خوش ہو سکتے ہیں لیکن کوئی مسلمان بھی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پر یہ فتویٰ لاگو نہیں کر سکتا کیونکہ ان کو یقین ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ معوذتین کو قرآن میں سے مانتے تھے اس کی بحث نور الصباح میں موجود ہے۔ اگر یوں کہا جائے کہ حضرت ابن مسعودؓ پر معوذتین کے انکار کی وجہ سے فتویٰ نہیں لگے گا لیکن کوئی اور انکار کرے تو فتویٰ لگے گا تو یہ اصول غلط ہے کیونکہ قطعیات کا ماننا سب کے لیے ضروری ہے کوئی بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہے خود حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

مَنْ كَفَرَ بِحَرْفٍ مِنَ الْقُرْآنِ	جس شخص نے قرآن مجید کے
فَقَدْ كَفَرَ بِهِ أَجْمَعَ الخ	ایک حرف کا انکار کیا پس وہ

ابن حزم ص۳۹ ج۱ کتاب الایمان)	سب قرآن کا منکر ہوا۔

اب حضرت حکیم صاحب فرمائیں گے ابو بکر الفقیہ مقلد (اور مقلد غیر مقلدین حضرات کے ہاں مشرک ہوتا ہے) کی بات ماننا ضروری ہے گو کہ قرآن مجید کی توہین ہو جائے یا صحابی جلیل القدر کی توہین ہو جائے کوئی حرج نہیں ہے یہ سب سے بہترین جواب ہے۔ کیونکہ رافضی اس جواب سے خوش ہوگا۔ اب حکیم صاحب دیروی صاحب پر بڑے غصہ ہوں گے کہ دیکھو ابو بکر فقیہ کی ڈیروی صاحب نے توہین کر دی ہے لیکن آگے تقیہ کر کے حکیم صاحب یہ نہیں بتائیں گے کہ اصل بات کیا ہے۔ اور غیر مقلدین حضرات کے مذہب کے مجدد (دیکھئے مشکوٰۃ مترجم مولانا سلفی ص۱۰) نواب صدیق حسن خان بھی اس مقام میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو حقارت آمیز الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔

والصحابی بشر ولیس قولہ	اور صحابی انسان ہی ہے اور
حجۃ (نزل الابرار ص۱۴۲)	اس کی بات حجت نہیں۔

کافر بھی یہی کہا کرتے تھے کہ نبی انسان ہی ہے اس کی بات حجت نہیں ہے (معاذ اللہ) اور مشہور غیر مقلد مرزا قادیانی (دیکھئے تحریک آزادی فکر مولانا سلفی ص۱۸۸) ایک مقام پر لکھتے ہیں۔

حق بات یہ ہے کہ ابن مسعود ایک معمولی انسان تھا نبی اور رسول تو نہیں تھا اُس نے جوش میں اگر غلطی کھائی تو کیا اس کی بات کو اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی میں داخل کیا جائے صحابہ کے مشاجرات اور اختلافات پر نظر ڈالو جن کی بعض اوقات سیف و سنان تک نوبت پہنچ گئی تھی حضرت معاویہ بھی تو صحابی ہی تھے جنہوں نے خطا پر جم کر ہزاروں آدمیوں کے خون کرائے اگر ابن مسعود نے خطاء کی تو کون سا غضب آگیا (ازالہ ادہام ص۶۲۶ تختی کلاں) ایک فرعی مسئلے کے پیچھے حضرت

حکیم صاحب نے قرآن پاک اور جلیل القدر صحابی کی توہین شروع کردی ہے (لا حول ولا قوۃ الا باللہ) حضرت حکیم صاحب کے والد محترم نے بھی یہ بہتان حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پر باندھا ہے جس کا جواب راقم الحروف نے ہدایہ علماء کی عدالت میں حصہ اول کے ص۴۰ میں ذکر کردیا ہے۔ خدا تعالیٰ دشمنان صحابہؓ کے شر سے بچائے آمین۔

دوسرا الزام

حضرت حکیم صاحب لکھتے ہیں ص۲ اس طرح نماز میں تطبیق کا منسوخ ہونا عبداللہ بن مسعودؓ بھول گئے جس پر سب علمائے کرام کا اتفاق ہے۔

الجواب

تطبیق چونکہ ایک بار منسوخ ہوئی پھر دوبارہ اس کے کرنے کا حکم ہوا پھر دوبارہ منسوخ ہوئی اس لیے اگر اس کا علم حضرت ابن مسعودؓ کو نہیں ہوسکا تو یہ بات ممکن ہے لیکن رفع یدین کو اس پر قیاس کرنا درست نہیں اس لیے کہ رفع یدین کرنا نظر آتا ہے مگر تطبیق پیچھے والے کو نظر نہیں آتی اس کے علاوہ حضرت ابن مسعودؓ گھٹنوں پر ہاتھ رکھنا بھی پسند فرماتے تھے۔ دیکھئے ابن ابی شیبہ ص۲۵۱ ج۱ حضرت علیؓ سے بھی تطبیق کی اجازت منقول ہے (ابن ابی شیبہ ص۲۴۵) مزید تفصیل نور الصباح و ہدایہ علماء کی عدالت میں ص۲۹ پر دیکھیں لہٰذا تمام علماء کا تطبیق کے منسوخ ہونے پر اجماع نہ ہوا۔

تیسرا الزام

حضرت حکیم صاحب لکھتے ہیں پھر عبداللہ بن مسعودؓ بھول گئے کہ دو شخص امام کے پیچھے کس طرح کھڑے ہوں۔

الجواب

اس کے کئی جوابات راقم الحروف نے نور الصباح ص۱۴۴ تا ص۱۴۵ میں ذکر کردیئے ہیں حضرت ابن مسعودؓ بھولے نہیں ہیں۔ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں:

وقد روی الطحاوی من حدیث ابن سیرین قال لا اری ابن مسعود فعل ھذا الا لضیق المسجد اولعذر آخر۔ (الدرایہ ص۱۷۰ ج۱)

اور بے شک امام طحاویؒ نے حضرت محمد بن سیرینؒ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا میں نہیں خیال کرتا ابن مسعودؓ کے بارے میں مگر یہ کہ سجدہ گاہ تنگ تھی یا کسی اور عذر کی بنا پر ایسا کیا ہوگا۔

۲۔ عن عمرو بن یعلی الثقفی قال حضرت صلوۃ فریضۃ ونحن مع نبینا صلی اللہ علیہ وسلم علی طائفنا ھذا فاقمنا نبینا لا نتقدمنا قلت لابی سھیل ما دعاہ الی ذالک قال کان المکان ضیقا۔ (تاریخ بغداد ص۲۸۰ ج۷)

حضرت عمرو بن یعلی الثقفیؒ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ فرض نماز کا وقت ہوگیا اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ طائف کے اس مقام پر تھے پس ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے امام بنے لیکن آگے کھڑے نہ ہوئے (علی بن عبدالاعلی کہتے ہیں) میں نے ابوسہیلؒ سے پوچھا اس کی کیا وجہ تھی تو انہوں نے فرمایا مکان تنگ تھا۔

پس ثابت ہوا کہ حضرت ابن مسعودؓ پر یہ الزام بھی جھوٹا ہے لا مذہب لوگ

ایسے اعتراضوں کو جلد قبول کرتے ہیں

؎ تیری رنجش کھلی طرزِ بیان سے
نہ تھی دل میں تو کیوں نکلی زبان سے

چوتھا الزام

حضرت حکیم صاحب فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعودؓ بھول گئے کہ حضرتؐ نے صبح کی نماز یوم نحر کو اول وقت پڑھی۔

الجواب

حضرت ابن مسعودؓ نہیں بھولے بلکہ معترض کی غلطی ہے۔ اُس کو شاید حضرت ابن مسعودؓ کی اس حدیث سے دھوکہ لگا ہے۔

وَصَلَّی الْفَجْرَ قَبْلَ مِیْقَاتِہَا (بخاری ص۲۲۸ ج۱) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز وقت سے پہلے پڑھی۔ حالانکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ وقت جو ہمیشہ سے آپ کا معمول تھا اس سے پہلے پڑھی یعنی صبح صادق کے ہو جانے کے بعد فوراً پڑھی چنانچہ اس کے بعد متصل حدیث میں حضرت ابن مسعودؓ سے اس کی وضاحت موجود ہے ثُمَّ صَلَّی الْفَجْرَ حِیْنَ طَلَعَ الْفَجْرُ پھر حضرت ابن مسعودؓ نے صبح کی نماز طلوع فجر کے بعد پڑھی۔ اور پھر ابن مسعودؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا وَصَلٰوۃُ الْفَجْرِ ھٰذِہِ السَّاعَۃَ (بخاری ص۲۲۸ ج۱ و ص۲۲۷ ج۱) اور صبح کی نماز کا یہی وقت ہے۔ اب حضرت حکیم صاحب کا یہ سب سے بہترین جواب ہے جو خالص بہتان ہے وہ بھی جلیل القدر بدری صحابیؓ پر العیاذ باللہ من ذالک)

اب حضرت حکیم صاحب کو حضرت ابن مسعودؓ پر کئے گئے اعتراضات کے جھوٹ ثابت ہونے کی وجہ سے بڑا دکھ درنج ہوگا اور نہ کہ مقلد شافعی المسلک

کی اندھی تقلید چھوڑنا بھی حکیم صاحب کے لیے ناگوار گذرے گا۔ اور الٹا حکیم صاحب ڈیروی صاحب پر ناراض ہوں گے کہ دیکھو ابو بکر الفقیہ المحدث کی بات کو ٹھکرا دیا ہے تو حدیث کے ذخیرہ کا کیا اعتبار رہ جائے گا۔ صحابہؓ پر الزامات لگانے دو۔ بہتان قبول کر لو تاکہ حکیم صاحب کا سب سے بہترین جواب خراب نہ ہو جائے۔

(لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم)

؎ اچھے وہی ہیں آج جو سوتے ہیں زیرِ گل
افسوس ہے انہیں کے ہزاروں گلے ہوئے

پانچواں الزام

عبداللہ بن مسعودؓ بھول گئے کہ آنحضرتؐ عرفات میں کس طرح جمع ہوئے۔

الجواب

حضرت حکیم صاحب بے چارے چونکہ جاہل ہیں اس لئے وہ عربی عبارت کا ترجمہ صحیح نہیں کر سکے۔ صحیح ترجمہ اس اعتراض کا ملاحظہ ہو۔

عرفہ کے مقام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جمع بین الصلوتین کرنے کا طریقہ حضرت ابن مسعودؓ بھول گئے۔ یعنی ابن مسعودؓ پر یہ بات پوشیدہ رہی چنانچہ غرباء اہلحدیث کراچی کے عبدالغفار سلفی اپنے رسالہ رفع الیدین کے ص۱۲ میں اس عبارت کا ترجمہ یوں کرتے ہیں۔ اور عرفہ میں جمع بین الصلوتین کا مسئلہ بھی ان پر پوشیدہ رہا۔

یہ تو صحیح ترجمہ کا بیان تھا اب اصل الزام کا جواب ملاحظہ ہو۔ یہ بھی خالص بہتان ہے حضرت ابن مسعودؓ کو اس کا بھی علم تھا چنانچہ نسائی ص۳۶ ج۲ میں ہے۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ کَانَ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ	نماز اپنے وقت پر پڑھتے
یُصَلِّی الصَّلٰوۃَ لِوَقْتِہَا اِلَّا بِجَمْعٍ	تھے مگر مزدلفہ اور عرفات
وَعَرَفَاتٍ۔	میں۔

حضرت حکیم صاحب نے ابو بکر الفقیہ المحدث بے نظیر محدث تلاش کیا ہے جس کو حدیثوں کا کوئی علم ہی نہیں اور حضرت ابن مسعودؓ کے متعلق محض بہتان بازی سے کام چلایا ہے اور حضرت حکیم صاحب اندھی تقلید کر رہے ہیں۔

ے ستم گر تجھ سے امید کرم ہو گی جنہیں ہو گی
ہمیں تو دیکھنا ہے کہ تو ظالم کہاں تک ہے

چھٹا الزام

حضرت حکیم صاحب لکھتے ہیں عبداللہ بن مسعودؓ سجدے میں زمین پر ہاتھ رکھنے کی روایت بھول گئے جس میں اختلاف نہیں۔

الجواب

حضرت حکیم صاحب پیشاب و پاخانہ کے ٹیسٹ کرنے کے خیال میں لگے تو ان سے کوئی لفظ لکھنے میں رہ گیا ہے یا جہالت کا زور ہے کہ عربی عبارت کا ترجمہ صحیح طور پر نہیں لکھ سکے۔ اصل اعتراض والی عربی عبارت کا صحیح ترجمہ یہ ہے اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سجدہ میں کہنی اور بازو کے زمین پر رکھنے کے بارے میں بھول گئے ہیں جس میں علماء کا اختلاف نہیں۔ اس اعتراض کا مقصد یہ ہے کہ سجدہ میں صرف ہاتھ زمین پر رکھے جاتے ہیں بازو اور کہنیاں اوپر کو اٹھائی جاتی ہیں لیکن ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ بازو اور کہنیاں بھی سجدہ میں زمین پر رکھی جائیں۔ لیکن معترض نے حضرت ابن مسعودؓ کے اس فرمان کا کوئی حوالہ نہیں دیا البتہ علامہ ماردینیؒ نے ایک روایت کی طرف اشارہ کیا ہے اور وہ روایت ابن ابی شیبہ

صفحہ ۲۵۹ ج ۱ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یوں مروی ہے۔

قال عبد اللّٰہ ھیئت	حضرت عبداللہ بن مسعود رضی
عظام ابن آدم لسجود	اللہ عنہ فرماتے ہیں انسان کی ہڈیاں
فاسجد واحتی بالمرافق۔	سجدہ کرنے کے لیے بنائی گئی ہے
	پس تم سجدہ کرو حتیٰ کہ کہنیوں سمیت

اس روایت کو ابن ابی شیبہؒ نے مَنْ رَخَّصَ اَنْ یَعْتَمِدَ بِمِرْفَقَیْہِ (جس نے کہنیوں پر ٹیک لگانے کی اجازت دی ہے) کے تحت درج کیا ہے اور ابو ذرؓ محمد بن سیرینؒ ابن عمرؓ قیس بن سکنؒ کے اقوال اور ایک مرسل حدیث اس کے تحت ذکر فرمائی ہے لیکن ابن مسعودؓ کی اس روایت سے وہ بات نہیں نکلتی جو ابن ابی شیبہؒ نے سمجھی ہے انہوں باء بالمرافق میں اتصال کے لیے سمجھی ہے اس لیے راقم الحروف نے بھی ان کے ذہن کے مطابق ترجمہ کر دیا ہے ورنہ صحیح بات یوں ہے کہ بالمرافق کے اندر باء استعانت کے لیے ہے ابن مسعودؓ کی دوسری روایت جو اس عنوان مذکور کے تحت درج ہے یوں ہے۔

قال عبد اللّٰہ اذا سجد تم	حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ
فاسجد واحتی بالمرافق	تعالیٰ عنہ نے فرمایا جب تم سجدہ
یعنی یستعین بہ	کرو پس سجدہ کرو حتیٰ کہ کہنیوں
	کے ساتھ حضرت ابن مسعودؓ
(ابن ابی شیبہ)	کا مراد یہ ہے کہ کہنیوں کی مدد سے

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ کہنیوں کو پیٹ اور رانوں سے دور رکھا جائے تاکہ جسم کا بوجھ بازوں اور کہنیوں پر بھی خوب آئے پس اس طرح ابن مسعودؓ کی روایت جمہور علماءؒ کے موافق ہے خلاف نہیں اگر بالفرض معترض والا مطلب

بھی مان لیا جائے تو معترض کا یہ کہنا کہ اس میں علماء کرام کا اختلاف نہیں درست نہ ہوا بلکہ ابن عمرؓ کی دو روایتیں موجود ہیں ایک فعلی اور دوسری قولی اور دوسرے اکابر علماء کا اختلاف بھی موجود ہے جیسا کہ ان کے نام اوپر ذکر ہو چکے ہیں۔ پھر ابن عمرؓ کی روایت رفع یدین والی بھی معترض کے ہاں قابل اعتماد نہ ہو گی کیونکہ وہ معترض کے خیال کے مطابق وہ یہاں بھول گئے ہیں فلہذا رفع یدین کی روایت میں بھول جانا بھی باعث تعجب نہ ہوگا یہ عجیب گندہ ذہن ہے کہ اگر کوئی بھول جائے تو اس کی باقی باتوں کا اعتبار بھی ختم ہو جاتا ہے۔ ہمارے ابا حضرت آدم علیہ السلام بھول گئے تھے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کئی دفعہ نماز میں بھولے ہیں۔ یہ معترض تو بہتان بازی کے مرتکب ہونے کا مجرم ہے فلہذا اس کے تمام الزامات غلط ہیں۔

ع۔ میں الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

ساتواں الزام

حضرت حکیم صاحب لکھتے ہیں کہ۔ عبداللہ بن مسعودؓ بھول گئے کہ رسول خدا نے آیت وما خلق الذکر والانثی کس طرح پڑھی۔ جب حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اتنے مسئلے بھول گئے ہیں تو ترک رفع یدین میں ان پر کیسے اعتماد کیا جا سکتا ہے اور متواتر احادیث کی کیسے مخالفت کی جا سکتی ہے۔

محمود عفی عنہ ۲۴ ۸۹/۳

الجواب

حضرت ابن مسعودؓ پر یہ بھی جھوٹا الزام ہے اس کو بھول کہنا درست نہیں۔ اس آیت کو حضرت ابن مسعودؓ والذکر والانثی پڑھا کرتے تھے اور یہ ان کی وہ

قراءۃ ہے جو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھتے ہوئے سنی تھی فلہذا اختلاف قراءۃ کو بھول پر محمول کرنا سخت ترین غلطی ہے حضرت ابو الدرداءؓ کی قراءۃ بھی یہی ہے (صحیح بخاری کے متعدد صفحات میں اس کا ذکر ہے دیکھئے نور الصباح حصہ اول ص ۱۴۱) و مسند احمد ص ۴۴۹ ج ۶ و ص ۴۵۱ و ترمذی ص ۱۲۲ ج ۲ ابواب القراءات) حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی بھی یہی قراءۃ تھی (تفسیر در منثور ص ۳۵۸ ج ۶) حضرت علیؓ کی بھی یہی قراءۃ تھی (الجوہر النقی مع البیہقی ص ۸۲ ج ۲) فلہذا یہ قراءۃ متعدد صحابہ کرام سے مروی ہے اس پر اعتراض کرنا سخت جرم ہے۔

قَالَ مُجَاهِدٌ لَوْ كُنْتُ قَرَأْتُ قِرَاءَةَ ابْنِ مَسْعُودٍ لَمْ أَحْتَجْ أَنْ أَسْأَلَ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ كَثِيرٍ مِنَ الْقُرْآنِ مِمَّا سَأَلْتُ۔ (ترمذی ص ۱۲۴ ج ۲)

حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں اگر میں نے قرآن مجید حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءۃ پر پڑھا ہوتا تو بہت سی باتیں جو میں نے ابن عباسؓ سے پوچھی تھیں قرآن کی تفسیر کے بارے میں تو ان کے پوچھنے کی ضرورت ہی نہ پڑتی۔

حضرت عمرؓ نے ہشام بن حکیم بن حزام سے سورۃ الفرقان کی قراءۃ سنی تو اس کی قراءۃ حضرت عمرؓ کی قراءۃ سے مختلف تھی جو حضرت عمرؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی تو حضرت عمرؓ نے اس کو کہا تجھے یہ سورۃ کس نے پڑھائی ہے انہوں نے کہا مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھائی ہے حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کو کہا تو غلط کہتا ہے مجھے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سورۃ پڑھائی ہے حضرت عمرؓ فرماتے ہیں میں اس کو کھینچتا ہوا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت

میں لایا اور واقعہ عرض کیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمرؓ اس کو چھوڑ دو اور فرمایا پڑھ اے ہشامؓ جب اس نے پڑھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسی طرح نازل ہوئی ہے پھر حضرت عمرؓ کو فرمایا پڑھ انہوں نے بھی پڑھی تو آپ نے فرمایا اسی طرح نازل ہوئی ہے اور یہ قرآن سات قرائتوں پر نازل ہوا ہے پڑھو جو اس میں سے آسان ہو (رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث صحیح ص ۱۲۲ ج ۲) فلہذا یہ معترض بے عقل ہے اور اس کی اندھی تقلید کرنے والا تو زبدۃ الحمقاء ہے۔

باقی رہا حضرت حکیم صاحب کا رفع یدین کی روایات کو متواتر کہنا تو یہ خوش فہمی پر مبنی ہے الحمد للہ حضرت حکیم صاحب کے خط کے جواب سے ہم فارغ ہو گئے ہیں آخر میں ہم معترض صاحب اور اس کے اندھے مقلد کی عربی دانی کی ایک جھلک پیش کرتے ہیں حضرت ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں۔

اِنَّمَا تُرْفَعُ عِنْدَ اِفْتِتَاحِ الصَّلٰوۃِ (بیہقی ص ۸۱ ج ۲) رفع یدین صرف ابتداء نماز میں ثابت ہے اس کے علاوہ ثابت نہیں (کیونکہ ابن مسعودؓ نے جو ہر وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہتے تھے صرف ابتداء نماز میں رفع الیدین نقل کیا ہے) اس کے جواب میں ابوبکر الفقیہ کہتا ہے ہذہ علۃ لا تسوی سماعہا (بیہقی ص ۸۱ ج ۲) یہ ایسی جرح جس کا سننا برابر نہیں۔ علامہ ماردینیؒ فرماتے ہیں قولہ لا تسوی لفظۃ عامیۃ والصواب ان یقال لا تساوی (الجوہر النقی ص ۸۱ ج ۲) ابوبکر الفقیہ کا لا تسوی کا لفظ بولنا جاہل عوام کے اغلاط میں سے ہے صحیح لفظ لغت عرب کے لحاظ سے تساوی ہے۔ پھر آگے ابوبکر الفقیہ کی وہ عبارت ہے جس میں ابن مسعودؓ پر جھوٹے الزامات ہیں الزام علا والی عبارت بھی درست نہیں اس پر بھی علامہ ماردینیؒ نے گرفت کی ہے دیکھئے (الجوہر مع البیہقی ص ۸۲ ج ۲) اب اس غالی مقلد کے اندھے مقلد کی عربی دانی ملاحظہ ہو۔

حضرت حکیم صاحب نے اپنے مراسلہ کی ابتداء میں لکھا ہے (جس کو قارئین حضرات پڑھ چکے ہیں) مشکوۃ شریف مترجم دو اداروں نے شائع کی ہے (۱) انجمن اہلحدیث سیٹلائیٹ ٹاؤن بمعہ آفادات مولانا محمد سلیمان کیلانی شائع کی ہے الخ بمعہ آفادات کے الفاظ حضرت حکیم صاحب کی جہالت کی واضح دلیل ہیں۔ بمعہ کا لفظ بھی غلط ہے صحیح مَعَ کا لفظ ہے پھر اِفَادَۃٌ کی جمع اِفَادَاتٌ آتی ہے لیکن یہ جاہل آفادات لکھ رہا ہے حضرت حکیم صاحب کا اصل مراسلہ ان کی قلم مبارک سے لکھا ہوا راقم الحروف کے پاس موجود ہے ہر شخص دیکھ سکتا ہے۔ یہ تو حضرت حکیم صاحب کے مراسلہ میں کمالات پوشیدہ تھے جن کو قارئین کی خدمت میں پیش کیا گیا ہے۔ اب حضرت حکیم صاحب کی کتاب مبارک شمس الضحیٰ میں پوشیدہ کمالات کو ظاہر کیا جائے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

حافظ محمد حبیب اللہ ڈیروی عفی عنہ

۲۸ جمادی الاخری ۱۴۱۰ھ / ۲۶ جنوری ۱۹۹۰ء

شمس العلیٰ فی جواب شمس الضحیٰ

قارئین کرام۔ حضرت حکیم محمود صاحب بن مولانا محمد اسمٰعیل مرحوم آف گوجرانوالہ نے ہماری کتاب نور الصباح فی ترک رفع الیدین بعد الافتتاح کے جواب میں ایک کتاب لکھی ہے جو ۱۲۵ صفحات پر مشتمل ہے اس کا نام ہے "شمس الضحیٰ بجواب نور الصباح فی اثبات رفع الیدین بعد الافتتاح"۔ کتاب کے نام سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب ہماری کتاب نور الصباح کے جواب میں نہیں۔ کیونکہ ہماری کتاب تو ترک رفع الیدین بعد الافتتاح میں لکھی گئی ہے جیسا کہ نام سے معلوم ہو رہا ہے فلہذا حضرت حکیم صاحب نے رفع یدین کی تردید کر کے ہماری کتاب نور الصباح کی تائید فرمادی ہے۔ الحمد للہ لیکن شمس الضحیٰ کے پڑھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب رفع الیدین کے اثبات کے لیے لکھی گئی ہے۔ پس اس سے معلوم ہوا حضرت حکیم صاحب جہالت کی بنا پر نام درست نہیں رکھ سکے۔ صحیح نام ہم حضرت حکیم صاحب کو بتاتے ہیں سنیئے "شمس الضحیٰ فی اثبات رفع الیدین بعد الافتتاح بجواب نور الصباح فی ترک رفع الیدین بعد الافتتاح"۔ اس طرح نام تو لمبا ہو جائے گا لیکن بے وقوفی اور جہالت کا داغ کم از کم کتاب کے نام سے تو مٹ جائے گا۔ قارئین کرام نے ابھی سے اندازہ لگا لیا ہو گا کہ جس بیچارے کو کتاب کا نام رکھنا ہی درست طریقہ پر نہیں آسکا۔ وہ نور الصباح جیسی ٹھوس علمی کتاب کا کیا جواب دے سکتا ہے۔

گناہ بے لذّت

حضرت حکیم صاحب نے کتاب شمس الضحیٰ گناہ بے لذت کے طور پر لکھی ہے۔ یعنی گناہ وجرم کا کام بھی کیا ہے لیکن لذت بھی نہیں آئی اگرچہ حضرت حکیم صاحب

زنا کر لیتے تو گناہ بالذت ہوتا چنانچہ حضرت حکیم صاحب لکھتے ہیں یہ لوگ مجبور کر دیتے ہیں کہ ان کا جواب دیا جائے۔ لہٰذا مجبوراً یہ گناہ بے لذت کا ارتکاب کر رہا ہوں۔ ورنہ ایسے موضوعات میں میرے لیے کوئی دلچسپی نہیں (شمس الضحیٰ ص ۲) ایک جہالت تو قارئین کرام نے ملاحظہ کر لی ہے باقی چند جہالات بھی ملاحظہ ہوں۔

چند جہالات

جہالت نمبرا

حضرت حکیم صاحب مولانا عبد الحی لکھنوی مرحوم کے حاشیہ موطا محمد ص ۸۹ سے نقل کرتے ہیں اور اس کے منسوخ ہونے کا دعوٰی جو طحاوی (حنفی) نے کیا ہے یہ اس کی غلط فہمی ہے اس لیے علامہ ابن ہمام (حنفی) اور علامہ عینی (حنفی) وغیرہ نے کہا ہے کہ دعوی نسخ بلا دلیل ہے اور اس سے تسلی نہیں ہو سکتی (شمس الضحیٰ ص ۱۱ صفحہ ۱۸)

الجواب

علامہ ابن ہمام و علامہ عینی بھی نسخ رفع الیدین کے قائل ہیں لیکن حضرت حکیم صاحب نے مولانا خالد صاحب گھرجاکھی کا رسالہ جزء رفع الیدین اردو والا دیکھا ہے بس اس پر اعتماد کرتے ہوئے اندھی تقلید کا ارتکاب کیا ہے۔ خالد صاحب مولانا لکھنوی مرحوم کی اس حاشیہ موطا محمد والی عبارت کا ترجمہ یوں کرتے ہیں" اور رفع الیدین کے منسوخ ہونے کا دعوٰی جو طحاوی نے کیا ہے یہ ان کی غلط فہمی ہے اسی لیے علامہ ابن ہمام اور علامہ عینی وغیرھم ہمارے حنفیہ میں سے تسلی بخش دلائل نہ ہونے کی وجہ سے طحاوی کا ساتھ نہیں دے سکے اور سنیت کے قائل ہیں (جزء، خالد ص ۹ تا ص ۱۰ طبع اول) راقم الحروف نے عبد الرشید

صاحب انصاری کے ذریعہ خالد صاحب کو تحریر بھیجی تھی جس کا خالد صاحب جواب نہیں دے سکے اور نہ اپنی کتاب میں انہوں نے اس کی اصلاح کی ہے چنانچہ جزء رفع الیدین طبع دوم کے صـ۱۲ تا صـ۱۴ میں یوں ہی غلط ترجمہ منقول ہے۔ وہ تحریر جو ہم نے بھیجی تھی ملاحظہ ہو۔ محترم عبدالرشید صاحب اب راقم الحروف علامہ لکھنویؒ کی اس عربی کا ترجمہ مولانا عبداللہ روپڑی صاحب (غیر مقلد) سے نقل کرتا ہے ملاحظہ ہو۔ اور اس کے منسوخ ہونے کا دعویٰ کرنا جیسا کہ طحاوی ابن الہمام اور عینی وغیرہ نے بعض صحابہ کے ترک کرنے کی وجہ سے ان پر حسن ظن رکھتے ہوئے کیا ہے یہ دعویٰ مدلل نہیں جس سے طالب حق کی تشفی ہو اور پیاسے کی پیاس بجھے (رفع یدین اور آمین صـ۵۲) مولانا روپڑی کا ترجمہ صحیح ہے اور اس کے اندر صراحت ہے کہ علامہ ابن ہمامؒ و علامہ عینیؒ بھی نسخ رفع یدین میں امام طحاویؒ کے ساتھ متفق ہیں اور انہوں نے نسخ رفع یدین کا قول۔ بعض صحابہؓ کے ترک کرنے کی وجہ سے ان پر حسن ظن رکھتے ہوئے کیا ہے مگر ان خط کشیدہ الفاظ کا ترجمہ خالد صاحب نے ذکر نہیں فرمایا۔ مولانا روپڑی صاحب لکھتے ہیں۔ ابن الہمام کی غلطی۔ سنیئے فتح القدیر جلد اول صـ۲۱۹ میں لکھتے ہیں کہ رفع یدین نہ کرنا سکون ہے جو نماز میں مطلوب ہے کیونکہ اس میں خشوع ہے اور رفع یدین کرنا بے حرکت ہے جو خشوع کے منافی ہے اس لئے یہ منسوخ ہونا چاہیے (رفع یدین اور آمین صـ۱۱۲) مگر محترم خالد صاحب لکھتے ہیں۔ طحاوی کا ساتھ نہیں دے سکے اور سنیت کے قائل ہیں۔ ماشاء اللہ ایسے علامہ سے اگر غیر مقلدین حضرات متفق ہو کر چند ایام دلائل پڑھیں اور سیکھیں تو ان کے علم میں بہت اضافہ ہوگا۔ یہ وہ تحریر ہے جو راقم نے انصاری صاحب کے ذریعے خالد صاحب کو تحریر کر کے بھیجی تھی مگر خالد صاحب نہ تو اس تحریر کا جواب دے سکے اور نہ جزء رفع الیدین

طبع دوم میں اس کی اصلاح کی۔ حضرت حکیم صاحب جہالت کی بناء پر خالد صاحب کے اندھے مقلد بن گئے (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ)

راقم الحروف نے مختصر الفاظ میں اس بات کا ذکر نور الصباح طبع دوم حصہ اول کے مقدمہ صـ۲۷ میں یوں کیا ہے

(۵) خالد صاحب نے جزء رفع یدین صـ۹ میں ابن ہمامؒ و علامہ عینیؒ کو امام طحاویؒ کے مسلک کا مخالف لکھا ہے راقم الحروف نے اس پر گرفت کی کہ وہ مخالف نہیں بلکہ موافق ہیں۔ اس کا بھی خالد صاحب کوئی جواب نہ دے سکے معلوم ہوتا ہے حضرت حکیم صاحب کو نور الصباح بھی سمجھ نہیں آتی ورنہ اس جہالت کا وہ ہرگز شکار نہ ہوتے۔ حضرت خالد صاحب اور حضرت حکیم صاحب مولانا سلفی مرحوم سے فیض یافتہ ہیں اس لیے وہ اپنے مسلک کی زبردست خدمت کر رہے ہیں۔

جہالت نمبر۲

حضرت حکیم صاحب لکھتے ہیں اور محمد بن ابی لیلیٰ محدثین کے نزدیک ابی لیلیٰ سے زیادہ ضعیف ہے (شمس صـ۹۰)

الجواب

ابو لیلیٰ رضی اللہ عنہ صحابی ہے کسی محدث نے بھی اس صحابیؓ کو ضعیف قرار نہیں دیا اور نہ کوئی صحابی عند المحدثین ضعیف شمار کیا جاتا ہے کیونکہ صحابہؓ سب عادل و ثقہ ہیں اور محمد بن ابی لیلیٰ یہ اس صحابیؓ کا پوتا ہے حضرت حکیم صاحب نے عربی عبارت بھی غلط نقل کی ہے اور اس کا ترجمہ بھی غلط نقل کیا ہے یہ ان کی علمیت کا نذرانہ ہے۔

جہالت نمبر۳

حضرت حکیم صاحب لکھتے ہیں اور ابی لیلیٰ کا حافظہ خراب ہے اور ابن ابی زیاد

حافظ نہیں (نصب الرایہ ص۴۰۲) شمس الضحیٰ ص۹ "

الجواب

ابو یعلیٰ صحابی ہے اس کا حافظہ خراب نہیں ہے حضرت حکیم صاحب نے عربی عبارت بھی غلط نقل کی ہے اور ترجمہ بھی اس لیے غلط ہوگیا ہے یہ حضرت صاحب کی سب جہالت کے کرشمے ہیں۔

جہالت نمبر ۴

حضرت حکیم صاحب لکھتے ہیں۔ محمد معین سندھی ابوالحسن سندھی شیخ نیموی رفع یدین کو راجح سمجھتے تھے (شمس الضحیٰ ص۵۸)

الجواب

ابوالحسن سندھی نیمویؒ کا شیخ نہیں ہے اور ان دونوں حضرات کا زمانہ بھی ایک نہیں، محمد معین سندھی رافضی ہے اور ابوالحسن سندھی کو مولانا سید بدیع الدین شاہ سندھی نے تنقید سدید میں غیر مقلد لکھا ہے المفاتیح ص۲۷۳ ج۲ میں مولانا عبدالحی لکھنویؒ کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ نیمویؒ کے شیخ تھے۔

جہالت نمبر ۵

حضرت صاحب لکھتے ہیں "قرآن فرماتا ہے وختم علی سمعہ وقلبہ وجعل علی بصرہ غشاوۃ ایسا عالم علم کے باوجود گمراہ ہے اس کی سماعت اور بصارت پر اللہ تعالیٰ پردہ ڈال دیتا ہے الخ (شمس الضحیٰ ص۵) قرآن پاک کی اس آیت کا ترجمہ حضرت حکیم صاحب نے غلط کر دیا ہے جو تحریف ہے صحیح ترجمہ ملاحظہ ہو۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس کے کان اور دل پر مہر لگا دی ہے اور اس کی آنکھ پر پردہ ڈال دیا ہے حضرت حکیم صاحب کو چاہیے کہ قرآن مجید کے تراجم لکھے ہوئے موجود ہیں وہاں سے ترجمہ دیکھ کر لکھا کریں۔ یہ آیت کا ٹکڑا پ۲۵ سورۃ الجاثیہ آیت ۲۳ کے تحت ملاحظہ کیا جاسکتا ہے

جہالت نمبر ۶

حضرت حکیم صاحب نے پچاس صحابہؓ کی فہرست بنائی ہے جن سے حکیم صاحب کے خیال کے مطابق رفع یدین منقول ہے ۴۸ پر قتادہ کا حوالہ دیا ہے عبدالرزاق سے دیکھئے شمس الضحیٰ ص۷۱۔

الجواب

یہ قتادہؒ تابعی ہے صحابی نہیں حضرت حکیم صاحب جہالت کی مرض میں گرفتار ہیں جو لاعلاج نظر آتی ہے کیونکہ خود حضرت حکیم صاحب حقیقت پسندی کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں "مثال نمبر۲ عبدالرشید نے قتادہ اور سلیمان بن یسار کو صحابی بنا دیا راقم الحروف (حافظ حبیب اللہ ڈیروی) نے تنبیہ کی تو طبع دوم میں دونوں نام کاٹ دیئے (شمس الضحیٰ ص۹۸) اب حضرت حکیم صاحب عبدالرشید انصاری کی تعریف کر رہا ہے کہ وہ حقیقت کو مان لیتا ہے اس لیے اس نے پچاس صحابہؓ کی فہرست سے ان دونوں کا نام کاٹ دیا ہے لیکن حکیم صاحب خود قتادہ تابعی کو پچاس صحابہؓ کی فہرست میں شامل کر رہے ہیں معلوم ہوا حضرت حکیم صاحب حقیقت کو پسند نہیں کرتے بلکہ جھوٹ کو پسند کرتے ہیں (لاحول ولا قوۃ الا باللہ) حضرت حکیم صاحب نے حضرت خالد صاحب کی اندھی تقلید کی ہے کیونکہ وہ جزء رفع یدین ص۶ طبع دوم میں یہی بات لکھتے ہیں۔

عبدالرشید انصاری بے چارے کو دھوکہ لگا تھا مولانا نور حسین صاحب والد محترم خالد صاحب گھرجاکھی کے رسالہ قرۃ العینین ص۵۲ و ص۵۳ سے جہاں انہوں نے پچاس صحابہؓ کی فہرست بنائی ہے یہ کارنامہ حضرت مولانا نور حسین صاحب کا ہے جن کی وفات ۱۹۵۱ء میں ہوئی اب خالد صاحب نے اس رسالہ میں مزید اضافہ کیا ہے اور حسن بصریؒ کا اضافہ بھی کیا ہے بڑے میاں تو بڑے میاں چھوٹے میاں سبحان اللہ (دیکھئے قرۃ العینین ص۵۲)

جہالت نمبر ۷

حضرت حکیم صاحب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو بھی پچاس صحابہؓ رفع یدین عند الرکوع کرنے والوں میں شمار کرتے ہیں دیکھئے (شمس الضحیٰ ص ۱۷ بحوالہ طبرانی)

الجواب

راقم الحروف نے نور الصباح طبع دوم کے مقدمہ ص ۲۲ و ص ۲۳ میں اس کی تردید کر دی ہے اور مولانا خالد نے جو اس میں خیانتوں کا ارتکاب کیا ہے اس کو بھی ظاہر کیا ہے یہ روایت جھوٹی و من گھڑت ہے اور اس کی سند میں خصیب بن جحدر ایک راوی واقع ہے جو بہت بڑا جھوٹا تھا عبد الرشید نے الرسائل طبع دوم میں اس کو کاٹ دیا ہے۔ مگر حضرت حکیم صاحب کا اس راوی کے جھوٹ پر ایمان ہے لیکن سچ اور حق بات کو ماننے کے لیے وہ قطعاً تیار نہیں اور نہ مولانا خالد صاحب حق کو مانتے ہیں آخر یہ مولانا سلفی مرحوم کے فیض یافتہ ہیں ان کو حق کون منوا سکتا ہے محدثین کرام فرماتے ہیں یہ روایت جھوٹی و من گھڑت ہے یہ کہتے ہیں سچی ہے ہمارا اس پر ایمان (نعوذ باللہ من ذالک)

جہالت نمبر ۸

حضرت حکیم صاحب، حکم بن عمیر کو پچاس صحابہؓ میں مسند احمد کے حوالہ سے نمبر ۴۴ پر ذکر کرتے ہیں (دیکھئے شمس الضحیٰ ص ۱۷)

الجواب

حکمؓ بن عمیر سے رفع یدین عند الرکوع مروی ہی نہیں اور نہ مسند احمد میں اس کا ذکر ہے دراصل علامہ سیوطیؒ سے یہ لغزش ہوئی ہے جس کو مبارکپوری غیر مقلد تحفۃ الاحوذی میں اور مولانا لکھنوی التعلیق الممجد میں اور دیگر غیر مقلدین حضرات یہ حوالہ بلا تحقیق نقل کر دیتے ہیں مسند احمد میں یہ حوالہ قطعاً موجود نہیں حکمؓ بن عمیر سے ضعیف سند کے ساتھ

رفع یدین صرف تکبیرہ تحریمہ کے وقت مروی ہے چونکہ مولانا خالد صاحب نے جزء رفع یدین ص ۶ و ص ۱۹۷ میں اس کا حوالہ دیا ہے اس لئے حضرت حکیم صاحب نے اندھی تقلید کرتے ہوئے اسے لکھ مارا (لا حول ولا قوۃ الا باللہ)

جہالت نمبر ۹

حضرت ام درداءؓ کو حضرت حکیم صاحب نے رفع یدین عند الرکوع کے پچاس صحابہؓ میں ساتویں نمبر پر شمار کیا ہے دیکھئے شمس الضحیٰ ص ۶۹)

الجواب

یہ ام الدرداءؒ تابعیہ ہیں صحابیہ نہیں ہیں جزء رفع یدین جو امام بخاریؒ کی طرف منسوب ہے اس میں اس کو صحابیہ بنایا گیا ہے جزء رفع یدین کا روایت کرنے والا اور امام بخاریؒ کی طرف منسوب کرنے والا امام بخاریؒ کا ایک شاگرد ہے جس کا نام محمود بن اسحٰق الخزاعی ہے جو مجہول ہے فلہذا امام بخاریؒ اس سے بری الذمہ ہیں۔ راقم الحروف نے ام الدرداءؒ کے بارے میں بحث نور الصباح طبع دوم کے مقدمہ ص ۲۲ تا ص ۲۴ میں کر دی ہے مگر حضرت حکیم صاحب نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا بلکہ خالد صاحب کی اندھی تقلید کر کے اس کو پچاس صحابہؓ میں شمار کر دیا۔ علمیات کا جواب حکیم محمود صاحب کے بس کا نہیں حضرت حکیم صاحب تو اس شعر کا مصداق ہیں۔

؎ کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا
بھان متی نے کنبہ جوڑا

مزید ایک حوالہ عرض کرتا ہوں عبد ربہ بن سلیمن جس ام الدرداء سے روایت کرتے ہیں علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں وَهِيَ أُمُّ الدَّرْدَاءِ الصُّغْرَى (سیر اعلام النبلاء ص ۲۷۹ ج ۴) اور یہ ام الدرداءؒ صغریٰ ہیں یعنی صحابیہ نہیں ہے۔

جہالت نمبر ۱۰

حضرت حکیم صاحب حضرت عائشہؓ کو پچاس صحابہؓ میں شمار کرتے ہیں جو رفع یدین عند الرکوع کرتے تھے دیکھئے (شمس الضحیٰ صفحہ ۷۹ ص۵)

الجواب

حضرت عائشہؓ سے رفع یدین عند الرکوع کی کوئی روایت حدیث کی کتابوں میں نہیں ملتی تسہیل القاری وحید الزمان رافضی غیر مقلد کی ہے جس کا حوالہ حضرت حکیم صاحب نے دیا ہے جس کا کوئی اعتبار نہیں حضرت حکیم صاحب میں برائے نام بھی غیرت موجود ہو تو اس کی سند پیش کرے۔ البتہ حضرت عائشہؓ سے رفع یدین عند الافتتاح مروی ہے جس کا ذکر ہو چکا ہے۔

جہالت نمبر ۱۱

حضرت حکیم صاحب نے حضرت عقبہؓ بن عامر کو پچاس صحابہؓ میں شمار کیا ہے جو رفع یدین عند الرکوع کرتے ہیں دیکھئے (شمس الضحیٰ صفحہ بحوالہ جزء رفع یدین سبکی ص۱۲)

الجواب

حضرت عقبہؓ بن عامر سے رفع یدین رکوع کے وقت مروی نہیں ہوا راقم الحروف نے نور الصباح طبع دوم کے مقدمہ ص۱۲ تا ص۱۴ میں اس پر سیر حاصل بحث کی ہے اور ثابت کیا ہے حضرت عقبہؓ سے سند ضعیف کے ساتھ صرف عند الافتتاح رفع الیدین مروی ہوا ہے عند الرکوع رفع یدین مروی نہیں ہوا جزء سبکی میں کوئی سند بیان نہیں کی گئی بے سند باتوں پر غیر مقلدین حضرات اندھی تقلید کرتے ہیں علمی طور پر کام کرنے والا مولانا سلفی مرحوم کی شاگردوں میں سے کوئی شاگرد پیدا نہیں ہوا۔ اب شمس الضحیٰ میں پہلے ہماری بات کا جواب لکھا جاتا پھر حضرت عقبہؓ بن عامر سے رفع یدین عند الرکوع بیان کیا جاتا اور وہ بھی سند کے ساتھ مگر علمی بات کی حضرت حکیم محمود میں ہمت کہاں ہے

البتہ بد زبانی کرنے میں انہیں پوری مہارت حاصل ہے۔

جہالت نمبر ۱۲

حضرت ابو مسعود انصاریؓ کو بھی رفع یدین عند الرکوع کے پچاس صحابہؓ میں شمار کیا گیا ہے (دیکھئے شمس الضحیٰ صفحہ ۷۶ بحوالہ جزء سبکی ص۱۲)

الجواب

حضرت ابو مسعود انصاریؓ کی روایت رفع یدین عند الافتتاح مروی ہے جس کا ذکر نور الصباح ص۲۱ میں موجود ہے باقی رفع یدین عند الرکوع کی کوئی روایت ان سے مروی نہیں ہے اگر مروی ہو تو سند بیان فرمایئے۔ مگر سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ اس کی مسند موجود ہو۔ جزء سبکی بے سند رسالہ ہے بے سند باتوں کی تقلید غیر مقلد ہی کر سکتے ہیں کیونکہ ان کی قسمت میں ہی اندھی تقلید لکھی ہوئی ہے۔ اندھی تقلید جہالت کا دوسرا نام ہے۔

جہالت نمبر ۱۳

حضرت حکیم صاحب نے حضرت ابو عبیدہؓ بن جراح کو بھی رفع یدین عند الرکوع کے راویوں میں شمار کیا ہے (شمس الضحیٰ ص۷۹ جزء سبکی ص۱۲)

الجواب

یہ بھی بے سند بات ہے اس کی سند پیش نہیں کی جا سکتی بے سند بات پر البتہ اندھی تقلید ہو سکتی ہے اور اسی طرح سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکہ تو دیا جا سکتا ہے لیکن اہل علم کو دھوکہ نہیں دیا جا سکتا۔

جہالت نمبر ۱۴

حضرت ابی بن کعب کو بھی جزء سبکی ص۱۴ کے حوالہ سے رفع یدین عند الرکوع کے راویوں میں شمار کیا گیا ہے (شمس الضحیٰ ص۷۹)

الجواب

جزء سبکی کا صفحہ ۱۴۰ نہیں صفحہ ۱۳۰ ہے لیکن بے سند ہے اس کی سند دستیاب نہیں بے سند باتوں پر جاہل تو یقین کر سکتے ہیں مگر اہل علم یقین نہیں کر سکتے۔

جہالت نمبر ۱۵

حضرت ابودرداءؓ کو بھی پچاس صحابہؓ میں شمار کیا گیا ہے دیکھیے شمس الضحیٰ صفحہ ۶۹ بحوالہ ابن حزم صفحہ ۲۸۲۔

الجواب

علامہ ابن حزمؒ نے اس کی سند بیان نہیں فرمائی فلہذا یہ بے سند بات ہے محلّی ابن حزم میں ایک روایت آتی ہے کہ حضرت انسؓ فرماتے ہیں تین چیزیں انبیاء علیہم السلام کے اخلاق و عادات میں سے ہیں۔

(۱) افطار روزہ میں تعجیل کرنا

(۲) سحری کھانے میں تاخیر کرنا۔

(۳) نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنا تحت السرۃ (ناف کے نیچے) صاحب مرعاۃ المفاتیح (صفحہ ۲۲۲ میں) فرماتے ہیں:

وَمَا نَعْلَمُ سَنَدَهُ لَا يَصْلُحُ	اور جب تک اس کی سند معلوم
لِلْاِحْتِجَاجِ وَلَا لِلْاِسْتِشْهَادِ	نہ ہو یہ روایت نہ توجہ کے
وَلَا لِلْاِعْتِبَارِ	قابل ہے نہ استشہاد کے قابل
	ہے نہ اعتبار کے قابل ہے۔

فلہذا محترم حضرت حکیم صاحب جب تک آپ اس کی سند پیش نہیں کریں گے صرف نام لینا کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا بے سند بات پر یقین کرنا اندھی تقلید ہے جس کا دوسرا نام جہالت ہے اللہ تعالیٰ جاہلوں کے شر سے بچائے (آمین)۔

نوٹ: بزرگان دین نے اگر کوئی بات بے سند پیش کی ہے تو وہ قابل عمل نہیں۔ اگر کوئی بے سند بات پر یقین کرتا ہے تو وہ غلطی میں مبتلاء ہے۔

غیر مقلد اصطلاح میں اس شخص کو کہا جاتا ہے جو ائمہ اربعہ میں سے کسی کی تقلید نہ کرے۔ پھر اس کی مرضی ہے کہ ہر بے سند بات کی تقلید کرے جھوٹی بات پر ایمان لائے اس لئے رافضی بھی غیر مقلد ہو سکتا ہے اور ہر بے دین غیر مقلد شمار ہو سکتا ہے اس کے لیے تحریک آزادی فکر مولانا سلفی مرحوم صفحہ ۱۸۸ تا صفحہ ۱۹۰ ملاحظہ ہو۔

جہالت نمبر ۱۶

حضرت حکیم صاحب نے حضرت سلمان فارسیؓ کو بھی پچاس صحابہ رفع یدین عند الرکوع کرنے والوں میں ۸ میں ذکر کیا ہے دیکھیے (شمس الضحیٰ صفحہ ۶۹)

الجواب

حضرت سلمان فارسیؓ سے رفع یدین عند الرکوع روایت کی کوئی سند مروی نہیں نہ سچی سند موجود ہے نہ جھوٹی سند موجود ہے ایسی بات پر غیر مقلد یقین کر سکتے ہیں لیکن اہل علم اس کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ فلہذا بات کو مختصر کرنے کے لیے ان صحابہ کرامؓ کا نام ذکر کیا جاتا ہے جن سے غیر مقلدین حضرات رفع یدین عند الرکوع ذکر کرتے ہیں حالانکہ ان سے کسی صحیح سند سے تو کجا کسی ضعیف سند سے بھی رفع یدین مروی نہیں ہوا۔ (۱) حضرت عثمانؓ (۲) حضرت زبیرؓ (۳) حضرت زیاد بن حارث (۴) حضرت عمار بن یاسرؓ (۵) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص (۶) حضرت صدی بن عجلان ابوامامۃ الباہلیؓ (۷) حضرت زید بن ثابتؓ (۸) حضرت سعیدؓ من العشرۃ المبشرہؓ (۹) حضرت سعد بن ابی وقاص (۱۰) حضرت حسن بن علیؓ (۱۱) حضرت حسین بن علیؓ (۱۲) حضرت بریدہؓ (۱۳) حضرت عبداللہ بن جابر البیاضیؓ (۱۴) حضرت عمران بن حصینؓ (۱۵) حضرت عبدالرحمن بن [illegible] (۱۶) حضرت طلحہؓ (۱۷) حضرت حکم بن عمیر

(۱۸) حضرت عائشہؓ (۱۹) حضرت ام الدرداء صحابیہؓ (۲۰) حضرت ابوالدرداءؓ (۲۱) حضرت سلمان فارسی (۲۲) حضرت قتادہ صحابیؓ (۲۳) حضرت عقبہؓ بن عامر (۲۴) حضرت ابومسعود انصاریؓ (۲۵) حضرت ابوعبیدہ بن الجراح (۲۶) حضرت ابی بن کعب۔

ان حضرات سے رفع یدین عندالرکوع کی کوئی سند بھی موجود نہیں ہے بغیر سند کے ان حضرات کا ویسے نام ہی ذکر کردیا گیا ہے۔ پچاس صحابہؓ میں سے نصف سے زائد حضرات کی طرف رفع یدین عندالرکوع کی بغیر سند کے نسبت کردی گئی ہے (۲۷) حضرت معاذؓ کی روایت طبرانی صغیر ج۲ والی جھوٹی دس کثرت ہے جیساکہ گذرچکا ہے (۲۸) فلتانؓ (بحوالہ ابونعیم) (شمس الضحیٰ ص۷) وجزء رفع الیدین خالد صاحب ص۶ و ص۲۰۱

الجواب

حضرت فلتانؓ کی روایت میں رفع یدین عندالرکوع کا کوئی ذکر نہیں ہے چنانچہ مولانا خالد گھرجاکھی صاحب اس روایت کا ترجمہ یوں کرتے ہیں حضرت فلتان آنحضرت کے پاس آئے تو آپ مع صحابہ کرام نماز پڑھ رہے تھے اور سردی کی وجہ سے ان پر چادریں اور برانڈیاں تھیں اور ان میں ہی رفع الیدین کر رہے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ رفع الیدین عندالافتتاح تھا نیز سند کے لحاظ سے من گھڑت نظر آتی ہے اصل میں مولانا خالد صاحب کا تو کوئی خاص مطالعہ نہیں دراصل یہ بات انہوں نے مولانا سید بدیع الدین شاہ صاحب سندھی کے رسالہ جلاء العینین ص۲۲ سے نقل کی ہے لیکن اس کو ظاہر نہیں کیا۔ شاہ صاحب نے تاریخ اصبہان ج۲ ص۱۶۲ کے حوالہ سے اس روایت کو القاسم بن فورک الکنیری کے ترجمہ سے یوں نقل کیا ہے۔

حدثنا ابو محمد بن حيان ثنا القاسم بن فورك ثنا ابراهيم بن عبد الله الهروي ثنا شريك عن عاصم بن كليب عن ابيه عن خالد يعني الفلتان الخ۔

ابراہیم بن عبداللہ الہروی ۱۷۸ھ میں پیدا ہوا ہے اور ۲۴۴ھ میں اس کی وفات ہوئی ہے دیکھئے تہذیب التہذیب ج۱ ص۱۳۲ وتقریب ص۲۱ اور اس کے استاذ شریک بن عبداللہ النخعیؒ کی پیدائش ۹۰ھ میں ہوئی جب کہ وفات ۱۷۷ھ میں ہوئی یا ۱۷۸ھ دیکھئے تہذیب التہذیب ج۴ ص۲۳۵ تا ص۲۳۶ وتقریب ص۱۴۵ استاذ ۱۷۸ھ میں فوت ہوا شاگرد ایک سال بعد میں ۱۷۸ھ میں پیدا ہوا یا استاذ جس ۱۷۸ھ میں فوت ہوا اسی ۱۷۸ھ میں شاگرد پیدا ہوا تو عجیب بات اس سند میں یہ ہے کہ شاگرد ابراہیم الہروی کہتا ہے حدثنا شریک (مجھے یہ حدیث استاذ شریک نے بتائی) حالانکہ یہ جھوٹ ہے ابراہیم راوی جھوٹا نہیں تو معلوم ہوتا ہے نیچے جو راوی ہیں ان میں سے کسی نے یہ جھوٹ بولا ہے فلہذا سند منقطع تو یقیناً ہی ہے حضرت حکیم صاحب کی تسلی کے لیے تو اتنی بات ہی کافی تھی کہ اس روایت کی سند میں عاصم بن کلیب ہے اور حضرت حکیم صاحب کے نزدیک یہ راوی ضعیف ہے دیکھئے (شمس الضحیٰ ص۷ و ص۱۱۰ و ص۱۱۱) لیکن ہم یہ بات نہیں کہتے اس لیے کہ عاصم بن کلیب بلاشک وشبہ ثقہ اور سچا راوی ہے۔ (۲۹) ابانؓ کی روایت بحوالہ الاصابہ (شمس الضحیٰ ص۷ وجزء رفع الیدین خالد گھرجاکھی ص۱۸۰۔

الجواب

حضرت ابان المحاربیؓ کی روایت بھی تکبیرہ تحریمہ کے وقت رفع الیدین کے متعلق ہے چنانچہ منتخب کنز برمسند احمد ج۲ ص۱۷۶ میں ہے۔

عن ابان المحاربي ويقال	حضرت ابان المحاربیؓ سے روایت
له العبدي كنت في الوفد	ہے جن کو العبدی بھی کہا جاتا ہے
فرأيت بياض ابط	فرماتے ہیں کہ میں وفد میں
رسول الله صلى الله عليه وسلم	تھا تو میں نے رسول اللہ

حين رفع يديه ليستقبل بهما القبلة (ابن شاهين والونعيم في معرفة الصحابة والوبكر بن خلاد النصيبي في الجزء الثاني من فوائد ۲)	صلی اللہ علیہ وسلم کی بغل کی سفیدی دیکھی جس وقت آپؐ نے رفع یدین کیا تو ہاتھوں کو قبلہ کی طرف متوجہ کیا۔

اس روایت میں رفع یدین عند الرکوع کا اشارہ تک نہیں ہے پھر سند تو بالکل مذکور نہیں ہوئی کہ وہ کیسی ہے تاکہ دیکھ کر کوئی فیصلہ کیا جاتا۔ (۳۰) اعرابیؓ کی روایت بھی پیش کی جاتی ہے (شمس الضحیٰ ص۱۷ وجزء خالد ص۱۹۳)

الجواب

ابو نعیم کی روایت میں تو کوئی خاص وضاحت نہیں البتہ مسند احمد ص کی روایت میں اس کی وضاحت ہے کہ یہ رفع الیدین رکوع کے وقت تھا لیکن اس کی سند یوں ہے

حدثنا هاشم وبهز قالا حدثنا سليمان بن المغيرة عن حميد بن هلال حدثني من سمع الاعرابي الخ

اعرابیؓ کا شاگرد معلوم نہیں کہ کس نے اس سے روایت کیا ہے علامہ نور الدین ھیثمیؒ اس روایت کے ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَفِيهِ رَجُلٌ لَمْ يُسَمَّ (مجمع الزوائد ص ۱۰۱/ج۲) امام احمدؒ نے اس روایت کو ذکر کیا ہے لیکن اس میں راوی مجہول ہے جس کا نام بیان نہیں کیا گیا۔ حمید بن ہلالؒ راوی جو اس روایت کی سند میں ہے اس کے متعلق محمد بن سیرینؒ فرماتے ہیں کہ یہ ان چار شخصوں میں سے ہے جو ہر سنی ہوئی بات روایت کر دیتے ہیں اور اس کی جانچ و پڑتال نہیں کرتے (تہذیب التہذیب ص۵۱ ج۳) فلہٰذا سند کے لحاظ سے یہ روایت بھی سخت ضعیف ہے۔

(۳۱) براء بن عازبؓ سے بھی رفع یدین عند الرکوع کی روایت پیش کی جاتی ہے (شمس الضحیٰ ص۱۷) جزء خالد ص۱۹۴)

الجواب

حضرت براء بن عازبؓ سے کئی سندوں سے رفع یدین صرف عند الافتتاح مروی ہے اور بعض روایتوں میں افتتاح کے بعد والے رفع یدین کا ترک بھی مذکور ہے جو سندوں کے لحاظ سے بعض صحیح ہیں بعض حسن درجہ کی ہیں یہ روایت ان سب روایتوں کے مخالف ہونے کی وجہ سے شاذ اور سخت قسم کی ضعیف ہے جو کہ قابل التفات نہیں کیونکہ اس کی سند میں ابراہیم بن بشار الرمادی ہے جو سخت قسم کا مجروح ہے۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں يهم في الشئ بعد الشئ (تاریخ کبیر البخاری ص۲۷۷ قسم ا ج ا ص۲۹۰) ایک چیز میں بار بار بھول جاتا ہے علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں ليس بالمتقن وله مناكير (میزان ص ۱۳/ج۱) مضبوط نہیں اور اس سے اوپری روایتیں مروی ہیں نیز فرماتے ہیں قال النسائي وغيره ليس بالقوى (الکاشف ص۳۲) امام نسائیؒ وغیرہ نے کہا ہے کہ قوی نہیں ہے حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں حافظ له اوهام (تقریب ص۱۹) حافظ الحدیث ہے لیکن احادیث کے بیان کرنے میں غلطیاں کرتا ہے۔ ابن قیمؒ فرماتے ہیں وقال احمد يأتي عن سفيان بالطامات سفیان سے مصیبتیں روایت کرتا ہے (تہذیب ابن قیم ص۲۶۹/ج۱)

امام احمدؒ بن حنبل فرماتے ہیں جس سفیان بن عیینہ سے ابراہیم روایت کرتا ہے گویا کہ وہ سفیان بن عیینہ نہیں کوئی اور سفیان ہے کیونکہ یہ روایت کو بگاڑ دیتا ہے نیز فرمایا کہ یہ ہمارے ساتھ ابن عیینہؒ کی مجلس میں حاضر ہوتا تھا تو لوگوں کو بعض اوقات تو وہی حدیثیں لکھواتا تھا جو انہوں نے ابن عیینہؒ سے سنی ہوئی ہوتی تھیں اور بعض اوقات ایسی احادیث لکھواتا تھا جو انہوں نے ابن عیینہؒ سے نہ سنی ہوتی

نہیں گویا کہ یہ الفاظ میں خود تبدیلی کر دیتا تھا جو اصل حدیث میں نہ ہوتے تھے امام احمدؒ فرماتے ہیں میں نے اس ابراہیم کو کہا خدا تعالیٰ سے تُو نہیں ڈرتا افسوس ہے تجھ پر ان کو ایسی حدیثیں لکھواتا ہے جو انہوں نے سفیان سے کبھی سنی ہی نہیں۔ علامہ الحفاظ امام یحییٰ بن معینؒ فرماتے ہیں لیس بشئی (کچھ چیز نہیں) لم یکن یکتب عند سفیان وکان یملی علی الناس مالم یقلہ سفیان۔ سفیانؒ سے جو چیز نہیں لکھتا تھا وہی لوگوں کو سفیان کی طرف منسوب کر کے لکھوا دیتا حالانکہ سفیانؒ ہرگز وہ بات نہ کہتا تھا۔ امام نسائیؒ فرماتے ہیں لیس بالقوی (قوی نہیں ہے) ابن حبانؒ نے ابراہیم کی بہت تعریف کی ہے اور کہا مَنْ زَعَمَ اَنَّہٗ کَانَ یَنَامُ فِی مَجْلِسِ ابْنِ عُیَیْنَۃَ فَقَدْ صَدَقَ وَلَیْسَ ھٰذَا اِمَّا یُجْرَحُ مِثْلُہٗ فِی الْحَدِیْثِ (جس نے یہ گمان کیا کہ ابراہیم۔ سفیانؒ کی مجلس میں رہتی سبق پڑھنے کے وقت) سو جاتا تھا پس اس نے سچ کہا ہے لیکن یہ سو جانا حدیث میں جرح نہیں ہے) دیکھئے تہذیب التہذیب صفحہ ۱۹۱ تا صفحہ ۱۱۔

بعض حضرات نے ابراہیم کو ثقہ بھی قرار دیا ہے لیکن بار بار بھولنا اور سبق پڑھتے وقت سو جانا یہ ایسے عیب ہیں کہ جب بھی اس کی روایت دوسرے راویوں کے خلاف ہوگی تو قابل قبول نہ ہوگی۔ ابن حبانؒ نے گو یہ فرمایا ہے کہ سو جانا کوئی عیب نہیں کیونکہ ابراہیم نے سفیانؒ سے بار بار سنا ہے۔ لیکن یہ بات ابن حبانؒ کی درست نہیں کیونکہ سو جانا بھی تو بار بار ہوا ہے فلہٰذا ایسی نحوست کا مارا ہوا شخص حدیث کو کما حقہٗ صحیح یاد نہیں کر سکتا۔ چنانچہ محدث ابن صلاحؒ فرماتے ہیں:

الثالثۃ عشرۃ لاتقبل	تیرھویں قسم جرح کی یہ ہے کہ
روایۃ من عرف	متساہل آدمی کی روایت قبول
بالتساھل فی سماع الحدیث	نہ کی جائے جو حدیث سننے

او اسماعہ کمن لایبالی	وقت یا سنانے وقت پڑھائی
بالنوم فی مجلس السماع۔	کی مجلس میں سو جانے کی پرواہ
(مقدمہ ابن الصلاح صفحہ ۵)	نہ کرتا ہو۔

علامہ ھیثمیؒ فرماتے ہیں کثیر الوھم (مجمع الزوائد صفحہ ۲۳) یہ ابراہیم بہت بھولنے والا ہے۔ علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں ابن بشار ذو مناکیر (تلخیص مستدرک صفحہ ۱) ابراہیم بن بشار اوپری روایتوں والا ہے۔

محدث عبدالرزاقؒ اپنے استاذ سفیان سے یہ روایت ترک رفع الیدین میں بیان کرتے ہیں چنانچہ الفاظ اس طرح مذکور ہیں۔

قال مرۃ واحدۃ ثم	کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
لا یعود لرفعھما فی	وسلم ایک ہی مرتبہ رفع یدین
تلک الصلوٰۃ۔	کرتے تھے پھر اس نماز میں
(مصنف عبدالرزاق صفحہ ۲ ج ۲)	دوبارہ نہیں کرتے تھے۔

سند کے لحاظ سے یہ حدیث بالکل صحیح ہے۔

(۳۲) حضرت عمیر لیثیؓ سے بھی رفع یدین عند الرکوع کا ذکر کیا گیا ہے (شمس الضحیٰ صفحہ ۲ وجزء خالد صفحہ ۲۰ بروایت ابن ماجہ)

الجواب

اس کا جواب راقم الحروف نے نور الصباح حصہ اول صفحہ ۲۱۶ میں ذکر کیا ہے اس کا جواب تو ان بے چاروں سے نہ بن سکا بس آنکھیں بند کر کے اس کو ذکر کر دیا (لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم) حالانکہ اس میں صرف رکوع کے وقت رفع یدین کا ذکر نہیں بلکہ ہر تکبیر میں رفع یدین کا ذکر ہے جو غیر مقلدین کے مذہب کے خلاف ہے۔ البتہ خالد صاحب نے دھوکہ دینے کی ایک ناکام

کوشش کی ہے وہ اس روایت کا ترجمہ یوں تحریر کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (جہاں جہاں رفع الیدین کرتے) ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرتے نماز میں۔ امام بخاری نے انہیں جزء صـ۱۲ میں ان کا بھی شمار فرمایا ہے اور امام ترمذی نے فی الباب میں ذکر کیا ہے (جزء خالد صـ۲۰)

خالد صاحب نے بین القوسین (جہاں رفع الیدین کرتے) یہ الفاظ اپنی طرف سے گھسیڑے ہیں لیکن آگے حدیث کا ترجمہ ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرتے نماز میں یہ خالد صاحب کے خلاف ہے اس لیے غیر مقلدین حضرات نے اپنی کتابوں میں اس روایت کی تردید لکھی ہے لیکن حضرت حکیم صاحب اور خالد صاحب حق بات کو ماننے کے لیے ہرگز تیار نہیں ہیں۔ عبدالرشید انصاری اور اس کے معاونین الرسائل صـ۲۶۷ طبع اول میں لکھتے ہیں علامہ سندھی لکھتے ہیں کہ زوائد میں ہے کہ اس حدیث کی سند میں رفدہ بن قضاعہ ضعیف راوی ہے (نیز) عبداللہ نے اپنے باپ سے کچھ نہیں سنا۔ الغرض مصنف کی پیش کردہ روایت ضعیف ہے اور پیش کرنے کے قابل بھی نہیں۔ امام بخاریؒ کے جزء رفع یدین کا خالد صاحب نے حوالہ دیا ہے وہ بھی دھوکہ ہے کیونکہ یہ رسالہ ایک مجہول شخص امام بخاریؒ کے ذمہ لگاتا ہے جس کا نام محمود بن اسحٰق ہے جس کا تذکرہ بار بار ہو چکا ہے حالانکہ امام بخاریؒ اس روایت کے سند کے راویوں پر جرح کرتے ہیں۔ امام بخاری فرماتے ہیں۔

رفدۃ بن قضاعۃ الغسانی	رفدہ بن قضاعہ غسانی شامی
الشامی عن الاوزاعی فی	کی حضرت امام اوزاعیؒ سے
احادیثہ مناکیر۔	روایت کردہ احادیث میں
(ضعفاء صغیر للبخاری صـ۱۳	اوپری چیزیں پائی جاتی ہیں۔
و تاریخ کبیر صـ۳۴۳ ج۲)	

نیز امام بخاریؒ فرماتے ہیں رفدۃ بن قضاعۃ الغسانی الشامی عن الاوزاعی لایتابع فی حدیثہ (تاریخ صغیر صـ۲۰۷) رفدہ کی روایت اوزاعیؒ سے ایسی ہے کہ اس پر موافقت نہیں کی گئی۔

یاد رہے یہ روایت بھی رفدہ امام اوزاعیؒ سے روایت کر رہا ہے جس پر امام بخاریؒ جرح فرما رہے ہیں۔ امام دارقطنیؒ فرماتے ہیں۔

متروک روی لہ ابن	یہ رفدہ راوی متروک الحدیث
ماجۃ حدیثا واحدا	ہے جس کی ایک حدیث ابن ماجہ
فی رفع الیدین	نے رفع الیدین میں روایت
(تہذیب التہذیب صـ۲۸۳ ج۳)	کی ہے۔

امام احمد بن حنبلؒ و امام یحیی بن معینؒ بھی اس روایت کو غلط قرار دیتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں عبید بن عمیر کی کوئی روایت اپنے باپ دادا سے معلوم نہیں ہوئی امام احمدؒ فرماتے ہیں رفدہ کو میں نہیں پہچانتا (یعنی مجہول ہے) دیکھئے بدائع الفوائد لابن القیمؒ صـ۹۰ ج۳ و تہذیب التہذیب صـ۲۸ ج۳

ابن حبانؒ فرماتے ہیں مشہور محدثینؒ سے یہ راوی اوپری روایتیں لاتا ہے جب اس کی روایت ثقہ راویوں کے موافق ہو تب بھی قابل قبول نہیں جب ان ثقہ راویوں کے مخالف روایت کرے تو پھر کس طرح قبول ہو سکتی ہے اس راوی نے اوزاعیؒ سے اپنی سند کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر اونچ اور نیچ میں رفع یدین کرتے تھے حالانکہ اس کی سند الٹی ہے اور متن حدیث اوپرا ہے اور زہری عن سالم عن ابن عمرؓ کی روایت اس کے مخالف ہے کیونکہ اس میں صراحت ہے کہ سجدوں کے درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدین نہیں کرتے تھے اور محدث ابن عدیؒ فرماتے ہیں یہ

رفع یدین کی روایت صرف رفدہ سے پہچانی جاتی ہے (یعنی ضعیف ہے) (تہذیب صـ ۲۸۳ ج ۳ تا صـ ۲۸۴)

دوسری بات

یہ ہے کہ اس روایت کی سند میں عبداللہ بن عبید بن عمیر اپنے باپ سے کچھ نہیں سُنا یہ روایت منقطع بھی ہے چنانچہ امام بخاریؒ التاریخ الاوسط میں لکھتے ہیں:

لم یسمع من ابیہ شیئا ولا یذکرہ۔	عبداللہ نے اپنے باپ عبید بن عمیر سے کچھ نہیں سُنا اور نہ اپنے باپ کا ذکر کرتا ہے:

(تہذیب التہذیب صـ ۳۰۸ ج ۵)

یہ ہے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب سلفی مرحوم کے شاگردوں کی حالت کہ نور الصباح میں قائم کردہ اعتراضوں کا جواب نہیں دیتے اِدھر اُدھر کی باتیں لکھ کر لوگوں کو یہ دھوکہ دیتے ہیں کہ نور الصباح کا جواب (شمس الضحیٰ) لکھ دیا گیا ہے۔

(۲۳) حضرت ابو سعید الخدریؓ سے بھی رفع یدین عند الرکوع پیش کیا جاتا ہے (شمس الضحیٰ صـ ۷۱ وجزء خالد صـ ۱۸۱ و صـ ۱۸۲)

الجواب

حضرت ابو سعید الخدریؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے رفع یدین عند الرکوع ہرگز روایت نہیں کرتے یہ فضول دعویٰ ہے بے سند ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں باقی رہا حضرت ابو سعید الخدریؓ کا اپنا عمل وہ تو ویسے ہی غیر مقلدین حضرات کے ہاں حجت نہیں۔ البتہ ہم اس کی بحث بھی کر دیتے ہیں۔ حضرت ابو سعید الخدریؓ سے ایک سخت ضعیف سند کے ساتھ رفع یدین عند الرکوع کا ذکر ملتا ہے جس

کی سند میں لیث بن ابی سلیم ہے حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ

صدوق اختلط اخیرا	یہ راوی سچا ہے لیکن آخری عمر
ولم یتمیز حدیثہ	میں ان پر حدیث خلط ملط ہو گئی
فترک۔	تو اس کی پہلے زمانہ والی صحیح حدیث
(تقریب صـ ۲۸۷)	اور آخری زمانہ والی خلط ملط والی
	حدیث میں کوئی تمیز اور فرق نہ ہو
	سکا اس لیے اسکی حدیث کو چھوڑ
	دیا گیا ہے۔

امام نسائیؒ فرماتے ضعیف کوفی (کتاب الضعفاء والمتروکین صـ ۳۰۲) کہ یہ لیث ضعیف ہے کوفہ کا رہنے والا ہے لیث بن ابی سلیم کی وفات ۱۴۸ھ میں ہوئی (تہذیب صـ ۴۶۸ ج ۸ وتقریب صـ ۲۸۷)۔ حافظ ابن حجرؒ نے اس کا طویل ترجمہ نقل کیا ہے دیکھئے تہذیب صـ ۴۶۵ ج ۸ تا صـ ۴۶۸ جس میں اس کا ضعیف و مختلط الحدیث ہونا بیان کیا ہے غیر مقلدین حضرات کے بزرگوں نے بھی اپنی کتابوں میں لیث کو ضعیف قرار دیا ہے علاوہ ازیں یہ مدلس بھی ہے اور روایت عن عطاء یعنی عنعنہ سے روایت کر رہا ہے جو محدثین کرامؒ کے ہاں ناقابل قبول ہے فلہذا یہ روایت پیش کرنے کی قابل ہی نہ تھی خداتعالیٰ غیر مقلدین حضرات کو سمجھ عطاء فرمائے۔ حضرت ابو سعید الخدریؓ سے ایک روایت ترک رفع الیدین عند الرکوع کی مروی ہے لیکن سند اس کی بھی ضعیف ہے

(۲۴) حضرت جابرؓ بن عبداللہ سے بھی رفع یدین عند الرکوع کی روایت ابن ماجہ صـ ۶۲ سے پیش کی گئی ہے۔ شمس الضحیٰ صـ ۷۱ وجزء خالد صـ ۱۹۶

الجواب

راقم الحروف نے جو نور الصباح صـ ۲۱۴ تا صـ ۲۱۵ میں اس کا جواب لکھا ہے

اس کا ان بے چاروں سے کوئی جواب نہیں ہو سکا بس آنکھیں بند کر کے پھر حضرت جابرؓ کی روایت کا ذکر کر دیا (اِنّا لِلّٰہ وانّا الیہ راجعون) یہ روایت حضرت جابرؓ سے ثابت نہیں ہے۔ اس کی سند میں ایک راوی ابراہیم بن طہمان واقع ہے۔ محدث سلیمانیؒ فرماتے ہیں:

انکروا علیه حدیثہ عن ابی الزبیر عن جابر فی رفع الیدین

(تہذیب التہذیب صـ١٣٠ جـ١) محدثین کرام نے ابراہیم پر اس رفع یدین کی روایت کرنے کی وجہ سے اعتراض کیا ہے جو انہوں نے اس کو ابو الزبیر عن جابرؓ سے روایت کیا ہے۔ علاوہ ازیں اس روایت کی سند میں ابو حذیفہ موسیٰ بن مسعود النہدی جو ابراہیم کا شاگرد ہے ضعیف ہے علامہ ابن حزمؒ فرماتے ہیں یہ سفیان ثوریؒ سے باطل یعنی جھوٹی روایتیں روایت کرتا ہے (محلّٰی صـ١٢٧ جـ١) مزید تفصیل نور الصباح حصہ اوّل میں ملاحظہ کریں۔

(٣٥) حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے رفع یدین عند الرکوع کی روایت بھی پیش کی جاتی ہے (شمس الضحٰی صـ٧ وجزء خالد صـ١٧ بحوالہ ابن ماجہ)

الجواب

راقم الحروف نے اس کا جواب نور الصباح حصہ اول صـ٢١١ تا صـ٢١٢ میں احسن انداز سے دے دیا ہے لیکن مولانا سلفی مرحوم کے شاگرد جواب سے عاجز ہیں تا قیامت اس کا جواب نہیں دے سکتے انشاء اللہ تعالیٰ یہ روایت جھوٹی و من گھڑت ہے اس کی سند میں عمر بن ریاح واقع ہے جو دجّال ہے جھوٹی و باطل روایتیں بیان کر دیتا ہے حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں۔ متروك الحديث وكذّبه بعضهم (تقریب) متروک الحدیث ہے اور بعض محدثین کرامؒ نے اس کو جھوٹا قرار دیا ہے امام بخاریؒ فرماتے ہیں۔

حدثنی عمر بن علی قال عمر	کہ مجھے میرے استاذ عمرو بن علی
بن رباح ابو حفص الضریر	الفلاسؒ نے بتایا کہ عمر بن ریاح
البصری عن ابن طاؤس	راوی جو ابن طاؤس سے روایت
دجّالٌ (التاریخ الصغیر صـ٢٢)	کرتا ہے دجّال ہے۔

یاد رہے یہ روایت بھی ابن طاؤس کے طریق سے مروی ہے محدث ابن عدیؒ اس پر جرح نقل کرتے ہوئے اسی روایت کا حوالہ دیا ہے اور اپنا فیصلہ یوں درج کیا ہے۔

ویروی عن ابن	اور یہ راوی ابن طاؤس سے
طاؤس بالبواطیل ما	جھوٹی روایتیں نقل کرتا ہے
لایتابعہ احد علیه	کوئی بھی اس کی موافقت نہیں کرتا
والضعف بین علٰی	اس کی حدیث کا ضعیف ہونا
حدیثہ۔	ہونا واضح ہے جس میں کوئی
(کامل ابن عدی صـ١٧٠٥)	پوشیدگی نہیں۔

امام حاکم ابو احمدؒ بھی اس روایت کو ضعیف قرار دیتے ہیں۔ ابن حبانؒ فرماتے ہیں کہ یہ راوی ثقہ راویوں سے موضوع (من گھڑت) روایتیں نقل کرتا ہے اس کی روایت لکھنی جائز نہیں مگر بطور تعجب کے (تہذیب صـ٤٤٨) ایسی روایت کو خاموشی کے ساتھ بیان کر دینا اور اس کی حقیقت کو ظاہر نہ کرنا دھوکہ ہے۔ حضرت ابن عباسؓ سے مرفوع روایت ہے (یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے) سات مقاموں کے علاوہ رفع یدین نہ کیا جائے (طبرانی) غیر مقلد حضرات کے مذہب کے مجدد نواب صدیق حسن خان صاحب فرماتے ہیں سند جید ہے۔ (نزل الابرار صـ٤٤)

پھر عمر بن ریاح کی روایت کردہ روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم ہر تکبیر کے وقت رفع یدین کرتے تھے جب کہ غیر مقلدین حضرات اس کے منکر ہیں اس لیے عبدالرشید صاحب انصاری اور اس کے معاونین نے اس روایت کو رد کرتے ہوئے اس کا جواب یوں لکھا ہے۔ اس حدیث کی سند میں عمر بن ریاح متفقہ طور پر ضعیف ہے چنانچہ علامہ سندھی (حنفی) فرماتے ہیں۔ عمر بن ریاح متفقہ طور پر ضعیف ہے (الرسائل ص۱۵۸ تا ص۱۵۹ طبع سوم)

مولانا خالد گھرجاکھی کی بددیانتی

وہ اپنے جزء رفع الیدین ص۱۷۲ میں اس روایت کا حلیہ بگاڑنے کے لیے اپنی طرف عبارت گھڑ کر یوں لکھتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کیا کرتے (یعنی نہ تکبیر سے پہلے نہ تکبیر کے بعد کرتے بلکہ تکبیر کے ساتھ کرتے) لیکن خالد صاحب کا مطلب پھر بھی پورا نہیں ہو سکتا کیونکہ ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرنا ان کے مذہب کے خلاف ہے۔

(۳۶) حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے بھی رفع الیدین عند الرکوع کی روایت پیش کی گئی ہے (شمس الضحیٰ ص۱۷۱ بحوالہ السنن بیہقی ص۷۳ ج۲ جزء خالد ص۱۷۲ بحوالہ ابوداؤد و طبرانی)

الجواب

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے جو روایت ابوداؤد میں مذکور ہے اور اسی سند سے مسند احمد و طبرانی میں مذکور ہے اس کا جواب راقم الحروف نے نور الصباح ص۲۱۰ تا ص۲۱۱ میں ذکر کر دیا ہے اس کی سند میں عبداللہ بن لہیعہ ایک راوی واقع ہے جو کہ ضعیف ہے اور مدلس ہے اور یہ روایت عن سے بیان کر رہا ہے اور دوسری خرابی یہ ہے کہ اس سند میں دوسرا راوی میمون المکی ہے جو مجہول العین والحال ہے

ایسے مجہول وضعیف و مدلس قسم کے راویوں سے رفع یدین بیان کرنا اور حقیقت حال کو ظاہر نہ کرنا خیانت و بددیانتی ہے حضرت حکیم صاحب نے اس کا حوالہ بیہقی سے دیا ہے بیہقی ص۷۳ ج۲ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کی روایت کے ضمن میں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کا عمل موجود ہے جس کی سند نہایت ضعیف ہے اس کی بحث حضرت صدیق اکبرؓ کی روایت میں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور بیہقی ص۷۴ ج۲ میں محمود بن اسحٰق روایت کرتا ہے امام بخاریؒ سے کہ ہم نے سترہ صحابہؓ سے رفع یدین روایت کیا ہے ابوقتادہؓ ابو اسید الساعدی البدری و محمد بن مسلمۃ البدری و سہل بن سعد الساعدی وعبداللہ بن عمرؓ و عبداللہ بن عباسؓ و انس بن مالک و ابوہریرہ وعبداللہ بن عمرو بن العاص و عبداللہ بن زبیرؓ وائل بن حجر و مالک بن الحویرث و ابوموسیٰ الاشعری و ابوحمید الساعدیؓ حالانکہ عبداللہ بن عمرو بن العاص سے امام بخاریؒ نے کہیں بھی رفع یدین روایت نہیں کیا یہ محمود بن اسحٰق کا امام بخاریؒ کے ذمہ الزام ہے چنانچہ محمود بن اسحٰق جزء رفع الیدین ص۱۳ میں پرُدی مجہول کے صیغے سے روایت کرتا ہے جو کہ ان روایات کے ضعف پر دلالت کرتا ہے۔

چنانچہ لیث بن ابی سلیم والی سند جسے رفع یدین ابن زبیرؓ کے عمل سے جزء رفع الیدین ص۲۷ میں مذکور ہے اور لیث سخت قسم کا ضعیف راوی ہے جیسا کہ گزر چکا ہے۔ جب کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی مرفوع حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ رفع الیدین صرف تکبیر افتتاح کے وقت ہے۔ جیسا کہ ابتداء میں ان کی حدیثیں مذکور ہیں فلہذا وہی راجح ہیں۔ جب کہ رفع یدین عند الرکوع کی کوئی حدیث بھی عبداللہ بن زبیرؓ سے صحیح سند سے ثابت نہیں اور پھر جو ابوداؤد وغیرہ کے حوالہ سے گزری ہے اس میں وحین یسجد کے الفاظ بھی ہیں یعنی حضرت عبداللہ بن زبیرؓ جب سجدہ کرتے تو اس وقت بھی رفع یدین کرتے تھے حالانکہ یہ روایت

غیر مقلدین کے مذہب کے خلاف ہے اس لیے عبدالرشید صاحب انصاری اور اس کے معاونین نے اس روایت کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں الغرض حدیث ضعیف اور ناقابل اعتبار ہے (الرسائل ص۲۶۲ طبع سوم)

مولانا خالد صاحب کی بد دیانتی

اس روایت کا دہ اپنی کتاب جزء نور فع ص۱۷۲ میں عون المعبود ص۲۶۹/۱ کا حوالہ بھی دیتے ہیں اور صاحب عون المعبود مولانا شمس الحق عظیم آبادی غیر مقلد نے جو اس روایت پر جرح کی ہے اس کا ذکر تک نہیں کرتے۔ عبدالرشید صاحب انصاری اور اس کے معاونین عون المعبود سے نقل کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ حدیث ضعیف اور ناقابل حجت بھی ہے امام منذریؒ فرماتے ہیں اس حدیث کی سند میں ابن لہیعہ ہے اور اس کے متعلق اماموں کی جرح ہے۔ علامہ خزرجی خلاصہ میں فرماتے ہیں کہ امام احمدؒ نے فرمایا اس کی کتابیں جل گئی تھیں اور جس نے کتابیں جلنے سے پہلے نقل کیا اس کا سماع صحیح ہے امام یحیی بن معینؒ فرماتے ہیں لَیْسَ بِالْقَوِیّ کہ یہ قوی نہیں۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں، سچا اور ساتویں طبقہ کا ہے لیکن کتابیں جل جانے کے بعد گڑبڑ پیدا ہو گئی (الرسائل ص۲۶۲ تا ص۲۶۳)

(۲۷) حضرت علیؓ سے بھی رفع یدین عندالرکوع کی روایت پیش کی گئی ہے (شمس الضحٰی ص۷ بحوالہ ابوداؤد ص۱۱۵ و جزء خالد ص۱۶۳ بحوالہ ابوداؤد وغیرہ)

الجواب

حضرت علیؓ کی اس روایت کا راقم الحروف نے نور الصباح ص۱۹۹ تا ص۲۰۳ میں مفصل جواب دیا ہے جس کا ان حضرات نے کوئی جواب نہیں دیا اور نہ قیامت تک دے سکتے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ اس روایت کی سند میں عبدالرحمن بن ابی الزناد

ایک راوی واقع ہے اس کے حافظہ کی خرابی بنا پر اس روایت میں رفع یدین کا ذکر آگیا ہے ورنہ اصل حدیث میں رفع الیدین کا کوئی ذکر نہیں ہے پہلے آپ سند ملاحظہ کرلیں۔ الحسن بن علی حدثنا سلیمن بن داؤد الهاشمی حدثنا عبدالرحمن بن ابی الزناد عن موسی بن عقبة عن عبد الله بن الفضل عن عبد الرحمن الاعرج عن عبيد الله بن ابی رافع عن علی بن ابی طالب عن رسول الله صلی الله علیه وسلم (ابوداؤد)

ابن ابی الزناد کا شاگرد سلیمن بن داؤد الہاشمی ہے ابن ماجہ ص۶۲ اور مسند احمد ص۹۳/۱ و ترمذی میں بھی یہی شاگرد راوی ہے البتہ ابن خزیمہ اور دارقطنی کی ایک روایت کے مطابق اس روایت کو عبدالرحمن بن ابی الزناد سے روایت کرنے والا ایک اور شاگرد عبداللہ بن وہب بھی ہے۔ عبدالرحمن بن ابی الزناد القرشی المدنی ہے یعنی مدینہ منورہ کا رہنے والا ہے علی بن المدنی استاذ امام بخاریؒ فرماتے ہیں۔

ما حدث بالمدينة فهو صحيح وما حدث ببغداد افسده البغداديون۔ (تحفة الاحوذی ص۱۷/۱)	اس ابن ابی الزناد نے جو روایت مدینہ منورہ میں بیان کی ہے پس وہ صحیح ہے اور جو بغداد میں بیان کی ہے اس کو بغداد والوں نے خراب کر دیا ہے۔

یعنی جب مدینہ منورہ میں رہتا تھا اس کا حافظہ اچھا تھا حدیث صحیح بیان کرتا تھا جب بغداد میں آیا تو حافظہ خراب ہو گیا تھا حدیث میں گڑبڑی کرتا تھا۔ چنانچہ حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں۔

صَدُوْقٌ تَغَیَّرَ حِفْظُهٗ لَمَّا قَدِمَ بَغْدَادَ (تقریب) سچا راوی

ہے لیکن جب بغداد آیا تو حافظہ متغیر و تبدیل ہو چکا تھا۔

مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ غیر مقلد نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قال ابن معين ما حدث بالمدينة فهو صحيح وقال في هامش الخلاصة نقلاً عن التهذيب وما حدث به ببغداد والعراق فمضطرب (تحفة الاحوذي ص۵ ج۱)

کہ امام یحییٰ بن معینؒ فرماتے ہیں کہ اس راوی نے جو روایت مدینہ منورہ میں بیان کی ہے وہ صحیح ہے اور تہذیب الکمال میں ہے جو اس راوی نے بغداد اور عراق میں روایت بیان کی ہے وہ مضطرب ہے۔

اب یہاں دیکھ لیا جائے کہ اس کا شاگرد سلیمن بن داؤد الہاشمی بغدادی ہے اور عبداللہ بن وھب وہ المصری ہے۔ مدنی راوی کوئی بھی روایت کرنے والا نہیں ہے فلہذا محدثین کرامؒ کے اس ضابطہ کے تحت اس کی حدیث یقیناً مضطرب وفاسد وردّی ہے جو ہرگز پیش کرنے کے قابل نہیں ہے۔ تیسرا شاگرد اسمٰعیل بن ابی اویس ہے (جزء بخاری) وہ بھی مجہول ہے اور یہ رسالہ قابل اعتماد نہیں۔

دوسری بات

اس روایت کی سند میں ابن ابی الزناد کا استاذ موسیٰ بن عقبہ ہے محدث ابن عدیؒ ایک حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں۔

وهذا لا اعلم يرويه عن موسى بن عقبة غير عبد الرحمن بن ابي الزناد

اور یہ حدیث موسیٰ بن عقبہ سے عبدالرحمٰن کے سوا کوئی اور معلوم نہیں ہو سکا کہ وہ بھی اس کو

مع احاديث اخر يرويها ابن ابي الزناد وهذا عن موسى بن عقبة عن ابي الزبير عن جابر لا يرويها غيره عن موسى وعبد الرحمن بن ابي الزناد من الحديث غير ما ذكرت وبعض ما يرويه لا يتابع عليه وهو ممن يكتب حديثه (كامل ابن عدي ص۱۵۸۷ ج۴)

روایت کرتا ہے اس حدیث کے علاوہ بھی موسیٰ بن عقبہ سے عبدالرحمٰن کی حدیثوں کا بھی حال ہے اور یہ روایت بھی موسیٰ بن عقبہ عن ابی الزبیر عن جابر سے مروی ہے موسیٰ سے عبدالرحمٰن کے سوا کوئی روایت نہیں کرتا عبدالرحمٰن کی دیگر روایات بھی مذکورہ روایات کے علاوہ موجود ہیں ان میں بھی بعض ایسی ہیں جن میں یہ منفرد ہے اور کوئی دوسرا اس کی اس پر موافقت نہیں کرتا یہ ان راویوں میں سے ہے کہ اس کی حدیث لکھ لی جائے۔

محدث ابن عدیؒ نے بڑے پتہ کی بات بتائی ہے کہ موسیٰ بن عقبہ کی روایت میں یہ اکیلا ہوتا ہے کوئی دوسرا اس کے موافق موسیٰؒ سے روایت نہیں کرتا جس سے معلوم ہوتا ہے یہ عبدالرحمٰن کی غلطی ہے۔ اسی طرح یہ رفع یدین والی روایت بھی عبدالرحمٰن اپنے استاذ موسیٰ بن عقبہ سے روایت کرتا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی بھی اس کو روایت نہیں کرتا۔ ابن جریج نے بھی اپنے استاذ موسیٰؒ سے یہ روایت ذکر کی ہے لیکن رفع یدین کا اس میں کوئی ذکر نہیں اس کی سند یوں ہے۔ ابن جريج اخبرني موسى بن عقبة عن عبد الله بن الفضل عن عبد الرحمن الاعرج عن عبيد الله

بن ابی رافع عن علی بن ابی طالب ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (الحدیث) (سنن دارقطنی ص۲۹۷/ج۱) .

اسی طرح موسیٰ بن عقبہ کے علاوہ دوسرے راوی بھی یہ روایت کرتے ہیں لیکن رفع یدین کا اس روایت میں نام ونشان تک نہیں ملتا دیکھئے صحیح مسلم ص۲۶۳/ج۱ والبوداؤد ص۱۱۰/ج۱

اور ابن جریج نے جو اپنے استاذ موسیٰ بن عقبہ سے روایت کی ہے اس میں رفع یدین کا ذکر نہیں اس سند والی روایت کے متعلق مولانا شمس الحق عظیم آبادی غیر مقلد فرماتے ہیں:

سندہ صحیح ورواتہ	اس حدیث کی سند صحیح ہے
کلہم ثقات والحجاج	اور تمام راوی ثقہ ہیں اور اس سند
ھو الاعور۔	میں الحجاج الاعور ہے جو ثقہ
(التعلیق المغنی ص۲۹۷/ج۱)	ہے۔

فلہٰذا حضرت علیؓ کی طرف اس روایت کی نسبت درست نہ رہی ہے جبکہ حضرت علیؓ سے ترک رفع یدین کرنا صحیح سند سے ثابت ہے اور آپ کے شاگرد بھی ترک رفع یدین پر عمل کرتے تھے۔

(۳۸) حضرت عمرؓ سے بھی رفع الیدین عندالرکوع پیش کیا جاتا ہے۔
(شمس الضحیٰ ص۶۹ بحوالہ سنن کبری ص۷۳/ج۲ وجزء خالد ص۱۶۰ بحوالہ بیہقی وجزء بخاری ص۱۳ وجزء سبکی)

الجواب

حضرت عمرؓ سے کسی صحیح سند سے رفع الیدین ثابت نہیں راقم الحروف نے نور الصباح حصہ اول کے ص۱۷۲ تا ص۱۷۷ میں اس کا بہترین جواب لکھا ہے جس کا

جواب نہیں دیا گیا اور نہ قیامت تک مولانا سلفی مرحوم کے شاگرد جواب لکھ سکتے ہیں یہی وجہ تھی کہ غیر مقلدین حضرات نور الصباح کے جواب لکھنے سے ڈرتے تھے اور ڈرتے ہیں۔ سنن کبری بیہقی کی روایت جس کا شمس الضحیٰ میں ص۳۳ بتایا گیا ہے یہ ص۷۴ میں ہے یہ روایت مجہول ہے کیونکہ اس میں ایک راوی رجلاً من اصحابہ مجہول ہے ۲۔ اس میں حضرت عمرؓ کا ذکر کرنا وہم ہے حضرت امام احمد بن حنبلؒ امام دارقطنیؒ کا فیصلہ بھی یہی ہے امام حاکمؒ کا حضرت عمرؓ کے صحیح سند والے اثر کو جس میں ان سے ترک رفع یدین کا عمل مذکور ہے شاذ قرار دینا اور اس مجہول وغلط قسم کی روایت کو محفوظ قرار دینا ناانصافی ہے ان میں شیعیت کے جراثیم بھی تھے اس لیے اہلسنت کے ائمہ کرامؒ کے فیصلے کے مقابلہ میں ان کا فیصلہ قبول نہیں حضرت عمرؓ سے صحیح سند کے ساتھ ترک رفع یدین کا عمل ذکر ہو چکا ہے فلہٰذا ان سے رفع یدین عندالرکوع کی کوئی روایت بھی صحیح سند سے موجود نہیں اگر ہمت ہے تو ان سے روایت پیش کرکے ہر راوی کی توثیق محدثین کرامؒ سے ثابت کرو ورنہ دھوکہ دینا چھوڑ دو۔ راقم الحروف نے حضرت عمرؓ کے عمل ترک رفع الیدین کے اثر کی سند کے ہر راوی کی الگ الگ توثیق محدثین کرامؒ سے بیان کی ہے جزء بخاری وجزء سبکی میں حضرت عمرؓ کی طرف نسبت غلط ہے کیونکہ یہ بے سند بات ہے جس کا کوئی اعتبار نہیں۔

(۳۹) حضرت ابوقتادہؓ سے بھی رفع الیدین عندالرکوع پیش کیا گیا ہے۔
(شمس الضحیٰ ص۷۰ بحوالہ جزء بخاری وجزء خالد ص۱۸۲ بحوالہ ابوداؤد وغیرہ)

الجواب

حضرت ابوقتادہؓ کا اس روایت میں ذکر کرنا یہ عبدالحمید بن جعفر کی غلطی اور وہم ہے کیونکہ محمد بن عمرو بن عطاء کہتا ہے۔

سَمِعْتُ اَبَا حُمَیْدٍ السَّاعِدِیَّ	کہ میں نے حضرت ابوحمید الساعدیؓ

فِيْ عَشْرَةٍ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ اَبُوْ قَتَادَةَ۔ (ابو داؤد ص۱۰۴ ج۱)

سے یہ حدیث سنی جب کہ وہ دس صحابہؓ کی مجلس میں تھے ان دس میں حضرت ابو قتادہؓ بھی موجود تھے۔

حالانکہ محمد بن عمرو بن عطاء حضرت ابو قتادہؓ کا زمانہ نہیں پا سکے۔ حضرت ابو قتادہؓ حضرت علیؓ کے دور خلافت میں فوت ہوئے ہیں اور حضرت علیؓ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی تھی اور حضرت علیؓ ۴۰ھ میں شہید ہوئے۔ اور محمد بن عمرو بن عطاء کی کل عمر بقول ابن حبانؒ ۸۲ سال ہے (تہذیب التہذیب لابن حجرؒ ص۳۷۴ ج۹) نیز حافظ صاحبؒ لکھتے ہیں۔

مات فی سنة و العشرین (تقریب ص۳۱۳) محمد بن عمرو بن عطاء تقریباً ۱۲۰ھ میں فوت ہوا ہے لیکن حافظ صاحبؒ تہذیب التہذیب ص۳۷۵ ج۹ میں فرماتے ہیں۔

و محمد بن عمرو انما مات بعد سنة عشرين و مائة

اور محمد بن عمرو بن عطاء یقیناً ۱۲۰ھ کے بعد فوت ہوا ہے۔

اور علامہ عینیؒ فرماتے ہیں:

و محمد بن عمرو بن عطاء توفی فی خلافة وليد بن يزيد بن عبد الملك وكانت خلافته فی سنة خمس و عشرين و مائة ولهذا قال ابن

اور محمد بن عمرو بن عطاء ولید بن یزید بن عبد الملک کی خلافت (یعنی حکومت) میں فوت ہوئے ہیں اور ولید کی حکومت ۱۲۵ھ میں شروع ہوئی تھی اس لیے ابن حزمؒ نے کہا شاید عبد الحمید

حزم ولعله وهم يعنى عبد الحميد (البنایہ شرح الهدایہ ص۲۶۷ ج۱)

بن جعفر ابو قتادہؓ کے بیان کرنے میں بھول گیا ہے۔

اب خلاصہ یہ ہوا کہ حضرت ابو قتادہؓ سے محمد بن عمروؒ کی ملاقات ثابت نہیں کیونکہ محمد بن عمرو کی کل عمر ۸۲ سال ہے اور یہ ۱۲۵ھ میں فوت ہوا ہے گویا ۴۳ھ یا ۴۲ھ میں اس کی ولادت ہوئی ہے جب کہ حضرت علیؓ ۴۰ھ میں شہید ہوئے اور حضرت ابو قتادہؓ تو حضرت علیؓ سے بھی پہلے فوت ہوئے ہیں کیونکہ حضرت علیؓ نے ان کے جنازہ کی نماز پڑھائی تھی۔ حافظ صاحبؒ فرماتے ہیں۔ وروايته عن ابی قتادة مرسلة وكذا قال الطحاوی (تهذيب التهذيب ص۳۷۴ ج۹) اس کی روایت حضرت ابو قتادہؓ سے منقطع ہے اور اسی طرح امام طحاویؒ نے فرمایا ہے۔ علامہ ابن حزمؒ فرماتے ہیں:

وايضاً فانما ذكر ابا قتادة عبد الحميد بن جعفر ولعله وهم فيه۔ (محلی ابن حزم ص۱۲۸ ج۳)

نیز اس روایت میں ابو قتادہؓ کا ذکر صرف عبد الحمید بن جعفر کرتا ہے اور شاید یہ اس کا وہم ہے۔

مشہور مؤرخ و محدث (استاذ امام بخاریؒ) خلیفہؒ بن خیاط المتوفی ۲۴۰ھ فرماتے ہیں کہ ۳۸ھ میں حضرت ابو قتادہؓ شہر کوفہ میں فوت ہوئے ہیں۔ (تہذیب التہذیب ص۲۰۵ ج۱۲) محدث ابن القطانؒ فرماتے ہیں۔

جو لوگ عبد الحمید بن جعفر کی اس روایت کو صحیح کہتے ہیں تو ان پر لازم ہے کہ وہ یہ ثابت کریں کہ حضرت ابو قتادہؓ بھی اس مجلس میں تھے حالانکہ وہ یہ ثابت نہیں کر سکتے کیونکہ حضرت ابو قتادہؓ کی نماز جنازہ حضرت علیؓ نے پڑھائی اور یہی صحیح بات ہے اور حضرت علیؓ ۴۰ھ میں شہید ہوئے ہیں فلہذا محمد بن عمرو

اس زمانہ کو نہیں پا سکے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت ابوقتادہؓ ۵۴ھ میں فوت ہوئے ہیں لیکن یہ روایت صحیح نہیں ہے (الجوہر النقی ص ۱۲۸/۲)

مشہور مورخ و محدث علامہ محمد بن سعدؒ حضرت ابوقتادہؓ کو ان صحابہؓ کی فہرست میں درج کرتے ہیں جو کوفہ میں فوت ہوئے تھے چنانچہ فرماتے ہیں۔

وكان قد نزل الكوفة ومات	اور بے شک حضرت ابوقتادہؓ
بها وعليؓ بها وهو صلى	کوفہ تشریف لے گئے تھے اور
عليه واما محمد بن عمر	وہیں فوت ہوئے اور حضرت
فانكر ذالك وقال حدثني	علیؓ نے نماز جنازہ پڑھائی تھی
يحيى بن عبد الله بن ابي	لیکن محمد بن عمر واقدی نے اس
قتادة ان ابا قتادة توفي	کا انکار کیا ہے اور کہا ہے
بالمدينة سنة اربع	حضرت ابوقتادہؓ مدینہ منورہ
وخمسين وهو ابن سبعين	میں ۵۴ھ میں فوت ہوئے
سنة (طبقات ابن سعد ص ۱۵/۶)	ہیں اور وہ ستر سال کے تھے۔

محمد بن سعدؒ باوجودیکہ واقدی کے شاگرد ہیں پھر بھی انہوں نے واقدی کذاب کی بات کو نہیں مانا ابن ابی حاتمؒ لکھتے ہیں۔ قال ابی فضار الحدیث مرسلاً (علل الحدیث لابن ابی حاتم ص ۱۶۳/۱) میرے ابا امام ابوحاتمؒ فرماتے ہیں پس یہ حدیث منقطع ہے (یعنی محمد بن عمرو کی حضرت ابوقتادہؓ سے ملاقات ثابت نہیں) محدث ابن عبد البرؒ فرماتے ہیں۔

روى من وجوه عن موسى	کہ متعدد سندوں سے حضرت
بن عبد الله بن يزيد	موسیٰ بن عبداللہ الانصاریؒ اور
الانصاري وعن الشعبي	امام شعبیؒ سے روایت کیا گیا ہے

انما قالا صلى عليؓ على ابي قتادة	کہ حضرت علیؓ نے حضرت ابوقتادہؓ
وكبر عليه سبعا قال الشعبي	کی نماز جنازہ سات تکبیروں
وكان بدريا۔	سے پڑھائی اور شعبیؒ فرماتے
(استيعاب ابن عبد البر ص ۲۷/۴	ہیں کہ حضرت ابوقتادہؓ بدری
كتاب الكنى باب القاف)	تھے۔

محدث ابن عبد البرؒ نے پھر متعدد سندوں سے اس روایت کو بیان فرمایا۔ ان سندوں میں سے سند کے ایک راوی حسن بن عثمانؒ ہیں جو امام ھشیمؒ کے شاگرد ہیں وہ فرماتے ہیں:

ومات ابو قتادةؓ سنة	حضرت ابوقتادہؓ ۴۰ھ میں
اربعين وشهد ابو قتادةؓ	فوت ہوئے ہیں اور حضرت علیؓ
مع علي مشاهده كلها في	کے ساتھ تمام جنگوں میں شریک
خلافته۔	رہے جو حضرت علیؓ کی خلافت
(استيعاب)	میں واقع ہوئی تھیں۔

محدث ابن سعدؒ فرماتے ہیں ہمیں ھیثم بن عدی نے خبر دی کہ حضرت ابوقتادہؓ کوفہ میں فوت ہوئے ہیں اور حضرت علیؓ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی ہے (تاریخ بغداد ص ۱۶۱/۱)

ھیثم بن عدیؒ الطائی الکوفی المتوفی ۲۰۷ھ بھی محدث ابن سعدؒ کا استاذ ہے یہ بھی مورخ ہے اور واقدی کی طرح کذاب ہے لیکن محدث ابن سعدؒ نے اس بات میں ابن عدی کی بات کا اعتبار کیا ہے واقدی کا اعتبار نہیں کیا امام بخاری کے استاذ علی بن المدینیؒ فرماتے ہیں:

هو اوثق من الواقدي (ميزان ص ۳۲۴/۳)	یہ واقدی سے زیادہ قابل اعتماد ہے

لیکن یہاں صرف ھیثم بن عدی کے قول پر دار و مدار نہیں بلکہ صحیح و متصل سند پر اعتماد ہے جو استیعاب و بیہقی و تاریخ بغداد و ابن ابی شیبہ وغیرہا کتابوں میں مذکور ہیں جن میں یہ ذکر ہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت ابو قتادہؓ پر نماز جنازہ پڑھائی اور پھر ان روایات پر اعتماد کرتے ہوئے بہت سے مؤرخ و محدث حضرات قائل ہیں۔ محدث بغدادیؒ لکھتے ہیں:

اخبرنا ابن رزق انبأنا	ہمیں ابن رزق نے بتایا وہ
عثمن بن احمد نا حنبل	کہتے ہیں ہمیں عثمن بن احمد نے
بن اسحق قال بلغنی	بتایا وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حنبل
توفی ابو قتادة الحارث	بن اسحق نے بتایا کہ مجھے یہ
بن ربعی سنة ثمان	بات پہنچی ہے حضرت ابو قتادہ
وثلاثین فی خلافة	۳۸ھ میں فوت ہوئے
علیؓ وصلی علیه علیؓ بالکوفة	حضرت علیؓ کی خلافت میں اور
(تاریخ بغداد ج۱ ص۱۶۱)	حضرت علیؓ نے کوفہ میں اس کا
	جنازہ پڑھایا ہے۔

یہ حنبل بن اسحق متوفی ۲۷۳ھ امام احمد بن حنبلؒ کا چچازاد بھائی ہے تاریخ میں بھی ایک کتاب لکھی ہے امام بغویؒ و محدث ابن صاعدؒ کا استاذ ہے ثقہ اور ثبت اور صدوق ہے دیکھئے (المنتظم لابن الجوزیؒ ج۵ ص۸۹)

خطیب بغدادیؒ لکھتے ہیں کہ حضرت ابو قتادہؓ جنگ بدر میں شریک نہیں ہوسکے البتہ اس کے بعد والی جنگوں میں حصہ لیا وعاش الی خلافة علی بن ابی طالب (حضرت علیؓ کی خلافت تک زندہ رہے) ومات فی خلافته (اور ان کی خلافت میں ہی فوت ہوئے) وقیل بل بقی زمانا طویلا

(اور کہا گیا ہے کہ حضرت علیؓ کی وفات کے بعد بھی طویل زمانہ رہے)۔ تاریخ بغداد ص۱۵۹ آخری قول کو قیل مجہول کے صیغہ سے نقل کرکے ضعف کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔ علامہ عینیؒ۔ علامہ ابن حزمؒ امام طحاویؒ محدث خلیفہ بن خیاطؒ (استاذ امام بخاری) محدث ابن قطان فاسیؒ علامہ ماردینیؒ علامہ ابن سعدؒ امام ابو حاتمؒ محدث ابن عبد البرؒ محدث حسن بن عثمانؒ علامہ خطیب بغدادیؒ محدث حنبل بن اسحقؒ یہ سب حضرات فرماتے ہیں کہ حضرت ابو قتادہؓ حضرت علیؓ کی خلافت میں فوت ہوئے ہیں۔ قاضی شوکانی صاحب غیر مقلد فرماتے ہیں:

وقد اختلف فی موت	اور اختلاف کیا گیا ہے حضرت
ابی قتادة فقیل مات	ابو قتادہؓ کی وفات کے بارے
فی سنة اربع وخمسین	میں پس کہا گیا ہے کہ ۵۴ھ میں
وعلی هذا فلقاء محمد له	فوت ہوئے اس روایت کی بناء
ممکن لان محمدا	پر محمد بن عمرو کی ملاقات حضرت
مات بعد سنة	ابو قتادہؓ سے ممکن ہے کیونکہ
عشرین ومائة وله	محمد بن عمرو ۱۲۰ھ کے بعد فوت
نیف وثمانون سنة	ہوئے ہیں اور ان کی کل عمر
وقیل مات ابو قتادة	اسی سال اور چند سال ہیں۔
فی خلافة علیؓ	اور کہا گیا ہے کہ حضرت ابو قتادہؓ
ولا یمکن علی هذا	حضرت علیؓ کی خلافت میں فوت
ان محمدا ادرکه	ہوئے ہیں تو اس روایت کی
لان علیا قتل فی	بناء پر ممکن ہی نہیں کہ محمد بن
سنة اربعین وقد	عمروؒ حضرت ابو قتادہ کو پاسکا

اجیب عن هذا انه لم موته في خلافة علي فلعل من ذكر مقدار عمر محمد او وقت وفاته وهم۔
(نیل الاوطار ص۸۵ ج۴)

ہو کیونکہ حضرت علیؓ ۴۰ھ میں شہید ہوئے ہیں۔ اور بے شک اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت ابو قتادہؓ کی وفات صحیح روایت کے مطابق حضرت علیؓ کی خلافت میں ہی ہوئی ہے پس شاید محمد بن عمرو کی کل عمر بتانے میں یا ان کے وقت وفات کے بیان کرنے میں غلطی ہوئی ہو۔

.:. .:.

حضرت قاضی صاحب نے یہ اقرار کر لیا کہ حضرت ابو قتادہؓ حضرت علیؓ کی خلافت میں فوت ہوئے ہیں اور یہی روایت صحیح ہے اور اس روایت کی بنا پر محمد بن عمروؒ کی ملاقات حضرت ابو قتادہؓ سے ناممکن ہے اور دوسری روایت ۵۴ھ والی غلط ہے پھر حضرت قاضی صاحب نے اپنی طرف سے جواب بنانے کی کوشش کی ہے لیکن شاید کہہ کر جو شک پر دلالت کرتا ہے اور شک یقین کو زائل نہیں کر سکتا جناب قاضی محمد سلیمان منصور پوریؒ غیر مقلد لکھتے ہیں۔ ابو قتادہ انصاری اسلمیؓ۔ سب کا اتفاق ہے کہ امیر المؤمنین علیؓ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی تھی نماز جنازہ میں سات یا چھ تکبیریں ادا کی تھیں، اہل بدر کی نماز جنازہ اسی طرح پڑھی جایا کرتی تھی (الی) ۴۰ھ میں انتقال فرمایا رضی اللہ عنہ (اصحاب بدر ص۱۳۸) امام طحاویؒ فرماتے ہیں۔

حدثنا يزيد قال ثنا يحيى قال ثنا اسمعيل قال ثنا موسى بن عبد الله

کہ حضرت علیؓ نے حضرت ابو قتادہؓ کی نماز جنازہ پڑھائی تو سات تکبیریں ادا کی۔ امام طحاویؒ فرماتے

ان علياً صلى على ابي قتادة فكبر عليه سبعاً. قيل له ان علياً انما فعل ذالك لان اهل بدر كان كذالك حكمهم في الصلوة عليهم

ہیں معترض کو جواب دیا جائے گا کہ حضرت علیؓ نے یہ تکبیریں زائد اس لیے کہیں کہ اہل بدرؓ کا جنازہ اسی طرح پڑھایا جاتا تھا۔

يزاد فيها من التكبير على ما يكبر على غيرهم من سائر الناس۔
(طحاوی ص۲۳۳ ج۱ کتاب الجنائز)

امام بخاریؒ کے استاد محدث ابو بکرؒ فرماتے ہیں۔

حدثنا عبد الله بن نمير و وكيع قال حدثنا اسماعيل بن ابي خالد عن موسى ابن عبد الله بن يزيد قال صلى عليٌّ على ابي قتادة فكبر عليه سبعاً (ابن ابي شيبة ص۳۰۴ ج۳)

کہ ہمیں ابن نمیر اور وکیعؒ نے بتایا وہ فرماتے تھے ہمیں اسماعیل نے بتایا موسیٰؒ سے وہ فرماتے تھے کہ حضرت علیؓ نے ابو قتادہ کی نماز جنازہ پڑھائی پس اس پر سات تکبیریں ادا کیں۔

خطیب بغدادیؒ اپنی سند سے بیان فرماتے ہیں؛

اخبرنا ابن الفضل نبأنا عبد الله بن جعفر نا يعقوب بن سفين نا عبيد الله بن موسى عن اسماعيل بن ابي خالد عن موسى بن عبد الله بن يزيد ان علياً صلى على ابي قتادة فكبر عليه سبعاً وكان بدرياً (تاريخ بغداد ص۱۶۱ ج۱)

کہ حضرت علیؓ نے حضرت ابو قتادہؓ پر نماز جنازہ سات تکبیریں ادا کر کے پڑھایا اور حضرت ابو قتادہؓ بدری تھے۔

امام بیہقیؒ نے سنن کبریٰ ج ۴ ص ۳۶ تا ص ۳۷ میں خطیب بغدادیؒ والی بعینہٖ اسی سند سے حضرت علیؓ کا نماز جنازہ پڑھانا حضرت ابو قتادہؓ پر سات تکبیروں سے بیان کیا ہے اور یہ کہ حضرت ابو قتادہؓ بدری تھے۔ اس کے بعد امام بیہقیؒ فرماتے ہیں

وھو غلط لان ابا قتادۃ رضی	یہ غلط ہے اس لیے کہ حضرت
اللہ عنہ لقی بعد علی رضی	ابو قتادہؓ حضرت علی کے بعد عرصہ
اللہ عنہ مدۃ طویلۃ ۔	دراز تک زندہ رہے۔

امام بیہقیؒ نے باسند بات کو ردّ کر دیا اور محمد بن عمر واقدی کذاب کی روایت کو قبول کر لیا (اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ) حافظ ابن حجرؒ امام بیہقی کو جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

قُلْتُ وَ هٰذِہٖ عِلَّـةٌ	میں (ابن حجرؒ) کہتا ہوں کہ امام
غَيْرُ قَادِحَةٍ لِاَنَّهٗ	بیہقیؒ کی یہ جرح درست نہیں
قَدْ قِيْلَ اِنَّ اَبَا قَتَادَةَ	کیونکہ کہا گیا ہے کہ بے شک
قَدْ مَاتَ فِیْ خِلَافَةِ	حضرت ابو قتادہؓ حضرت علیؓ کی
عَلِیٍّ وَهٰذَا هُوَ الرَّاجِحُ۔	خلافت میں فوت ہوئے ہیں
(تلخیص الحبیر ص ۱۴۲ ج ۲)	اور یہی بات راجح و درست

حافظ ابن حجرؒ کی پریشانی

حضرت حافظ صاحب بہت پریشان ہیں کبھی ۵۴ھ ۵۸ھ والی روایت کو زیادہ مشہور اور صحیح کہہ دیتے ہیں (تقریب ص ۴۲۳) کبھی فرماتے ہیں ابو قتادہؓ سے محمد بن عمروؒ کی ملاقات نہیں اور یہ روایت مرسلہ (منقطعہ) ہے (تہذیب ص ۳۷۴ ج ۹) کبھی فرما دیتے ہیں کہ محمد بن عمروؒ کی ملاقات ثابت ہے یہ تابعی اکبر ہے (تلخیص الحبیر ص ۲۲۳ ج ۱) کبھی

امام شعبیؒ پر گرفت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ شعبیؒ کی کسی نے بھی موافقت اس بات میں نہیں کی کہ حضرت ابو قتادہؓ جنگ بدر میں شریک ہوئے ظاہر یہ ہے کہ یہ غلطی شعبیؒ سے نہیں بلکہ نیچے والے راوی سے ہے (تہذیب ص ۲۰۵ ج ۱۱) حالانکہ موسیٰؒ بن عبد اللہ نے بھی یہ بات کی ہے جیسا کہ تاریخ بغداد و بیہقی کے حوالہ سے گذر چکا ہے امام طحاویؒ بھی بدری کہتے ہیں۔ امام بخاریؒ بھی بدری لکھتے ہیں دیکھئے (التاریخ الصغیر ص ۵۵) اور طبرانی صغیر ص ۲۴۸ میں سند سے یہ روایت موجود ہے کہ حضرت ابو قتادہؓ نے جنگ بدر کی رات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مسلح پہرہ دیا تھا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَللّٰهُمَّ احْفَظْ اَبَا	اے اللہ تعالیٰ ابو قتادہؓ کی
قَتَادَةَ كَمَا حَفِظَ	اس طرح حفاظت فرما جس طرح
نَبِيَّكَ هٰذِهٖ	اس نے تیری نبیؐ کی حفاظت
اللَّيْلَةَ۔	اس رات کی ہے۔

نیز حضرت حافظ صاحبؒ نے الاصابہ ج ۴ ص ۱۵۶ حرف القاف میں بھی حضرت ابو قتادہؓ کا ترجمہ نقل کیا ہے لیکن کوئی فیصلہ نہیں دیا۔ علامہ ذہبیؒ نے بھی الکاشف ج ۳ ص ۳۲۵ میں ہتھیار ڈال دیئے ہیں بس اتنا فرماتے ہیں فی وفاتہ اختلاف کہ اس کی وفات میں اختلاف ہے۔

ان دلائل سے ثابت ہوا کہ اس روایت میں ابو قتادہؓ کا ذکر کرنا صحیح نہیں چنانچہ امام ابو داؤدؒ عبد الحمید کی روایت کے بعد فرماتے ہیں: حدثنا عیسیٰ بن ابراھیم المصری نا ابن وھب عن اللیث عن یزید بن محمد القرشی و یزید بن ابی حبیب عن محمد بن عمرو بن حلحلۃ عن محمد بن عمرو بن عطاء انہ کان جالسا مع نفر من اصحاب رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھذا الحدیث ولم یذکر ابا قتادۃ الخ

(ابوداؤد ص ۱۲۵/۱ طبع مجتبائی۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ امام ابوداؤدؒ فرماتے ہیں کہ اس سند سے محمد بن عمرو بن عطاء سے یہ حدیث بیان کی گئی ہے اس میں محمد بن عمرو بن عطاء نے حضرت ابوقتادہؓ کا ذکر نہیں کیا (امام ابوداؤدؒ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ عبدالحمید بن جعفر نے غلطی و خطاء کا ارتکاب کیا ہے کہ حضرت ابوقتادہؓ کا ذکر کر دیا ہے) قاضی شوکانی صاحب غیر مقلد نے بھی نیل الاوطار ص ۱۸۷/۲ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کے معارضہ میں پندرہ صحابہ کا نام لیا ہے جن سے رفع یدین کی روایت پیش کی جاتی ہے رجبکہ حضرت حکیم صاحب پچاس صحابہ سے فرضی معارضہ بناتے ہیں) لیکن حضرت قاضی صاحب نے معارضہ میں حضرت ابوقتادہؓ کا ذکر نہیں کیا جس سے ثابت ہوا کہ حضرت ابوقتادہؓ کا اس روایت میں ذکر کرنا سخت غلطی ہے۔ امام بخاریؒ نے بھی صحیح بخاری ص ۱۱۴/۱ میں حضرت ابوحمید الساعدیؓ کی یہ روایت پیش کی ہے لیکن اس میں ابوقتادہؓ کا کوئی ذکر نہیں۔ رفع یدین بھی صرف تکبیر احرام کے وقت ہے۔ عبدالحمید بن جعفر بدعتی ہے قدری یعنی تقدیر خداوندی کا منکر ہے حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ایسے ایک شخص کے متعلق فرمایا ہے:

اِنَّهُ قَدْ اَحْدَثَ فَلَا تَقْرَأْهُ	بے شک وہ بدعتی بن گیا ہے
مِنِّي السَّلَامَ۔	(یعنی تقدیر کا منکر ہو گیا ہے)
(ترمذی وقال ھذا حدیث	اس کو میرے سلام نہ
حسن صحیح غریب ابواب القدر)	کہنا۔

نیز عبدالحمید بن جعفر کو امام نسائیؒ ابو حاتمؒ امام سفیان ثوریؒ محدث یحیٰی بن سعید القطانؒ امام طحاویؒ سب ضعیف قرار دیتے ہیں حافظ ابن قیم حنبلیؒ بھی ائمہ کرامؒ

سے اس راوی پر جرح نقل کرتے ہوئے اس کی ایک حدیث کو ضعیف قرار دیتے ہیں دیکھئے نور الصباح حصہ اول ص ۲۰۲ تا ص ۲۰۴۔ حافظ ابن حجر ایک روایت کے بارے میں فرماتے ہیں:

وتكلم فيه ابن الجوزي	اور اس روایت میں محدث
من اجل عبد الحميد	ابن الجوزیؒ نے کلام کیا ہے
بن جعفر فان فيه مقالا	عبدالحمید بن جعفر کی وجہ سے
(تلخیص الحبیر ص ۲۲۳/۱)	کیونکہ اس میں یقیناً کلام ہے

نیز حافظ ابن حجرؒ تلخیص الحبیر ص ۱۱/۱ میں اور قاضی شوکانی صاحب غیر مقلد نیل الاوطار ص ۲۲۱/۲ میں ایک روایت کے بارے میں فرماتے ہیں:

وقال ابن المنذر	اور ابن المنذر محدث فرماتے
لا يثبته اهل النقل	ہیں کہ عبدالحمید بن جعفر کو محدثینؒ
وفي اسناده مقال	مضبوط نہیں مانتے اور اس
	روایت کی سند میں جرح ہے۔

مولانا شمس الحق عظیم آبادی غیر مقلد نے بھی عبدالحمید بن جعفر کے بارے میں ائمہ محدثین کرامؒ سے جرح و توثیق کا اختلاف نقل کیا ہے دیکھئے (التعلیق المغنی باب مس ذکر وغیرہ ص ۱۵۱/۱) امام دارقطنی ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ عبدالحمید بن جعفر نے عروہ تابعیؒ کے قول کو حضرت بسرۃؓ کی مرفوع حدیث میں درج کر کے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بنا دیا ہے (انا للہ وانا الیہ راجعون) دیکھئے دارقطنی ص ۱۴۸/۱)

نیز سنن دارقطنی ص ۳۱۲/۱ میں ہے ابو بکر الحنفی کہتے ہیں کہ مجھے عبدالحمید بن جعفر نے نوح بن ابی بلال سے ایک روایت عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم (مرفوع حدیث) بیان کردی جب میں خود نوح بن ابی بلال کو ملا اور اس سے یہ روایت پوچھی تو اس نے مجھے یہ بات حضرت ابوہریرہؓ سے بیان کی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نہ بنایا۔ یعنی عبد الحمید بن جعفر نے حضرت ابوہریرہؓ کے فرمان کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بنا دیا (انا للہ وانا الیہ راجعون) ان دلائل سے معلوم ہوا کہ عبد الحمید بن جعفر کا کوئی اعتبار نہیں جب تک کہ کوئی دوسرا اس کی تائید نہ کرے۔ جو حضرات ۵۴ھ میں حضرت ابو قتادہؓ کی وفات کے قائل ہیں ان کے پاس کوئی صحیح روایت نہیں۔ اگر بالفرض حضرت ابو قتادہؓ کی وفات ۵۴ھ میں بھی مان لی جائے تب بھی اس روایت میں ابو قتادہؓ کا ذکر کرنا درست نہیں یہ صرف عبد الحمید بن جعفر کی کاروائی ہے کوئی دوسرا راوی حضرت ابو قتادہؓ کا ذکر نہیں کرتا۔

(۴) حضرت ابو حمید الساعدیؓ سے بھی رفع الیدین عند الرکوع پیش کیا جاتا ہے (شمس الضحیٰ ص۶ بحوالہ صحیح ابن خزیمہ ص۲۹۸ جزء خالد ص۱۳۸ بحوالہ ابوداؤد)۔

الجواب

اس روایت کی سند میں بھی عبد الحمید بن جعفر ہے جس کا ابھی تذکرہ ہو چکا ہے۔

الجواب نمبر۲

حضرت ابو حمیدؓ کا یہ کہنا میں تم سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جانتا ہوں اور صحابہؓ کا جواباً یہ کہنا کہ تم نہ ہم سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والے تھے ہو اور نہ ہم سے پہلے مسلمان ہوئے ہو۔ یہ بات درست نظر نہیں آتی کیونکہ ابو حمید الساعدیؓ کی اسی حدیث کے بعض طرق سے یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ ان دس میں سے ابو اسید الساعدیؓ اور محمد بن مسلمہ اور حضرت ابوہریرہؓ اور سہل بن سعد الساعدیؓ بھی تھے (ابوداؤد وغیرہ) حضرت ابو حمید الساعدیؓ

جنگ احد اور اس کے بعد دوسری اسلامی جنگوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھے جب کہ حضرت ابوہریرہؓ ۷ھ میں اسلام لائے اور سہل بن سعد الساعدیؓ کسی جنگ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک نہ تھے۔ کیونکہ یہ صغار صحابہؓ میں سے ہیں فلہذا حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت سہلؓ کس طرح حضرت ابو حمیدؓ کو کہہ سکتے ہیں کہ آپ ہم سے پہلے اسلام نہیں لائے اور نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ صحبت اختیار کی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ عبد الحمید بن جعفر کے حافظہ کی خرابی کی وجہ سے یہ جھوٹی بات اس روایت میں آگئی ہے ورنہ صحابہ کرامؓ سب عدول اور سچے ہیں صحابہ کرامؓ کے سچے ہونے کی گواہی خود قرآن مجید میں موجود ہے فلہذا یہ روایت قطعاً غلط ہے۔

جواب نمبر۳

محمد بن مسلمہ بدری صحابی ہیں حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں: مات بعد الاربعین (تقریب ص۳۱۹) یعنی ۴۰ھ کے بعد فوت ہوئے ہیں اور قرۃ العینین ص۵۲ والرسائل طبع اول ص۲۸۲ میں ۴۳ھ میں وفات لکھی ہے جبکہ محمد بن عمرو بن عطاء ۴۲ھ یا ۴۳ھ میں پیدا ہوئے فلہذا یہ روایت بالکل بے بنیاد ہے جبکہ غیر مقلدین حضرات محمد بن مسلمہؓ کو بھی رفع الیدین عند الرکوع کے راویوں میں شمار کرتے ہیں (لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم) اس لیے محمد بن عمرو بن عطاء کی صحیح روایت وہ ہے جو بخاری شریف ص۱۱۴ میں حضرت ابو حمید ساعدیؓ سے روایت کی گئی ہے اور اس میں رفع الیدین صرف عند الافتتاح ہے۔ کیونکہ اس میں عبد الحمید بن جعفر نہیں ہے۔

دوسری سند

حدثنا علی بن حسین بن ابراہیم حدثنا ابو بلال حدثنی زہیر ابو خیثمہ حدثنا الحسن بن الحر حدثنی عیسیٰ بن

عبد اللہ بن مالک عن محمد بن عمرو بن عطاء احد بنی مالک عن عباس او عیاش بن سهل الساعدی انه کان فی مجلس فیه ابوه الخ (ابو داؤد بحوالہ جزء رفع الیدین صفحہ ١٢)

اس سند سے بھی حضرت ابو حمیدؓ وابو اسیدؓ وابو ہریرہؓ و سہل بن سعد الساعدی سے رفع الیدین عند الرکوع بیان کیا گیا ہے۔

الجواب

اس سند میں تو کافی گڑبڑ اور اضطراب ہے۔ ابو داؤد صفحہ ١٠٧ ج ١ کی اس سند میں محمد بن عمروؒ کا استاذ عباس یا عیاش بن سہل الساعدی شک کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے اور وہ کہتا ہے کہ میں ایسی مجلس میں موجود تھا جس میں اس کا باپ بھی موجود تھا۔ سنن بیہقی صفحہ ١٠١ ج ٢ میں ہے محمد بن عمرو اخبرنی مالک عن عیاش او عباس بن سهل الساعدی انه کان فی مجلس فیه ابوه - اس میں محمد بن عمرو بن عطاء کا استاذ مالک ہے عیاش یا عباس نہیں۔ البتہ عیاش یا عباس (شک کے ساتھ) وہ مالک کا استاذ ہے۔ طحاوی صفحہ ١٠٧ ج ١ میں ہے:

محمد بن عمرو بن عطاء	محمد بن عمروؒ فرماتے ہیں کہ مجھے
قال حدثنی رجل انه	ایک شخص مجہول نے یہ حدیث
وجد عشرة من اصحاب	بتائی جس نے دس صحابہؓ کو پایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	تھا۔

تو یہ سند کا اضطراب ہے جس کی وجہ سے حدیث ضعیف ہو جاتی ہے اور پھر یہ شکی بات ہے کہ راوی اس حدیث کا عیاش بن سہل ہے جو مجہول ہے اس لیے وہاں حدثنی رجل (کہ مجھے ایک نامعلوم شخص نے یہ حدیث بیان کی) ہے فلہذا اس سند سے بھی رفع یدین عند الرکوع ثابت کرنا قطعاً بے بنیاد ہے۔

دوسرا اضطراب

محمد بن عمرو بن عطاء کا شاگرد عیسیٰ بن عبد اللہ بن مالک الدار العمری ہے جس کو بعض راوی عبد اللہ بن عیسیٰ بھی کہہ دیتے ہیں۔ یہ کبھی اس روایت کو محمد بن عمرو بن عطاء سے روایت کرتا ہے (ابو داؤد صفحہ ١١٠ ج ١ و بیہقی صفحہ ١٠١ ج ٢) اور کبھی براہ راست العباس بن سہل الساعدی عن ابی حمیدؓ سے روایت کرتا ہے (ابو داؤد صفحہ ١١٠ ج ١) درمیان میں محمد بن عمرو الخ کا واسطہ چھوڑ دیتا ہے امام بخاریؒ کے استاذ علی بن المدینیؒ فرماتے ہیں کہ یہ راوی عیسیٰ بن عبد اللہ مجہول ہے۔ اور ابن حبانؒ اس کو ثقات میں ذکر کرتے ہیں (تہذیب التہذیب صفحہ ٢١٦ ج ٨) امام بخاریؒ نے بھی اس راوی کا ذکر التاریخ الکبیر صفحہ ٢٨٩ تا صفحہ ٢٩٠ المجلد السادس القسم الثانی ج ٣ میں کیا ہے اور اس راوی کے اس اضطراب کا اشارہ بھی کیا ہے۔ امام بیہقیؒ فرماتے ہیں:

ورواه عتبة بن ابی	کہ عتبہ بن ابی حکیم نے عبد اللہ
حکیم عن عبد اللہ بن عیسیٰ	بن عیسیٰ سے انہوں نے العباس
عن العباس بن سهل عن	بن سہل سے انہوں نے ابو حمیدؓ
ابی حمید ولم یذکر محمدا	سے روایت کی ہے لیکن درمیان
فی اسناده والصحیح ان	میں محمد بن عمروؒ کا ذکر نہیں کیا
محمد ابن عمرو بن عطاء	سند میں جو صحیح نہیں صحیح یہ ہے
فلم یشهده من ابی حمید	محمد بن عمرو اس واقعہ کا ابو حمید
الساعدی (بیہقی صفحہ ١٠٢ ج ٢)	الساعدیؓ سے خود راوی ہے۔

نیز اس سند میں عتبہ نے عیسیٰ بن عبد اللہ کو عبد اللہ بن عیسیٰ بنا دیا ہے

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں:

عتبة بن ابی حکیم صدوق	عتبہ سچا تو ہے لیکن بہت

یخطئ کثیراً (تقریب ص۴۲۳) خطاء کار ہے۔

اور ابوداؤد ص۱۱۳ ج۱ و بیہقی ص۱۰۱ ج۲ میں: البوبدر شجاع بن الولید حدثنی زهیر ابو خیثمة حدثنا الحسن بن الحر حدثنی عیسی بن عبد الله بن مالك عن محمد بن عمرو بن عطاء۔ یہ سند مذکور ہے جیسا کہ پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے اس سند میں ابو بدر شجاع بن الولید کے بارے میں حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں۔

صدوق له اوهام سچا ہے لیکن اس سے کئی

(تقریب ص۱۴۲) اغلاط کا صدور ہوا ہے۔

اور یہی بات مولانا مبارکپوری صاحب غیر مقلد تحفۃ الاحوذی ص۱۲۹ میں لکھتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ ان خطاء کار راویوں نے اصل حدیث کا حلیہ ہی بگاڑ دیا ہے اصل صحیح حدیث وہی ہے جو محمد بن عمروؒ حضرت ابو حمید الساعدیؓ سے ذکر کرتا ہے جو بخاری ص۱۱۴ ج۱ و بیہقی ص۸۴ ج۲ و ص۱۲۷ ج۲ میں موجود ہے جس میں رفع الیدین صرف تکبیر تحریمہ کے وقت ہے۔

تیسری سند

حدثنا محمد بن بشار حدثنا ابو عامر ثنا فلیح بن سلیمن ثنا عباس بن سهل الساعدی قال اجتمع ابو حمید و ابو اسید الساعدی و سهل بن سعد و محمد بن مسلمة الخ (ابن ماجه ص۶۲)

اس سند سے بھی رفع الیدین عند الرکوع کا ذکر موجود ہے۔

الجواب

یہ سند بھی دوسری سند سے نکلی ہے جس کا ابھی ذکر ہوا گویا یہ سند اس کا بچہ ہے کیونکہ فلیح بن سلیمن کہتا ہے کہ میں نے یہ حدیث عباس بن سہل سے خود سُنی تھی۔

فلم احفظه فحدثنیه اراه ذکر عیسی ابن عبد الله انه سمعه من عباس بن سهل قال حضرت ابا حمید الساعدی (ابوداؤد ص۱۱۱) لیکن میں یاد نہ رکھ سکا تو مجھے یہ حدیث بتائی (عبد اللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں میرا خیال یہ ہے کہ اس عیسیٰ بن عبد اللہ کا ذکر کیا) انہوں نے عباس بن سہل سے سُنا کہ انہوں نے کہا میں حضرت ابو حمیدؓ کے پاس حاضر ہوا۔

اس سے معلوم ہوا کہ فلیح بن سلیمن نے خود عبد اللہ بن مبارک کے سامنے انکشاف کیا کہ یہ حدیث جو عباس بن سہل سے میں نے سُنی تھی وہ مجھے بھول گئی تو اب ان کا استاذ عیسیٰ بن عبد اللہ ہے اور وہ عباسؒ سے یہ حدیث نقل کرتا ہے اور درمیان میں محمد بن عمرو بن عطاء کا واسطہ چھوڑ دیتا ہے اور امام بیہقیؒ سے منقول ہے کہ یہ سند درست نہیں ہے جیسا کہ ابھی مذکور ہوا۔ فلہذا یہ سند الگ نہیں ہے بلکہ دوسری سند سے نکلی ہے۔ ابوداؤد میں گرچہ عبد اللہ بن مبارک کی یہ بات جو انہوں نے فلیح کے بارے میں بتائی ہے معلق ہے لیکن التاریخ الکبیر للبخاری المجلد السادس القسم الثانی ج ۳ ص۲۹۰ میں متصل سند سے امام بخاریؒ نے ذکر فرمائی ہے ملاحظہ ہو۔

وقال محمد اخبر ابن المبارك	اور محمد بن مقاتلؒ نے فرمایا
اخبرنا فلیح سمعت عباس	مجھے عبد اللہ بن مبارک نے خبر
بن سهل فلم احفظ فحدثنی	دی انہوں نے فرمایا کہ مجھے فلیح
اراه قال عیسی بن عبد الله	بن سلیمان نے بتایا کہ یہ حدیث
انه سمعه من عباس	میں عباس بن سہل سے خود سُنی
بن سهل انه حضر ابا حمید الخ	تھی لیکن مجھے بھول گئی تھی الخ

فلہذا فلیح بن سلیمن کا اپنے استاذ عیسیٰ بن عبد اللہ (مجہول) کو چھپا کر عباس بن سہل سے براہ راست یہ روایت نقل کرنا غلط طریقہ ہے جو قطعاً درست نہیں۔

فلیح بن سلیمن سخت ضعیف ہے

امام نسائیؒ فرماتے ہیں لیس بالقوی (قوی نہیں ہے) سنن نسائی ص ۲۵۰ ج ۱
(ثواب من صلی فی الیوم واللیلۃ ثنتی عشرۃ رکعۃ) وکتاب الضعفاء
والمتروکین نسائی ص ۲۵

امام یحیی بن معینؒ فرماتے ہیں قوی نہیں ہے اس کی روایت کو حجت نہ بنایا جائے
قابل اعتماد نہیں اس کی حدیث سے پرہیز کیا جائے (کتاب الجرح والتعدیل
لابن ابی حاتم الجزء السابع۔ قسم ۲ ج ۳ ص ۸۵ ومیزان الاعتدال ص ۲۳۶ ج ۲)

امام ابوحاتمؒ فرماتے ہیں قوی نہیں ہے (کتاب الجرح والتعدیل ایضاً
ومیزان ص ۳۳۶ ج ۲)

محدث ابوکامل مظفر بن مدرکؒ فرماتے ہیں تین آدمیوں کی حدیث سے پرہیز
کیا جاتا ہے یعنی محمد بن طلحۃ بن مصرف۔ اور ایوب بن عتبہ اور فلیح بن سلیمان (میزان ص ۳
وص ۲۳۶ ج ۲ ومقدمہ فتح الباری ص ۴۳۹)

امام ابوداؤدؒ فرماتے ہیں کہ اس کی حدیث سے حجت نہ پکڑی جائے
(میزان)

محدث آجریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابوداؤدؒ کو کہا کہ امام یحیی بن معینؒ
فرماتے ہیں کہ عاصم بن عبید اللہ اور ابن عقیل اور فلیح بن سلیمان کی حدیث سے
حجت نہ پکڑی جائے تو امام ابوداؤدؒ نے فرمایا کہ یحیی بن معینؒ نے سچ فرمایا ہے
(تہذیب التہذیب ص ۳۰۴ ج ۸)

امام حاکم ابواحمدؒ فرماتے ہیں کہ محدثین کرام کے ہاں متین (یعنی مضبوط) نہیں
ہے۔

امام بخاریؒ کے استاد علی بن المدینیؒ فرماتے ہیں کہ عبدالحمید بن سلیمان اور فلیح بن سلیمان
دونوں بھائی ضعیف ہیں۔
محدث ساجیؒ کہتے ہیں کہ سچا ہے لیکن بھول جاتا ہے اور
محدث الرملیؒ امام ابوداؤدؒ سے نقل کرتے ہیں کہ لیس بشیئ ہے (یعنی کچھ
نہیں) (تہذیب التہذیب ص ۳۰۴ ج ۸)

امام طحاویؒ فرماتے ہیں فلیح بن سلیمان لیس معہ من الاتقان ولا
من التثبت فی الروایۃ کما مع الذی روی الحدیث وھو حماد بن
سلمۃ عن ثابت البنانی (مشکل الآثار ص ۳۴۲ ج ۱) کہ فلیح بن سلیمن میں وہ
مضبوطی وقوت نہیں روایت میں جو حماد بن سلمہؒ کو ثابت بنانی کی روایت میں حاصل ہے

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں: صدوق کثیر الخطاء (تقریب ص ۲۷۰) کہ
سچا ہے لیکن بہت خطا کار ہے اور یہی بات مولانا مبارکپوری صاحب غیر مقلد
لکھتے ہیں دیکھئے (تحفۃ الاحوذی ص ۲۲۴ وص ۲۴۱)

البتہ بعض حضرات نے اس کو ثقہ بھی قرار دیا ہے۔ ابن حبانؒ نے اس کو ثقات
میں ذکر کیا ہے دارقطنیؒ نے لا بأس بہ کہا ہے۔ ابن عدیؒ فرماتے ہیں اس کی
حدیثیں اچھی مضبوط ہیں بعض کمزور بھی ہیں میرے نزدیک لا بأس بہ ہے امام مسلمؒ
نے اس سے صرف ایک حدیث روایت کی ہے اور وہ حدیث الافک ہے۔
امام بخاریؒ صحیح بخاری میں اس کی کئی حدیثیں لائے ہیں اس لیے علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں
وماھو بالمتین (الیٰ) وحدیثہ فی رتبۃ الحسن (تذکرۃ الحفاظ
ص ۲۰۷ ج ۱) یہ راوی مضبوط نہیں مگر اس کی حدیث حسن درجہ کی ہے (جس کا درجہ صحیح
حدیث سے کم ہوتا ہے لیکن علامہ ذہبیؒ الکاشف ص ۳۳۲ ج ۲ میں توثیق نقل نہیں کرتے
بلکہ لکھتے ہیں قال ابن معین وابوحاتم والنسائی لیس بالقوی ابن معین و

ابو حاتمؒ و نسائیؒ تینوں امام فرماتے ہیں کہ یہ راوی قوی نہیں ہے۔ حضرت امام بخاریؒ پر بعض محدثینؒ نے اعتراض کیا ہے کہ فلیح بن سلیمن اس درجہ کا راوی نہیں تھا کہ وہ صحیح بخاری کی زینت بنتا۔ اس لئے حافظ ابن حجرؒ جواب میں لکھتے ہیں :

قلت لم يعتمد عليه	کہ میں (ابن حجرؒ) کہتا ہوں کہ
البخاری اعتماده على	امام بخاریؒ کا فلیح پر اعتماد
مالك وابن عيينة واضرا	ایسا نہیں جیسا کہ امام مالکؒ
بهما وانما اخرج له	وسفیان بن عیینہؒ وغیرہما پر ہے
احادیث اکثرها	صرف چند حدیثیں صحیح بخاری میں
فی المناقب وبعضها	اس کی ذکر کی ہیں اکثر تو مناقب
فی الرقاق۔	میں ہیں اور بعض دل کو نرم کرنے
(مقدمه فتح الباری ص۴۳۵)	والی چیزوں کے بیان میں ہیں۔

لیکن حافظ ابن حجرؒ کا یہ جواب ناقص ہے کیونکہ فلیح بن سلیمان رافضی ہے۔ چنانچہ علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں۔

واصعب ما رمى به	اور بہت سخت الزام اس پر وہ
ما ذكر عن ابن معين	ہے جو امام یحیی بن معینؒ محدث
عن ابی کامل قال كانوا يتهمونه	ابو کاملؒ سے نقل کرتے ہیں کہ
لانه تناول من اصحاب	ہمارے نزدیک یہ فلیح متہم ہے
النبی صلی الله علیه وسلم	کیونکہ یہ صحابہ کرامؓ کی برائی بیان
(میزان ص۳۳۶ ج۲)	کرتا تھا۔

صحیح بخاری ص۱۷۹ ج۱ میں روایت ہے کہ حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لڑکی کو دفنانے کے لیے قبرستان میں حاضر تھے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم قبر کے پاس بیٹھے تھے آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے آپ نے پوچھا کیا تم میں سے ایسا بھی کوئی شخص ہے جس نے گذشتہ رات مقارفت نہ کی ہو تو حضرت ابو طلحہؓ نے کہا میں ہوں تو آپ نے فرمایا اس کی قبر میں تو اتر پس وہ قبر میں اترے حضرت عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ (اس حدیث کا راوی) فلیح بن سلیمان کہتا ہے کہ میرا خیال یہ ہے کہ مقارفت کا معنی ذنب (گناہ) یہی مراد ہے۔

اب اس حدیث کی تشریح میں شارحین حدیث بہت پریشان نظر آتے ہیں بعض حضرات کہتے ہیں کہ مقارفت کا معنی جماع کا ہے اور اس میں لطیف اشارہ تھا کہ حضرت ام کلثومؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس رات کو فوت ہوئیں اس رات میں حضرت عثمانؓ نے اپنی کسی لونڈی سے جماع کیا تھا تو ان کو جماع کا خیال تو تھا لیکن حضرت ام کلثومؓ کی مرض شدید کا احساس نہ تھا۔ پھر بعض حضرات نے حضرت عثمانؓ کی طرف یہ عذر پیش کیا ہے کہ حضرت ام کلثومؓ کی مرض عرصہ دراز سے تھی اور حضرت عثمانؓ کافی عرصہ سے جماع سے رکے ہوئے تھے تو مجبوراً اپنی لونڈی سے جماع کر لیا ان کو یہ معلوم نہیں تھا کہ وہ اس رات میں فوت ہو جائے گی۔ بعض حضرات نے اور بھی تفسیریں و تشریحات لکھی ہیں لیکن اس حدیث کا راوی فلیح بن سلیمن اس کی تفسیر ذنب (گناہ) سے کرتا ہے یہ حضرت عثمانؓ پر کوئی خطرناک الزام لگانا چاہتا ہے اگرچہ شارحین نے اس کی بات کو نہیں مانا) فلیح رافضی کی اس تفسیر سے نتیجہ اخذ کرتے ہوئے ایک رافضی غلام حسین نجفی نے اپنے رسالہ السہم المسموم فی نکاح ام کلثوم میں لکھا ہے کہ حضرت عثمانؓ نے حضرت ام کلثومؓ سے مرض کی حالت میں جماع کیا اور ان کو مار دیا اور مرنے کے بعد ان کی مردہ لاش کو بھی معاف نہ کیا گیا۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

فلہذا ایسے رافضی کی روایت اور اس کی تفسیر کو صحیح بخاری میں جگہ دینا کسی طرح مناسب نہیں (سامحہ اللہ وعفا عنہ) اہل سنت کے لیے اس کا جواب آسان ہے

محدثین کرام کا اجماعی ضابطہ ہے کہ کسی بدعتی کی روایت جو اس کے مذہب کے مؤید ہو قابل قبول نہیں بدعتی کی (بشرطیکہ وہ سچا ہو) صرف وہ روایت قابل قبول ہے جو ان کے مذہب کی مؤید نہ ہو۔ اب خلاصہ یہ نکلا کہ ان تین سندوں میں سے کوئی سند بھی اعتبار کے قابل نہیں صرف بیہقی ص۲ و بخاری ص۱۱۴ والی سند قابل اعتبار ہے جس میں رفع الیدین صرف عند الافتتاح مروی ہے۔ پس معلوم ہوا حضرت ابو حمیدؓ و ابو اسید الساعدیؓ و محمد بن مسلمہؓ و سہل بن سعد الساعدیؓ میں سے کسی سے بھی رفع الیدین عند الرکوع ثابت نہیں ہے تو صحابہ کرام کی تعداد ۲۳ ہو گئی جس کے جواب سے ہم فارغ ہو چکے ہیں۔

(۲۴) حضرت ابو موسی الاشعریؓ سے بھی رفع الیدین عند الرکوع پیش کیا جاتا ہے (شمس الضحیٰ ص۷ بحوالہ سنن دارقطنی ص۱۰۸ و جزء خالد ص۱۸۳)

الجواب

اس روایت کا جواب ہم نور الصباح ص۲۳۲ تا ص۲۳۶ میں دے چکے ہیں مگر ان بے چاروں نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا اور نہ دے سکتے ہیں۔

اس روایت کے مرفوع اور موقوف ہونے میں اختلاف ہے لیکن یہ روایت نہ تو مرفوعاً صحیح ہے نہ موقوفاً۔

موقوع روایت کی دو سندیں ہیں۔ دوسری سند یوں ہے ۱۷ حدثنا دعلج بن احمد نا جعفر بن احمد الشاماتی نا محمد بن حمید ثنا زید بن الحباب عن حماد بن سلمة الخ سنن دارقطنی ص۲۹۳ ج۱ اس سند میں محمد بن حمید سے مراد محمد بن حمید الرازی ہے (التعلیق المغنی ص۲۹۲ ج۱ شمس الحق غیر مقلد) اور محمد بن حمید الرازی سخت قسم کا ضعیف ہے بعض نے تو اسے بہت بڑا جھوٹا قرار دیا ہے فلہذا اس سند سے یہ روایت پیش کرنے کے قابل ہی نہیں۔

دوسری خرابی

دوسری خرابی اس سند کا دارومدار حماد بن سلمة المتوفی ۱۶۷ھ پر ہے اور ان کا آخری عمر میں حافظہ (یادداشت) خراب ہو گئی تھی اس لیے متقدمین تلامذہ کی بات کا اعتبار ہو گا لیکن متاخرین تلامذہ کی روایت قابل قبول نہ ہو گی جب کہ زید بن الحباب کی وفات ۲۰۳ھ میں ہوئی ہے اور یہ متاخرین تلامذہ میں سے ہے اس لیے یہ روایت اس سند سے قطعاً بے بنیاد ہے۔

پہلی سند

یوں ہے حدثنا دعلج بن احمد ثنا عبد اللہ بن بشیر دیسہ ثنا اسحاق بن راھویہ نا النضر بن شمیل نا حماد بن سلمة الخ اس میں ایک خرابی تو وہی ہے کہ اس سند کا دارومدار حماد بن سلمہؒ پر ہے جن کی وفات ۱۶۷ھ میں ہوئی ہے جن کا آخری عمر میں حافظہ خراب ہو گیا تھا اور ان سے روایت کرنے والا شاگرد النضر بن شمیل ہے جس کی وفات ۲۰۳ھ میں ہوئی ہے جو متاخر سماع والا ہے فلہذا یہ روایت قابل قبول نہیں ہے۔

دوسری خرابی

اس سند میں نضر بن شمیلؒ کا شاگرد امام اسحٰق بن راھویہ ہے جو بہت بڑے ثقہ اور جلیل القدر محدث تھے لیکن ان کا بھی آخری عمر میں حافظہ خراب ہو گیا تھا ان کی وفات ۲۳۸ھ میں ہوئی ہے امام ابو داؤدؒ فرماتے ہیں:

اسحاق بن راھویہ تغیر	کہ اسحٰق بن راھویہؒ فوت ہونے
قبل ان یموت بخمسة	سے پانچ ماہ قبل تغیر الحافظہ ہو
اشھر وسمعت منه فی	گئے تھے اور میں نے ان سے
تلك الایام فرمیت به	اسی زمانہ میں حدیثوں کا سماع

(تہذیب التہذیب ص۲۱۸ ج۱) کیا تھا اس لئے میں نے ان حدیثوں کو رد کر دیا تھا۔

یہ بات یاد رہے کہ امام ابوداؤدؒ کی وفات ۲۷۵ھ میں ہوئی ہے (تہذیب التہذیب ص۱۷۲ ج۴) جبکہ مذکورہ سند میں امام اسحٰق بن راہویہ کا شاگرد عبداللہ بن شیرویہ ہے جس کی وفات ۳۰۵ھ میں ہوئی ہے دیکھئے شذرات الذھب ص۲۴۶ ج۲ فلہذا یہ سند بھی استدلال کے قابل نہیں۔ حماد بن سلمہؒ کے یہ دو شاگرد زید بن الحباب اور نضر بن شمیل اس روایت کو مرفوعاً بیان کر رہے تھے جس کی حقیقت قارئین کرام پر واضح ہو چکی ہے موقوف اثر کی یہ سند ہے جس کو عبداللہ بن المبارکؒ اپنے استاذ مکرم حماد بن سلمہؒ سے بیان کرتے ہیں وہ فی الحال معلوم نہیں اگر غیر مقلدین حضرات کو اس سند کی ضرورت ہے تو وہ خود تلاش کر کے ہمارے سامنے پیش کریں پھر اس کا جواب نقد ہوگا ادھار نہیں۔

مولانا خالد صاحب کی بدیانتی وجہالت

خالد صاحب لکھتے ہیں۔ دوسری حدیث بھی اسی طرح ہے۔ امام دارقطنی فرماتے ہیں کہ یہ حدیثیں مرفوع اور موقوف دونوں طرح ثابت ہیں۔ حماد نے مرفوع بیان کیا ہے۔ دوسروں نے موقوف (جزء خالد ص۱۸)

الجواب

امام دارقطنیؒ نے ہرگز یہ نہیں فرمایا کہ یہ حدیثیں مرفوع وموقوف دونوں طرح ثابت ہیں یہ خالد صاحب کا محض جھوٹ افترا ہے۔ بلکہ امام دارقطنیؒ اس روایت کے مرفوع وموقوف ہونے کا اختلاف بیان کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

رفعه هذان عن حماد و وقفه غيرهما عنه۔ (دارقطنی ص۲۹۲ ج۱)	کہ یہ دو شاگرد زید بن الحباب و نضر بن شمیلؒ اپنے استاذ حماد بن سلمہ سے اس روایت کو مرفوع بیان کرتے ہیں جبکہ ان دو کے علاوہ دوسرے شاگرد اپنے استاذ حماد بن سلمہؒ سے اس روایت کو موقوف بیان کرتے ہیں۔

یعنی اس روایت کے مرفوع وموقوف ہونے میں حماد بن سلمہؒ کے شاگردوں کا آپس میں جھگڑا واختلاف ہے یہی بات امام دارقطنیؒ بتانا چاہتے ہیں۔ اتنی بات بتانے سے یہ کیسے ثابت ہو گیا کہ امام دارقطنیؒ مرفوع وموقوف دونوں کو ثابت مانتے ہیں۔ (لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم) پھر جہالت یہ ہے کہ خالد صاحب فرماتے ہیں حماد نے مرفوع بیان کیا ہے دوسروں نے موقوف۔ حالانکہ بات صرف حماد کی ہے کبھی یہی حمادؒ اس روایت کو مرفوع بیان کرتا ہے کبھی موقوف۔ معلوم ہوتا ہے تغیر حافظہ کی وجہ سے روایت ان پر رل مل گئی تھی۔ پس ثابت ہوا کہ حضرت ابوموسیٰ الاشعریؓ سے رفع یدین عندالرکوع قطعاً ثابت نہیں ہے۔

(۴۵) حضرت ابوہریرہؓ سے بھی رفع الیدین عندالرکوع پیش کیا جاتا ہے۔ (شمس الضحیٰ ص۷ بحوالہ جزء رفع یدین بخاری ص۲۷ وجزء خالد ص۱۸۵ بحوالہ نسائی وابوداؤد)۔

الجواب

حضرت ابوہریرہؓ کی روایت کے متعلق راقم الحروف نے نور الصباح ص۲۲۳ تا ص۲۲۴ میں بحث کی ہے اور ابن ماجہ والی روایت اور ابوداؤد والی روایت کا اس میں مفصل جواب دیا ہے جس کا جواب ان بے چاروں سے قیامت تک نہیں

ہوسکا انشاء اللہ تعالیٰ خالد صاحب نے حضرت ابوہریرہؓ سے رفع یدین عندالافتتاح کی روایتیں بھی نقل کی ہے چنانچہ وہ خود اقرار کرتے ہیں۔ تیسری حدیث کہ لوگ رفع الیدین چھوڑ گئے ہیں حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ لوگ پہلی رفع یدین بھی چھوڑ گئے تھے جو کہ متنازع فیہ نہیں سمجھی جاتی (جزء خالد صـ۱۸۹) خالد صاحب سے گذارش ہے کہ جب لوگ پہلی رفع یدین چھوڑ گئے تھے تو رکوع کے وقت تو یقیناً چھوڑ گئے تھے تو حضرت ابوہریرہؓ کا پہلی رفع یدین کے چھوڑنے پر ملامت کرنا اور کرنے کو سنت بتانا مگر رکوع کی رفع یدین کے چھوڑنے پر اعتراض نہ کرنا یہ دلیل ہے اس بات کی کہ رکوع کے وقت رفع یدین یقیناً منسوخ ہوچکا تھا۔

دارقطنی والی روایت کا جواب

اس کی سند یوں ہے حدثنا ابوالقاسم عبد اللہ بن محمد بن عبد العزیز حدثنا عثمان بن ابی شیبۃ حدثنا اسمعیل بن عیاش عن صالح بن کیسان عن الاعرج عن ابی ھریرۃ وعن صالح بن کیسان عن نافع عن ابن عمرؓ الخ (دارقطنی صـ۲۹۵ ج۱ تا صـ۲۹۶)

اس کی سند میں اسمٰعیل بن عیاش ہے اس کی روایت عندالجمہور اس وقت قابل قبول ہوسکتی ہے جبکہ یہ شامی راویوں سے روایت کرے ورنہ بالاتفاق مردود ہے اور اس مقام پر یہ صالح بن کیسان سے روایت کررہا ہے جو شامی نہیں بلکہ مدنی ہے دیکھئے تقریب صـ۱۵۰ علاوہ ازیں اسمٰعیل بن عیاش مدلّس بھی ہے اور یہ روایت عن صالح بن کیسان کہہ کر روایت کررہا ہے فلہذا اس سند سے بھی یہ روایت قابل قبول نہیں ہوسکتی۔ جزء رفع یدین بخاری تو قابل اعتماد ہی نہیں کیونکہ اس کے

راوی اور جامع حضرت محمود بن اسحٰق الخزاعی مجہول ہیں اور جھوٹ بولنے کے عادی ہیں علاوہ ازیں اس کی سند میں بھی اسمٰعیل بن عیاش حدثنی صالح بن کیسان واقع ہے یعنی اسمٰعیل کی روایت صالح بن کیسان مدنی سے مردود ہے گرچہ تحدیث کر رہا ہے جیسا کہ جمہور کے ضابطہ کا ذکر کر دیا گیا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے ۲ اثر بھی خالد صاحب نے لکھے ہیں ایک کی سند میں محمد بن اسحٰق مشہور کذّاب اور دجّال موجود ہے۔ حضرت محمود بن اسحٰق جزء رفع یدین بخاری کا راوی قابل اعتماد نہیں اور محمد بن اسحٰق مدلّس تو بالاتفاق ہے یہ اثر وہ عن عبدالرحمٰن کہہ کر روایت کر رہا ہے جو قابل قبول نہیں۔

(لطیفہ)

دوسری سند میں سلیمن بن حرب واقع ہے گرچہ یہ ثقہ ہے شیخ البخاریؒ ہے مگر حکیم صاحب اس کے متعلق لکھتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ نے مکہ کے قاضی سلیمن بن حرب کو کہا کہ اہل الرائے سے الگ ہوجا اور اسے مکہ میں فتویٰ دینے سے روک دیا (شمس الضحیٰ صـ۱۱۵) یہ جواب راقم نے الزامی طور پر نقل کیا ہے ورنہ سلیمن بن حرب کو نہ تو حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ نے اہل الرائے سے الگ ہوجا کہا ہے اور نہ فتویٰ دینے سے روکا ہے یہ حضرت حکیم صاحب کی زبردست جہالت ہے بات کچھ ہوتی ہے حضرت حکیم صاحب کچھ اور ہی سمجھ لیتے ہیں۔ اس کی تفصیل انشاء اللہ تعالیٰ آگے آرہی ہے۔

دوسرا راوی اس کی سند میں قیس بن سعد ہے یہ مجہول ہے۔ اگر اس راوی سے مراد قیس بن سعد ہو اور قیس بن سعید نقل کرنا محمود بن اسحٰق کی کارروائی اور غلطی ہو تو جزء رفع یدین امام بخاریؒ کی طرف منسوب کرنا یہ بھی محمود کی کارروائی ہے یہ کس طرح قابلِ اعتماد ہوسکتی ہے۔ فلہذا حضرت ابوہریرہؓ رفع الیدین عندالرکوع کی کوئی سند بھی ثابت نہیں البتہ رفع الیدین عندالافتتاح کی سندیں صحیح ہیں اور وہی

قابل اعتماد ہیں۔

(۴۶) حضرت انسؓ سے بھی رفع الیدین عند الرکوع پیش کیا گیا ہے (شمس الضحیٰ ص بحوالہ ابن ابی شیبہ ص۲۳۵ ج۱ وجزء خالد ص۱۹۰)

الجواب

راقم الحروف نے اس کا جواب نور الصباح ص۲۲۶ تا ص۲۲۸ میں دیا ہے لیکن ان بے چاروں سے اس کا جواب نہیں ہو سکا اور نہ قیامت تک ہو سکتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔ مختصراً دوبارہ ملاحظہ ہو۔ یہ روایت رفع یدین عند الرکوع کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنا درست نہیں کیونکہ محدثین کرامؒ اس کو مرفوع تسلیم نہیں کرتے (دیکھئے طحاوی ص۱۱۱ ج۱ وسنن دارقطنی ص۲۹۰ ج۱)

نمبر۲: اس کی سند میں حمید راوی مدلس ہے اور یہ روایت وہ عن سے بیان کرتا ہے اور مدلس راوی کا عنعنہ سے روایت کو بیان کرنا محدثین کرامؒ کے ہاں قابل قبول نہیں دیکھئے (طبقات المدلسین لابن حجرؒ ص۱۲ والتعلیقات السلفیہ لعطاء اللہ حنیف غیر مقلد مرحوم ص۱۲۹ ج۱)

نمبر۳: ابن ماجہ کی روایت مختصر ہے اس میں دو مقام پر رفع یدین کرنے کا ذکر ہے یعنی افتتاح کے وقت اور رکوع کرتے وقت۔ دارقطنی میں یہ روایت مکمل ہے وہاں چار مقام میں رفع یدین کرنے کا ذکر ہے۔

(۱) نماز میں داخل ہوتے وقت

(۲) رکوع کرتے وقت

(۳) رکوع سے سر اٹھاتے وقت

(۴) سجدہ کرتے وقت۔

اور ابن ابی شیبہ ص۲۳۵ میں یہ روایت یوں ہے:

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ فِی الرُّکُوْعِ وَالسُّجُوْدِ۔	کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں اور سجدہ میں رفع یدین کرتے تھے۔

یہ یاد رہے کہ دارقطنی وابن ابی شیبہ کی روایتیں بھی حمید راوی سے مروی ہیں لہٰذا غیر مقلدین پر لازم ہے کہ وہ سجدہ کرتے وقت بھی رفع یدین کریں جس کے وہ قائل نہیں ہیں۔

مولانا خالد کی خیانت و بددیانتی

مولانا خالد صاحب سنن دارقطنی کی حدیث کا ترجمہ کرتے وقت وَاِذَا سَجَدَ کے الفاظ کا ترجمہ چھوڑ دیا ہے جس کا معنی یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے وقت بھی رفع یدین کرتے تھے جبکہ اصل حدیث میں وَاِذَا سَجَدَ کے الفاظ نقل بھی کئے ہیں اور خالد صاحب امام دارقطنیؒ سے نقل کرتے ہیں حمید سے سوائے عبد الوہاب کے کسی نے مرفوع بیان نہیں کیا۔ یہی درست ہے کہ یہ حضرت انسؓ کا اپنا فعل ہے (جزء خالد ص۱۹۱) آپ خالد صاحب اگر حضرت انسؓ کا یہ اپنا فعل ہے تو آپ نے اس پر عمل کرنا ہے یا نہیں۔ اگر عمل نہیں کرنا تو اس کو پیش کرنے کا کیا فائدہ محض اس خیانت کرنے کے لیے کہ مسلمانوں کو دھوکا میں ڈالا جائے اور اِذَا سَجَدَ کا ترجمہ چھوڑ دیا جائے تاکہ مسلمان آسانی سے دھوکہ کھا سکیں لیکن ابن ابی شیبہ کی روایت کا ترجمہ آپ نے یوں کیا ہے۔ کہ آپؐ رکوع سجود کے وقت رفع الیدین کیا کرتے تھے (جزء خالد ص۱۹۱) فلہٰذا یہ روایت آپ کے نزدیک صحیح ہے تو آپ سجدہ میں رفع یدین نہیں کرتے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں کے ساتھ استہزاء کرنا جائز نہیں۔ جبکہ دوسرے غیر مقلدین حضرات اس روایت کو پیش ہی نہیں کرتے

جیسا کہ عبدالرشید صاحب انصاری اور اس کے معاونین نے دارقطنی اور ابن ابی شیبہ والی اس روایت کو الرسائل میں پیش نہیں کیا بلکہ اس کی تردید لکھی ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں تنقید۔

(۱) اس کی سند صحیح نہیں کیونکہ اس میں حمید الطویل مدلس ہے وہ حضرت انس رضؓ سے عن کے ساتھ روایت کرتا ہے۔ حافظ ابن حجرؒ طبقات المدلسین میں فرماتے ہیں۔ حمید الطویل حضرت انس رضؓ کا مشہور ساتھی اور کثیر التدلیس ہے۔ یہاں تک کہا گیا ہے کہ اس کی اکثر احادیث بواسطہ ثابت اور قتادہ ہیں اور امام نسائی نے اسے مدلس کہا ہے (ابکار المنن ص۲۰۶)

(۲) حمید کے شاگرد حفاظ اسے حضرت انس رضؓ سے موقوف بیان کرتے ہیں اور صرف عبدالوہاب ثقفی ہی مرفوع بیان کرتا ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ یہ حضرت انس رضؓ کا قول ہے مرفوع حدیث نہیں (ابکار المنن ص۲۰۶)

الغرض سجدوں کی حالت میں رفع یدین حضور اکرمؐ اور صحابہ کرام سے صحیح سند کے ساتھ ثابت نہیں اس لیے مصنف کا اہل حدیث پر طعن کرنا کہ وہ احادیث کے باوجود اس سنت کے تارک ہیں درست نہیں (الرسائل ص۱۷۶ طبع سوم)

اور مولانا عطاء اللہ حنیف مرحوم نے بھی اس روایت کا رد لکھا ہے دیکھئے (التعلیقات السلفیہ ص۱۲۹/۱) مگر مولانا سلفی مرحوم کے شاگردوں میں حیا مفقود ہو چکی ہے۔

عبدالرشید انصاری اور اس کے معاونین بھی بے حیا ہیں

اس مقام پر حمید الطویل پر سخت جرح کر دی ہے جبکہ الرسائل ص۲۵۷ طبع سوم میں ابن ماجہ کی مختصر روایت کو حمید الطویل کی سند سے بطور حجت کے پیش کر دیا۔

(لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم)

حضرت انس رضؓ کا عمل

اس میں بھی بعض روایتیں رفع یدین بین السجدتین کی بھی مروی ہیں مثلاً ابن ابی شیبہ ص۲۷۱/۱ میں ہے:

حدثنا ابوبکر قال حدثنا وکیع عن حماد بن سلمۃ عن یحییٰ بن ابی اسحٰق عن انس انہ کان یرفع یدیہ بین السجدتین	کہ حضرت انس رضؓ دو سجدوں کے درمیان رفع یدین کرتے تھے۔

اور ابن ابی شیبہ ص۲۳۵/۱ میں حمید الطویل کی سند سے مروی ہے کہ حضرت انس رضؓ نماز میں داخل ہوتے وقت اور رکوع کرتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرتے تھے۔ اور حمید الطویل پر خود غیر مقلد جرح کرتے ہیں جیسا کہ گذرا اسی طرح جزء البخاری میں بھی رفع یدین بین السجدتین کا ذکر بھی ہے جس پر امام بخاریؒ کا اعتراض بھی منقول ہے دیکھئے جزء البخاری مترجم ص۷۸۔ ہمارے نزدیک یہ رسالہ قابل اعتماد نہیں کیونکہ اس کا راوی محمود مجہول ہے۔ فلہذا حضرت انس رضؓ سے رفع یدین عند الرکوع ذکر کرنا قطعاً غلط ہے۔ ہاں حضرت انس رضؓ سے رفع یدین عند الافتتاح مروی ہے اور وہ قابل اعتماد ہے کیونکہ وہ اجماعی مسئلہ ہے

(۴) حضرت ابوبکر صدیق رضؓ سے بھی رفع یدین عند الرکوع پیش کیا جاتا ہے (شمس الضحیٰ ص۷۹ بحوالہ سنن کبریٰ ص۲/۲ و جزء خالد ص۱۵۶)

الجواب

راقم الحروف نے نور الصباح ص۲۱۷ تا ص۲۱۹ میں اس کا مفصل جواب لکھا

ہے مگر مولانا سلفی مرحوم کے شاگرد جواب دینے کی صلاحیت سے محروم ہیں اور تاقیامت محروم ہی رہیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

جواب نمبر ۱

اس کی سند میں امام حاکم ابوعبداللہ شیعہ ہیں اور شیعہ نماز میں رفع یدین کرتے ہیں محدثین کرام کا اصول ہے کہ شیعہ کی وہ روایت جو اُن کے مذہب کی تائید کرتی ہو قابل قبول نہیں چند حوالے ملاحظہ ہوں

حوالہ نمبر ۱

علامہ محمد بن ابراہیم الوزیر المتوفی ۸۴۰ھ لکھتے ہیں :

فانھم مجمعون علی ان ابا عبداللہ الحاکم بن البیع من ائمۃ الحدیث مع معرفتھم انہ من الشیعۃ۔ (الروض الباسم ص ۱۲۲/۱)

کہ محدثین حضرات کا اس بات پر اتفاق ہے کہ امام حاکم ائمہ حدیث میں سے ہیں باوجود اس کے ان کو یہ بھی معلوم ہے کہ وہ شیعہ فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

حوالہ نمبر ۲

غیر مقلدین حضرات کے مذہب کے مجدد نواب صدیق حسن خان صاحب محدث ابن طاہرؒ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے امام حاکمؒ کے متعلق محدث ابو اسماعیل عبداللہ بن محمد الہرویؒ سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ حدیث میں ثقہ ہے لیکن خبیث قسم کا رافضی ہے۔ نواب صاحب فرماتے ہیں وایں دلیل است برآنکہ شیعی غالی بود لیکن ذہبی گفتہ ھو شیعی لا رافضی (ھدایۃ السائل ص ۵۲۵)

حوالہ نمبر ۳

خطیب بغدادیؒ المتوفی ۴۶۳ھ لکھتے ہیں :

وکان ابن البیع یمیل الی التشیع۔ فحدثنی ابو اسحاق ابراھیم بن محمد الارموی بنیسابور وکان شیخا صالحا فاضلا عالما قال جمع الحاکم ابوعبداللہ احادیث زعم انھا صحاح علی شرط البخاری ومسلم یلزمھما اخراجھا فی صحیحیھما۔ منھا الحدیث الطائر۔ ومن کنت مولاہ فعلی مولاہ۔ فانکر علیہ اصحاب الحدیث ذالک ولم یلتفتوا فیہ الی قولہ ولا صوبوہ فی فعلہ (تاریخ بغداد ص ۴۷۴/۵)

کہ امام حاکمؒ تشیعیت کی طرف میلان رکھتے تھے مجھے ابو اسحاق الارمویؒ جو نیک فاضل اور عالم شخص تھے نے بتایا کہ امام حاکمؒ نے (مستدرک میں) احادیث جمع کی ہیں کہ اس گمان پر کہ بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہیں امام بخاریؒ و امام مسلمؒ کو ان کا بیان کرنا صحیحین میں لازم تھا ان حدیثوں میں سے حدیث پرندہ والی اور حدیث ہیں جس کا مولیٰ ہوں علیؓ بھی مولیٰ ہے۔ محدثین کرامؒ نے اس کارروائی کو غلط قرار دیا ہے اور امام حاکمؒ کی بات نہیں مانی۔

حوالہ نمبر ۴

یہی عبارت خطیب بغدادیؒ کی مولانا عبدالرحمن مبارکپوری غیر مقلد مقدمہ تحفۃ الاحوذی ص ۱۷۷ میں نقل کرتے ہیں۔

حوالہ نمبر ۵

علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ :

هُوَ شِيْعِيٌّ مَشْهُوْرٌ بِذٰلِكَ مِنْ غَيْرِ تَعَرُّضٍ لِلشَّيْخَيْنِ۔ (میزان ص۶۰۸)

امام حاکمؒ مشہور شیعہ ہیں لیکن حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے خلاف کچھ نہیں کہتے۔

حوالہ نمبر ۶

محدث ابن طاہرؒ کہتے ہیں کہ میں نے ابو اسمٰعیل عبداللہ انصاریؒ سے امام حاکمؒ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا اِمَامٌ فِي الْحَدِيْثِ رَافِضِيٌّ خَبِيْثٌ (حدیث میں امام ہیں لیکن خبیث قسم کے رافضی ہیں) میزان ص۶۰۸ و سیر اعلام النبلاء ص۱۷۴ ج۱۷۔ علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انصاف کو پسند کرتا ہے یہ مرد امام حاکمؒ رافضی نہیں صرف شیعہ ہیں (میزان ص۶۰۸ و سیر اعلام النبلاء ص۱۷۴ ج۱۷)

حوالہ نمبر ۷

ابن طاہرؒ فرماتے ہیں باطنی طور پر شیعہ کے سخت خلاف تھے اور ظاہری طور پر دہ سُنی ہونا ظاہر کرتے تھے اور خلافت خلفاء راشدینؓ کو بھی مانتے تھے لیکن حضرت معاویہؓ اور آپ کے خاندان سے بیزار تھے بلکہ ان کے خلاف سخت قسم کا بغض رکھتے تھے یہ بات علانیہ طور پر ظاہر کرتے تھے اور اس میں کوئی عذر نہ کرتے تھے۔

حوالہ نمبر ۸

شذرات الذہب ص۱۷۶ ج۳ میں ہے۔

وَكَانَ فِيْهِ تَشَيُّعٌ وَحَطٌّ عَلٰى مُعَاوِيَةَ وَهُوَ ثِقَةٌ حُجَّةٌ قَالَهُ فِي الْعِبَرِ۔ امام حاکمؒ میں شیعیت تھی اور حضرت معاویہؓ کی تنقیص کرتے تھے حدیث میں معتبر اور حجۃ تھے یہی بات علامہ ذہبیؒ نے عبر میں لکھی ہے۔

حوالہ نمبر ۹

شذرات الذہب ص۱۷۶ میں ابن ناصر الدینؒ کے حوالہ سے لکھا ہے۔

فِيْهِ تَشَيُّعٌ وَتَصْحِيْحُ وَاهِيَاتٍ۔

اس میں شیعیت تھی اور سخت قسم کی ضعیف روایات کو صحیح کہہ دیتے تھے۔

حوالہ نمبر ۱۰

ابو نعیم الحداد سمعت الحسن بن احمد السمرقندی الحافظ سمعت ابا عبد الرحمن الشاذیاخی الحاکم یقول کنا فی مجلس السید ابی الحسن فسئل ابو عبد اللہ الحاکم عن حدیث الطیر فقال لا یصح ولو صح لما کان احدٌ افضل من علیٍّ بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم فهذہ حکایةٌ قویةٌ فما باله اخرج حدیث الطیر فی المستدرک فکانه اختلف اجتهادہ۔ (سیر اعلام النبلاء ص۱۶۸ ج۱۷ تا ص۱۶۹)

ابو نعیم الحدادؒ فرماتے ہیں میں نے حافظ سمرقندیؒ سے سُنا وہ فرماتے ہیں میں نے ابو عبد الرحمن شاذیاخیؒ سے سُنا وہ فرماتے ہیں کہ ہم سید ابو الحسنؒ کی مجلس میں تھے تو وہاں امام حاکمؒ سے سوال کیا گیا پرندے والی حدیث کے بارے میں تو انہوں نے فرمایا کہ صحیح نہیں اگر یہ حدیث صحیح ہوتی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت علیؓ سے افضل کوئی نہ ہوتا۔ علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں یہ واقعہ صحیح ہے لیکن کیا وجہ ہے کہ امام حاکمؒ نے مستدرک میں یہ حدیث ذکر کر دی ہے شاید کہ ان کی تحقیق بدل گئی تھی۔

اس واقعہ کی بنا پر علامہ تاج الدین سبکیؒ نے امام حاکمؒ سے شیعیت کا دفاع کیا

ہے دیکھئے (طبقات سبکی صفحہ ۱۶۸ تا ۱۶۹ ج ۲)۔ لیکن امام حاکمؒ کا بعد میں اس روایت کو صحیح کہنا اور مستدرک میں لے آنا یہ دلیل ہے اس بات کی کہ وہ حضرت علیؓ کو حضرت صدیق اکبرؓ و حضرت عمر فاروقؓ سے بھی افضل جانتے تھے جیسا کہ خود ان کے الفاظ سے واضح ہوتا ہے۔

نوٹ: حدیث الطیر کی تشریح یہ ہے کہ ایک دفعہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے جو تجھے زیادہ محبوب ہے وہ میرے پاس بھیج تاکہ وہ میرے ساتھ اس پرندے کا گوشت کھائے تو حضرت علیؓ تشریف لائے اور آپ کے ساتھ پرندے کا گوشت کھایا۔ یہ حدیث سند کے لحاظ سے سخت ضعیف ہے جبکہ امام حاکمؒ بخاری و مسلم کی شرط پر مستدرک صفحہ ۱۳۱ ج ۳ میں اس کو صحیح کہتے ہیں پہلے خود کہا تھا کہ یہ روایت صحیح نہیں ہے۔

حوالہ نمبر ۱۱

علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں دَفَعُوْلَہٗ اِنَّ عَلِیًّا وَصِیٌّ (میزان صفحہ ۶۰۸ ج ۳)

امام حاکمؒ حضرت علیؓ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصی مانتے ہیں۔ شیعہ اپنی اپنے بنیاد اذان میں کہتے ہیں اَنَّ عَلِیًّا وَصِیُّ رَسُوْلِ اللّٰہِ شیعہ کا عقیدہ یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوشیدگی میں حضرت علیؓ کو بعض چیزیں بتائی تھیں اور وصیت فرمائی تھی کہ ان کو پوشیدہ رکھنا کسی کو نہ بتانا۔ حالانکہ ایسی کوئی بات ثابت نہیں یہ شیعہ کے خرافات میں سے ایک جھوٹی و من گھڑت کہانی ہے۔

حوالہ نمبر ۱۲

شیعہ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ بیت اللہ شریف کے اندر پیدا ہوئے ہیں حالانکہ یہ بناوٹی بات ہے اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے البتہ حضرت حکیم بن حزام کے متعلق صحیح مسلم صفحہ ۶ اور مستدرک صفحہ ۴۸۲ (صفحہ ۴۸۳) میں ہے کہ وہ کعبہ شریف کے اندر پیدا ہوئے ہیں۔

مصعبؒ بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ حضرت حکیمؓ سے قبل یا اس کے بعد کوئی بھی بیت اللہ شریف کے اندر پیدا نہیں ہوا امام حاکمؒ گرفت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

دھم مصعب فی الحرف	مصعب آخری بات میں بھول
الاخیر فقد تواترت	گئے ہیں حالانکہ متواتر خبروں سے
الاخبار ان فاطمة بنت اسد	ثابت ہے کہ حضرت فاطمہ بنت
ولدت امیر المومنین علی بن	اسد حضرت علیؓ کی والدہ نے
ابی طالب کرم اللہ وجھہ	حضرت علیؓ کو کعبہ شریف کے
فی جوف الکعبة (مستدرک صفحہ ۴۸۳)	اندر جنا۔

کسی ایک خبر صحیح سے بھی اس کا ثبوت نہیں ملتا چہ جائیکہ اخبار متواترہ سے اس کا ثبوت ہو اگر کوئی خبر ہوتی تو کم از کم امام حاکمؒ پر اس کا بیان کرنا لازمی تھا چونکہ ایسا نہیں کیا گیا۔ اس لیے محدثین کرامؒ کے ضابطہ کے پیش نظر امام حاکمؒ کی ہم وہ بات قبول کریں گے جو ان کے مذہب کے مؤید نہ ہو ہاں اگر مسئلہ اجماعی ہو تو پھر کوئی حرج نہیں ہے فلہذا یہ روایت بھی قابل قبول نہیں ہے۔

جواب نمبر ۲

یہ روایت منقطع نظر آتی ہے کیونکہ ابو عبداللہ الصفار الزاہد نے اپنی کتاب سے املاء کراتے ہوئے کہا کہ ابو اسماعیل سلمیؒ نے کہا معلوم ہوا یہ روایت انہوں نے خود نہیں سنی بلکہ کسی واسطہ سے ان تک پہنچی ہے علاوہ ازیں علامہ تاج الدین سبکیؒ فرماتے ہیں۔

فذھب علمہ بدعاء	اس راوی پر اپنے شیخ نے
الشیخ علیہ۔	بد دعا کی جس کی وجہ سے اس کا
(طبقات الشافعیہ صفحہ ۱۶۷ ج ۲)	علم ضائع ہو گیا۔

پس معلوم ہوا کہ ان کا حافظہ خراب ہو گیا تھا اور نسیان کا مرض لاحق ہو گیا تھا فلہذا یہ روایت بھی قابل اعتماد نہیں ہے۔

جواب نمبر ۳

اس کی سند میں ابو اسمٰعیلؒ بھی متکلم فیہ ہے بعض محدثین کرامؒ نے اس پر کلام کیا ہے

جواب نمبر ۴

محمد بن الفضل السدوسی العارم کا آخری عمر میں حافظہ خراب ہو گیا تھا فلہذا جب تک قدیم السماع راوی اس سے روایت نہ کرے قابل اعتماد نہیں دیکھئے نور الصباح ص۲۱۷ تا ص۲۱۸ حصہ اول۔

فتاوی ستاریہ ج۳ ص۱۲۴ میں ایک روایت کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔ چار راوی مخدوش ہیں۔ ایک محمد بن فضل سدوسی عارم ہے جس کا آخری عمر میں حافظہ خراب ہو گیا تھا اور عقل زائل ہو گئی تھی جس کا سماع ۲۲۰ھ سے پہلے کا ہے وہ روایت اس کی معتبر ہو گی دوسری نہیں میزان الاعتدال وغیرہ ملاحظہ ہو پس مستدل پر لازم ہے کہ اس روایت کو قبل اختلاط و تغیر ثابت کرے ورنہ خرط القتاد۔ علامہ البانی غیر مقلد ایک روایت کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

وفيه عندي نظر لان في	کہ میرے نزدیک اس حدیث کی
سنده عارماً ابا النعمان	صحت میں نظر ہے کیونکہ اس کی
واسمه محمد بن الفضل و	سند میں ابو النعمان محمد بن فضل
كان تغير في اختلط في	عارم واقع ہے جو آخری عمر میں خراب
آخر عمره۔	حافظہ والا ہو گیا تھا بلکہ حدیث

(سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ والموضوعہ ص۲۴۵ ج۳) اس پر رَل مل گئی تھی۔

نیز ایک حدیث کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں

قلت و هذا اسناد معلول	کہ میں کہتا ہوں یہ سند میرے نزدیک
عندي بابي النعمان واسمه	ضعیف ہے کیونکہ ابو النعمان کا نام
محمد بن الفضل السدوسي	محمد بن فضل سدوسی ہے اور اس
ولقبه عارم وهو وان كان	کا لقب عارم ہے وہ اگرچہ ثقہ
ثقة فقد كان اختلط وصفه	تھا لیکن آخری عمر میں اختلاط کا شکار
بذالك جماعة من الائمة	ہو گیا تھا یہ بات محدثین کرامؒ کی
منهم ابو داؤد والنسائي	ایک جماعت نے کہی ہے ان میں
والدارقطني وغيرهم قال	سے امام ابو داؤدؒ و امام نسائیؒ و
ابن ابي حاتم في الجرح والتعديل	محدث دارقطنیؒ وغیرہم ہیں امام
(۴/۱/۵۹) سمعت ابي يقول	ابو حاتمؒ کہتے ہیں کہ آخری عمر میں
اختلط في اخر عمره و زال	اس کا عقل بھی زائل ہو گیا تھا
عقله فمن سمع منه قبل الاختلاط	جس نے اختلاط سے پہلے سنا
فسماعه صحيح۔	ہے اس کا سماع صحیح ہے۔

(سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ والموضوعہ ص۱۲ ج۳ تا ص۱۳)

خلاصہ یہ ہے کہ محمد بن اسماعیل السلمیؒ کی وفات ۲۸۰ھ میں ہوئی ہے اور اس کے استاذ عارمؒ کی وفات ۲۲۴ھ میں ہوئی ہے اور ۲۲۰ھ میں اس پر حد درجہ خلط ملط ہو گئی تھی تو سلمیؒ کا سماع ۲۲۰ھ سے پہلے اپنے استاذ سے قطعاً ثابت نہیں ہو سکتا کیونکہ درمیان میں ساٹھ سال کا فاصلہ ہے۔ اور ساٹھ سال سے پہلے سماع ثابت کرنا ناممکن ہے۔ بغیر جانچ پڑتال کے قبول نہیں کی جا سکتی۔

جواب نمبر ۵

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی ہے اور اسی طرح ابوبکرؓ و عمرؓ کے پیچھے نماز پڑھی ہے پس وہ پہلی تکبیر کے سوا رفع یدین نہ کرتے تھے (دارقطنی وغیرہ) پس حضرت ابوبکر صدیقؓ سے رفع یدین ثابت نہیں۔

(۴۸) حضرت مالک بن حویرث سے بھی رفع الیدین عند الرکوع پیش کیا جاتا ہے (شمس الضحیٰ ص۱۷ بحوالہ البخاری ص۱۰۲ ج۱ جزء خالد ص۹۰)

الجواب

حضرت مالکؓ بن حویرث کی روایت جو بخاری ص۱۰۲ ج۱ میں آئی ہے اور راقم الحروف نے نور الصباح ص۲۲۹ میں اس کا جواب دیا ہے اس کے متعلق خود حضرت حکیم صاحب لکھتے ہیں۔ چودھویں دلیل بخاری شریف سے لی وہ بھی حدیث نہیں مالک بن حویرث کا اثر ہے (شمس الضحیٰ ص۱۱۲) حکیم صاحب نے مان لیا کہ بخاری شریف کی مذکورہ روایت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث نہیں ہے ماشاء اللہ ہمیں تو ایسے قسم کے حکیموں کی ضرورت ہے جو اپنے مذہب کے دلائل کی خود تردید کریں اس میں علامہ البانی غیر مقلد کی تحقیق یہ ہے کہ یہ روایت مرسل ہے کیونکہ حدثت کے اندر جو ضمیر ہے اس کا مرجع ابوقلابہ تابعی ہیں حضرت مالکؓ نہیں۔ دیکھئے تعلیقات مشکوٰۃ ص اور مرسل روایت بھی غیر مقلدین حضرات کے ہاں قابل حجت نہیں چنانچہ الرسائل ص۱۵ طبع سوم میں ہے اور محدثین کے نزدیک مرسل حدیث قابل حجت نہیں ہوتی۔ پھر اس حدیث میں رفع یدین سجدہ کرتے ہوئے اور سجدہ سے سر اٹھاتے ہوئے بھی موجود ہے (جس کے غیر مقلدین حضرات منکر ہیں) ملاحظہ ہو۔

حدیث نمبر ۱

اخبرنا محمد بن المثنی	محمد بن المثنی۔ معاذ بن ہشام
قال حدثنا معاذ بن هشام	ہشام۔ قتادۃ۔ نصر بن عاصم

قال حدثني ابي عن قتادة عن	مالک بن الحویرث سے کہ نبی
نصر بن عاصم عن مالك بن	اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رفع
الحويرث ان النبي صلى الله	یدین کرتے تھے جب نماز
عليه وسلم كان اذا دخل في	میں داخل ہوتے اور جب رکوع
الصلوة يعني رفع يديه واذا ركع	کرتے اور جب رکوع سے سر
فعل مثل ذالك واذا رفع راسه	اٹھاتے اور جب سجدہ سے
من الركوع فعل مثل ذالك واذا	سر اٹھاتے ان سب مقاموں
رفع راسه من السجود فعل	میں رفع یدین کرتے
مثل ذالك كله يعني رفع يديه	تھے۔

(نسائی مع التعلیقات السلفیہ ص۱۲۵ ج۱ باب رفع الیدین)

اس حدیث میں سجدہ سے سر اٹھانے کے وقت بھی رفع یدین موجود ہے اس حدیث کو خالد صاحب گرجاکھی نے بھی ذکر کیا ہے اور ترجمہ یوں کیا ہے اور جب سجدوں سے سر اٹھاتے اسی طرح رفع الیدین کرتے دیکھئے جزء خالد ص۹۲ ج۱

حدیث نمبر ۲

اخبرنا محمد بن المثنی حدثنا	محمد بن المثنیؒ۔ ابن ابی عدیؒ
ابن ابی عدی عن شعبة	شعبہؒ۔ قتادہ۔ نصر بن عاصمؒ
عن قتادة عن نصر بن عاصم	مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ
عن مالك بن الحويرث انه	دیکھا نبی اکرم صلی اللہ علیہ
رأى النبي صلى الله عليه وسلم	وسلم کو رفع یدین کرتے ہوئے
رفع يديه في صلوته	رکوع کرتے وقت اور رکوع
اذا ركع واذا رفع رأسه	سے سر اٹھانے کے وقت اور

سجدہ کرتے وقت اور سجدہ	من الرکوع واذا سجد واذا رفع
سے سر اٹھاتے وقت دونوں	رأسہ من السجود حتّٰی یحاذی
کانوں کی لو کے برابر۔	بهما فروع اذنیہ۔

(نسائی مع التعلیقات السلفیہ ص ۱۲۹/۱)

اس حدیث میں سجدہ کرتے وقت اور سجدہ سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کا ذکر موجود ہے خالد صاحب گھرجاکھی نے جزء رفع الیدین ص ۹۲ میں ۱۷۳ پر اس حدیث کو ذکر کیا ہے مگر ترجمہ نہیں کیا شاید شیعہ کے تقیہ والے مسلک پر عمل کرتے ہوئے (لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم)

حدیث نمبر ۳

اخبرنا محمد بن المثنی حدثنا عبد الاعلی حدثنا سعید عن قتادۃ عن نصر بن عاصم عن مالک بن الحویرث انہ رأی النبی صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدیہ فذکر مثلہ (نسائی مع التعلیقات ص ۱۲۹/۱ باب رفع الیدین للسجود)

اس کا ترجمہ حدیث نمبر ۲ کی طرح ہے اس حدیث کا تذکرہ بھی خالد صاحب نے جزء ص ۹۲ نمبر ۱۷۴ میں کیا ہے مگر ترجمہ نہیں کیا۔

حدیث نمبر ۴

حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی ثنا محمد بن جعفر ثنا سعید عن قتادۃ عن نصر بن عاصم عن مالک بن الحویرث انہ رأی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یرفع یدیہ اذا اراد ان یرکع واذا رفع رأسہ واذا رفع رأسہ من السجود حتّٰی یحاذی بهما فروع اذنیہ (مسند احمد ص ۴۳۷/۳)

اس حدیث کا ترجمہ پہلی حدیث کی طرح ہے البتہ اس میں تکبیرہ تحریمہ کے وقت رفع یدین کا ذکر نہیں ہے لیکن اس میں سجدہ سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کا ذکر ہے خالد صاحب گھرجاکھی نے بھی اس کو جزء رفع الیدین ص ۹۴ میں ۱۷۷ کے تحت ذکر کیا ہے مگر مجبود الحواس نے حوالہ مسند احمد ص ۵/۵۳ کا دیا ہے حالانکہ وہاں یہ حدیث موجود ہی نہیں پھر تکبیر تحریمہ کے وقت رفع الیدین کا ذکر کر دیا ہے حالانکہ تکبیرہ تحریمہ کے وقت رفع الیدین کا ذکر اس حدیث میں نہیں ہے۔ اور سجدوں سے سر اٹھاتے ہوئے ترجمہ کیا ہے۔

حدیث نمبر ۵

حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی ثنا محمد بن ابی عدی عن سعید عن قتادۃ عن نصر بن عاصم عن مالک بن الحویرث انہ رأی نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یرفع یدیہ فی صلوتہ اذا رفع رأسہ من الرکوع واذا سجد واذا رفع رأسہ من سجودہ حتی یحاذی بهما فروع اذنیہ (مسند احمد ص ۴۳۶/۳)

اس حدیث میں رفع یدین رکوع سے سر اٹھاتے وقت اور سجدہ کرتے وقت اور سجدہ سے سر اٹھاتے وقت کا ذکر ہے۔ مگر خالد صاحب نے یوں ترجمہ کیا ہے آپ رکوع وسجود میں کانوں تک رفع الیدین کرتے (جزء خالد ص ۹۵)

حدیث نمبر ۶

عبد اللہ۔ امام احمد بن حنبلؒ عفانؒ	حدثنا عبد اللہ حدثنی
ہمامؒ۔ قتادۃ۔ نصر بن عاصم۔	ابی ثنا عفان ثنا همام ثنا قتادۃ
مالک بن الحویرث بے شک	عن نصر بن عاصم عن مالک
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رکوع	بن الحویرث ان النبی صلی اللہ

علیه وسلم کان یرفع یدیه حیال فروع اذنیه فی الرکوع والسجود (مسند احمد ج۵ ص...)	میں اور سجدہ میں کانوں کی لو کے برابر رفع یدین کرتے تھے۔

اس کا ذکر بھی خالد صاحب نے جزء رفع الیدین ص ۹۵ میں کیا ہے۔

حدیث نمبر ۷

حدثنا الصائغ بمکة قال حدثنا عفان قال حدثنا همام قال انبأنا قتادة باسناده ان النبی صلی الله علیه وسلم کان یرفع یدیه حیال اذنیه فی الرکوع والسجود (صحیح ابوعوانه ص ۹۵ ج۲)

اس حدیث کا ترجمہ بعینہ اوپر والی حدیث کی طرح ہے۔ اس کا ذکر بھی خالد صاحب نے کیا ہے (جزء خالد ص ۱۰۳)

حافظ ابن حجرؒ فتح الباری ص ۱۷۷ ج۲ میں لکھتے ہیں۔ بہت زیادہ صحیح حدیث جس پر میں مطلع ہوا ہوں نسائی کی روایت ہے جس میں رفع الیدین سجدہ میں کرنے کا ذکر ہے اس میں سعید بن ابی عروبہؒ منفرد نہیں بلکہ ہمام عن قتادہؒ اس کے متابع موجود ہیں جیسا کہ صحیح ابوعوانہ میں موجود ہے۔

اس حدیث میں قتادہؒ کے بہت سے شاگرد سجدہ کرتے وقت یا سجدہ سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کا بیان کرتے ہیں۔

(۱) نسائی کی پہلی حدیث جو ہم نے اس مقام پر بیان کی ہے اس میں ہشامؒ نے اپنے استاذ قتادہؒ سے رفع یدین بین السجدتین کا ذکر کیا ہے۔

(۲) دوسری حدیث میں شعبہؒ نے قتادہؒ سے یہی بات نقل کی ہے۔

(۳) تیسری اور چوتھی اور پانچویں حدیث میں سعیدؒ اپنے استاذ قتادہؒ سے رفع یدین بین السجدتین کا ذکر کرتے ہیں۔

(۴) حدیث نمبر ۶ و نمبر ۷ میں ہمامؒ اپنے استاذ قتادہؒ سے رفع یدین بین السجدتین کا ذکر کرتے ہیں۔

حافظ ابن حجرؒ نے سعیدؒ کا ایک متابع ہمامؒ بتایا ہے ابوعوانہ کے حوالہ سے حالانکہ یہ ہمامؒ مسند احمد ص ۵۳ ج۵ میں بھی ہیں اس کے علاوہ سعیدؒ کے متابع شعبہؒ اور ہشامؒ بھی خود نسائی میں موجود ہیں جن پر حضرت حافظ صاحبؒ کی نظر نہیں پڑی۔

بہر حال خالد صاحب نے بھی یہ سات حدیثیں نقل کی ہیں لیکن عمل ان کا ان کے خلاف ہے جب یہ حدیثیں خالد صاحب کے ہاں صحیح ہیں تو خالد صاحب ان پر عمل کیوں نہیں کرتا کیا انکار حدیث کسی اور چیز کا نام ہے۔

خالد صاحب کا ایک لحاظ سے ہم شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے مسلک کی جڑوں کو اکھاڑنے کے لیے ان حدیثوں کو صحیح سمجھ کر روایت کر دیا ہے اللہ تعالیٰ ان کو مزید توفیق عطاء فرمائے کہ وہ غیر مقلدین کے مسلک کی دھجیاں اڑاتے ہوئے فضاء آسانی میں بکھیر دیں۔

ع عدوے شر برانگیزد کہ خیر ما دراں باشد

حضرت حکیم صاحب نے بھی مولانا خالد صاحب کی اس کتاب جزء رفع الیدین کی بہت تعریف کی ہے دیکھئے (شمس الضحیٰ ص ۱۳)

غیر مقلدین حضرات کی زبردست پریشانی

بعض غیر مقلدین حضرات نے تو ان حدیثوں کو صحیح سمجھ کر سجدوں میں رفع یدین کرنا بھی شروع کر دیا چنانچہ علامہ احمد محمد شاکرؒ غیر مقلد فرماتے ہیں کہ ابن حزمؒ نے رفع یدین بین السجدتین کی روایات کو صحیح قرار دیا ہے محدث ابن القطانؒ نے بھی صحیح قرار دیتے ہیں۔

وھو الحق الصواب الذی	اور یہی حق اور صواب ہے
ناخذ بہ وانظر تعلیقنا	جس پر ہمارا عمل ہے محلی ابن
علی المحلی فی المسئلۃ	حزم ص۸۸ ج۴ تا ص۹۵ کے
کلہا ص۸۸ ج۴ ص۹۵ تعلیقات	مقام پر ہماری تعلیقات کا
شاکر علی الترمذی ص۳۲ ج۲ تا ص۴۳	مطالعہ کرو۔

اور فتاویٰ علمائے حدیث ص۲۰۵ ج۴ تا ص۲۰۷ میں اس مسئلہ کی تائید کی گئی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے یہ حدیث رفع یدین سجدوں میں کرنے کی صحیح ہے متروک العمل نہیں اس حدیث پر کوئی جرح نہیں اس حدیث کا کوئی ناسخ نہیں بعض صحابہؓ اور تابعینؒ نے بھی اس پر عمل کیا ہے اس حدیث کے صحیح ہونے میں شک نہیں ہے اس حدیث میں سوائے تدلیس قتادہ کے اور کوئی جرح نہیں۔ لیکن شعبہ کے قول سے یہ تدلیس مرتفع۔ شعبہ کی عادت تھی کہ قتادہ سے مدلس حدیث کو روایت نہیں کرتا تھا اور یہاں خود راوی ہے اس حدیث کا۔ یہ رفع یدین منسوخ نہیں بلکہ حضور علیہ السلام کا آخری فعل ہے اس رفع یدین کا عامل مردہ سنّت کو زندہ کر رہا ہے جو مستحق ہے سو اجر شہید کے ملنے کا۔

یہ غیر مقلدین حضرات کے علماء کے فیصلے ہیں جن کا خلاصہ ہم نے پیش کیا ہے۔

اب بہتر تو یہی رہے گا کہ سب غیر مقلدین حضرات اس رفع یدین پر عمل کریں ورنہ ان کے بزرگوں اور علماء کے بارے میں فیصلہ کیا جائے کہ وہ بہت ساری حدیثوں کے منکر تھے اور اسی حالت میں مر گئے۔

اگر غیر مقلدین حضرات ان حدیثوں کو نہیں مانتے تو اس کا جو جواب وہ دیں گے وہی جواب ہماری طرف سے رفع یدین عند الرکوع

کا تصور کریں۔

نواب صدیق حسن خان صاحب کا جواب

یہ روایت نصر بن عاصم سے مروی ہے اور یہ نصر بن عاصم ضعیف ہے پھر بعض روایتوں میں رفع یدین بین السجدتین کا ذکر نہیں ہے بعض میں ہے چنانچہ ثابت ہوا کہ مالک بن حویرث کی روایت میں اضطراب ہے اور یہ اضطراب ضعف روایت کا باعث ہے (دلیل الطالب ص۲۹۵ تا ص۲۹۶ ملخصاً) بحوالہ فتاویٰ علمائے حدیث ص۲۲۸ ج۴ تا ص۲۲۹) نواب صاحب کے نزدیک یہ روایت اضطراب کی وجہ سے بھی ضعیف ہے۔

عبدالرشید صاحب انصاری اور اس کے معاونین نے نصر بن عاصم کو ثقہ قرار دیا ہے اور اس کے حوالے کتب اسماء الرجال سے نقل کئے ہیں دیکھئے الرسائل ص۴۶۸ تا ص۴۶۹ طبع سوم لیکن ان ناعاقبت اندیش افراد نے الرسائل ص۲۷ میں قتادہؒ پر جرح کر دی ہے جو نصر بن عاصم کا شاگرد ہے جب کہ قتادہ عن نصر بن عاصم کی سند سے رفع یدین عند الرکوع کی روایات کو بطور حجت کے الرسائل کے مختلف مقامات میں ذکر بھی کر دیا ہے ملاحظہ ہو الرسائل ص۲۳۶ و ص۲۴۳ و ص۲۴۵، ص۲۴۶، ص۲۴۷، ص۲۵۲ و ص۲۷۸ و ص۲۸۸ و ص۳۰۷ و ص۳۰۸ و ص۳۱۳ و ص۳۱۶ و ص۳۱۸، ص۳۲۷ و ص۳۲۸ و ص۳۲۹ و ص۳۴۸ و ص۳۵۰ و ص۳۵۵ و ص۳۶۰ و ص۳۶۱ (ڈبل) و ص۲۷۱ و ص۲۷۶ یہ طبع سوم کے صفحات ذکر کئے گئے ہیں۔

مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری غیر مقلد تحفۃ الاحوذی اور ابکار المنن میں قتادہ پر تدلیس کا الزام لگاتے ہوئے حدیث کو رد کرتے ہیں لیکن یہ بات

درست نہیں ہے قتادہؒ کا شاگرد جب شعبہؒ ہو تو وہ حدیث سماع پر محمول ہوگی ہے تدلیس کا الزام ختم ہو جاتا ہے جیساکہ فتاویٰ علمائے حدیث کے حوالہ سے گزرا ہے نیز دیکھئے طبقات المدلسین لابن حجرؒ صـ۲۱ وتحفۃ الاحوذی ج۲ صـ۱۵۸ فلہٰذا قتادہؒ کی وہ حدیثیں جو شعبہؒ کے طریق سے مروی ہیں صحیح ہیں جن میں صرف رکوع کے وقت رفع یدین ہے وہ ادھوری ہیں اور جن میں شعبہؒ کے طریق سے سجدہ میں بھی رفع یدین کا بیان ہے وہ مکمل ہے فلہٰذا اس روایت کا جواب تدلیس والا درست نہیں رہے گا پس جو جواب سجدہ میں رفع یدین کا ہوگا وہی جواب رکوع میں رفع یدین کا ہماری طرف سے تصور فرمالیں اگر سجدہ میں رفع یدین منسوخ ہے تو رکوع میں منسوخ ہوگا اگر یہ جواب دینا ہے (جیساکہ علامہ سندھیؒ اور مولانا عبدالتواب غیر مقلد نے دیا ہے) کہ اصل رفع یدین نہ کرنا ہے فلہٰذا ترک رفع یدین پر عمل ہوگا بعینہٖ یہی جواب ہماری طرف رفع یدین عندالرکوع میں ہے۔

(۴۹) حضرت وائلؓ بن حجر سے رفع یدین عندالرکوع پیش کیا جاتا ہے (شمس الضحیٰ صـ۷ بحوالہ مسند احمد ج۴ صـ۳۱۸ وجزء خالد صـ۱۰)

الجواب نمبرا

حضرت ابراہیم نخعی تابعیؒ کے سامنے جب اس روایت کو پیش کیا گیا تو حضرت ابراہیمؒ نے فرمایا:

أَحَفِظَ وَائِلٌ وَنَسِيَ	کیا حضرت وائلؓ نے نبی
ابْنُ مَسْعُوْدٍ وَلَمْ	اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز
يَحْفَظْهُ إِنَّمَا رَفَعَ	کو یاد رکھا ہے اور حضرت
الْيَدَيْنِ عِنْدَ افْتِتَاحٍ	عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

الصلوٰۃ۔	بھول گئے ہیں اور یاد نہ رکھ
(مسند ابویعلیٰ بحوالہ	سکے حالانکہ رفع یدین صرف
التعلیق الممجد صـ۹۳)	اور صرف ابتداء نماز میں ہے۔

نیز حضرت ابراہیمؒ فرماتے ہیں کہ میرے خیال میں حضرت وائلؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف ایک دن نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے تو کیا حضرت وائلؓ نے رفع یدین عندالرکوع کو یاد رکھا اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یاد نہ رکھ سکے ہیں نے ان میں سے کسی سے نہیں سنا کہ وہ رفع یدین عندالرکوع کرتے ہوں وہ صرف ابتداء نماز میں تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کرتے تھے (موطا محمد صـ۹۳)۔

اور طبرانی ج۲۲ صـ۱۲ میں ہے۔

هُوَ أَعْلَمُ بِرَسُوْلِ	کیا حضرت وائلؓ رسول اللہ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ	صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْ	زیادہ جاننے والے ہیں یا حضرت
عَبْدُ اللّٰهِ - فَإِنَّمَا كَانَ	ابن مسعودؓ حالانکہ حضرت
يَرْفَعُ يَدَيْهِ عِنْدَ الْافْتِتَاحِ۔	ابن مسعودؓ صرف ابتداء میں
	رفع یدین کرتے تھے۔

نیز دیکھئے دارقطنی ج۱ صـ۲۹۱ وسنن بیہقی ج۲ صـ۸۱۔ حضرت ابراہیمؒ حدیث کی پہچان میں صراف تھے چنانچہ امام احمدؒ فرماتے ہیں:

عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ	کہ امام اعمشؒ فرماتے تھے
كَانَ إِبْرَاهِيْمُ صَيْرَفِيًّا	حضرت نخعیؒ حدیث کی

فی الحدیث۔ پہچان میں صراف تھے۔

(کتاب العلل ومعرفۃ الرجال ص۱۴۳)

اسی طرح علامہ ذہبیؒ تذکرۃ الحفاظ ص۶۹ ج۱ میں لکھتے ہیں کہ حضرت ابراہیم نخعیؒ حدیثوں کو پرکھنے میں صراف اور نقاد تھے اور بلند پایہ علماء اور محدثین میں سے تھے الخ۔ اس بلند پایہ صراف اور نقاد کا فیصلہ یہ ہے کہ رفع یدین صرف تکبیرہ تحریمہ کے وقت ہے اس کے علاوہ درست نہیں ہے۔

امام شافعیؒ کا اعتراض

مولانا عبدالحی لکھنوی مرحوم لکھتے ہیں کہ امام بیہقیؒ کتاب المعرفۃ میں حضرت امام شافعیؒ سے نقل کرتے ہیں کہ بہتر بات یہ ہے کہ حضرت وائلؓ کی بات کو اختیار کیا جائے کیونکہ وہ جلیل القدر صحابیؓ ہیں پس ان کی حدیث کو اس شخص کے قول سے کس طرح رد کیا جا سکتا ہے جو مرتبہ میں ان سے کم ہے (التعلیق الممجد ص۹۳)

الجواب

امام بیہقیؒ نے جو امام شافعیؒ سے اعتراض نقل کیا ہے اس کی نسبت امام شافعیؒ کی طرف درست نہیں کیونکہ یہاں مقابلہ ابراہیم نخعیؒ اور حضرت وائلؓ کا نہیں بلکہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا اور حضرت وائلؓ کا ہے اور یقینی بات ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ کا مقام اور مرتبہ حضرت وائلؓ سے زیادہ ہے فلہذا بات حضرت عبداللہ عنہ کی قابل اعتماد ہو گی۔ دوسری بات یہ ہے کہ حضرت ابراہیم تابعیؒ ہیں بلند پایہ محدث ہیں

ان کی بات کو تسلیم کرنا امام شافعیؒ کے قول سے بہتر ہے کیونکہ امام شافعیؒ نہ تو تابعی ہیں اور نہ کسی تابعی کے شاگرد ہیں اور نہ کسی محدث نے امام شافعیؒ کو حدیث پرکھنے کا صراف قرار دیا ہے تو صراف کے مقابلہ میں غیر صراف کی بات کس طرح درست ہو سکتی ہے۔

امام احمدؒ کے ہاں حضرت وائلؓ کی حدیث قابل عمل نہیں ہے

حافظ ابن عبدالبر مالکیؒ لکھتے ہیں:

قیل لابی عبد اللہ	کہ امام احمدؒ سے پوچھا گیا کہ
تذهب رفع الیدین	دوسری رکعت سے اٹھتے
فی القیام من اثنتین	وقت بھی ہم رفع یدین کریں
ایضاً قال لا۔ اما	تو فرمایا نہ کرو میں (امام احمدؒ)
اذهب الی حدیث	سالم عن عبداللہ بن عمرؓ کی
سالم عن ابیه	حدیث پر عمل کرتا ہوں وائلؓ
ولا اذهب الی حدیث	بن حجرؓ کی روایت پر عمل نہیں
وائل بن حجر لانه	کرتا کیونکہ اس کے الفاظ
مختلف فی الفاظه	مختلف ہیں۔ عاصم بن کلیب
حدیث عاصم بن کلیب	کی حدیث کے الفاظ عمرو بن
خلاف حدیث عمرو بن	مرہ کی حدیث کے خلاف
مرۃ (التمہید ص۲۲۴ ج۹)	ہیں۔

یعنی وائلؓ بن حجرؓ کی روایت میں اضطراب اور اختلاف ہے اس لیے قابل عمل نہیں ہے۔ غیر مقلدین حضرات دوسری رکعت کے تشہد

کے بعد جب تیسری رکعت کے لیے اٹھتے ہیں تو اس وقت بھی رفع الیدین کرتے ہیں حتیٰ کہ اس کو بھی متواتر کہہ دیتے ہیں حالانکہ ائمہ اربعہؒ کا اجماع ہے کہ اس مقام پر رفع یدین نہیں ہے۔

امام احمدؒ کا فیصلہ وائلؓ بن حُجر کی روایت کے بارے میں قارئین کرام کی خدمت پیش کر دیا گیا ہے اور اس سے پہلے صراف حدیث حضرت ابراہیم نخعیؒ کا فیصلہ ذکر ہو چکا ہے۔

جواب نمبر ۲

حضرت وائلؓ کی بعض روایتوں میں رفع یدین بین السجدتین کا ذکر بھی موجود ہے دیکھئے ابوداؤد ص ج ۱ والتمہید ص ج ۲۲۷/۹

جب کہ غیر مقلدین حضرات اس کے قائل نہیں ہیں۔ امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ وائلؓ کی روایت میں ہمامؒ نے رفع الیدین بین السجدتین کا ذکر نہیں کیا۔ لیکن امام ابوداؤدؒ نے جو روایت ذکر فرمائی ہے اس میں رفع یدین بین السجدتین کا ذکر موجود ہے اور عبدالوارث بن سعید اس روایت کا راوی ثقہ ہے اس کے علاوہ حضرت وائلؓ کی روایت میں تو ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کا ذکر بھی موجود ہے دیکھئے مسند احمد ص ج ۴/۳۱۶ وطبرانی ص ج ۲۲ والبوداؤد الطیالسی بحوالہ جزء رخالد ص ۱۲۰ وسنن دارمی بحوالہ جزء خالد ص ۱۲۱۔ مولانا صاحب گوجرانوالہ اس حدیث کا ترجمہ یوں کرتے ہیں۔ وائل کہتے ہیں آپؐ ہر اٹھنے بیٹھنے پر تکبیر کہتے اور رفع الیدین کرتے (جزء خالد ص ۱۲۰)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر اٹھتے بیٹھتے وقت تکبیر کہتے اور تکبیر کے ساتھ رفع یدین بھی کرتے (جزء خالد ص ۱۲۲)

اب غیر مقلدین حضرات کو چاہیے کہ وہ ہر تکبیر کے وقت رفع الیدین

کریں جب کہ ان کا عمل اس حدیث پر نہیں ہے۔

حافظ ابن عبد البرؒ کا فیصلہ

قال ابو عمر زیادۃ وائل بن حجر فی حدیثہ رفع الیدین بین السجدتین قد عارضہ فی ذالک ابن عمر بقولہ وکان لا یرفع بین السجدتین والسنن لا تثبت اذا تعارضت وقد افعت ووائل بن حجر انما رآہ ایاما قلیلۃ فی قدومہ علیہ وابن عمر صحبہ الی ان توفی صلی اللہ علیہ وسلم فحدیث ابن عمر اصح عندھم واولی ان یعمل بہ من حدیث وائل بن حجر۔

(التمہید ص ۲۲۷/۹)

ابو عمرؒ کہتا ہے کہ وائلؓ بن حجر کا اپنی حدیث میں رفع یدین بین السجدتین کا اضافہ کرنا حضرت ابن عمرؓ کے قول کے معارض ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدوں میں رفع یدین نہ کرتے تھے اور جب روایتوں میں تعارض ہو تو سنتیں ثابت نہیں ہو سکتیں اور وائلؓ نے چند دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے تھے جب کہ ابن عمرؓ تا وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپؐ کے ساتھ رہے پس ابن عمرؓ کی حدیث وائلؓ کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے کہ اس پر عمل کیا جائے۔

پس حافظ ابن عبد البرؒ امام احمدؒ و حضرت ابراہیم نخعیؒ کا فیصلہ یہ ہے کہ یہ حدیث قابل عمل نہیں ہے۔

جواب نمبر۲

پہلی مرتبہ حضرت وائلؓ ۹ھ میں تشریف لائے تھے اس وقت رفع یدین پر تکبیر وغیرہ کے وقت ان کی روایت میں مذکور ہے لیکن جب دوبارہ ۱۰ھ میں تشریف لائے تو اس وقت رفع یدین صرف تکبیر تحریمہ کے وقت تھا اس کے علاوہ نہیں تھا۔

چنانچہ ابوداؤد شریف ص۱۱۱ ج۱ میں ہے:

ثم اتيتهم فرايتهم	کہ پھر میں (وائلؓ) ان صحابہ
يرفعون ايديهم	کرامؓ کے پاس دوبارہ آیا
الى صدورهم	تو ان کو رفع یدین کرتے
في افتتاح الصلوة	دیکھا وہ ابتداء نماز میں سینوں
وعليهم برانس	تک رفع یدین کرتے
واكسية	تھے دراں حالیکہ ان پر برانڈیاں
	اور چادریں تھیں۔

مولانا خالد صاحب گھرجاکھی غیر مقلد بھی اس روایت کا ذکر کرتے ہوئے ترجمہ یوں تحریر کرتے ہیں۔ پھر میں دوبارہ آیا تو سینہ تک ہاتھ اٹھاتے تھے شروع نماز میں اور ان پر بڑے کوٹ اور اونی چادریں تھیں۔ (جزء خالد ص۱۱۱) اور عبد الرشید انصاری اور اس کے معاونین اس کا ترجمہ اس طرح لکھتے ہیں۔

پھر میں ان کے پاس آیا تو میں نے دیکھا کہ وہ اپنے ہاتھوں کو سینے

تک شروع نماز میں اٹھاتے اور ان پر برانڈیاں اور چادریں تھیں۔ (الرسائل طبع اوّل ص۳۱۷)۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رفع یدین عند الرکوع ۱۰ھ میں منسوخ ہوگیا تھا۔ یہی بات جب راقم الحروف نے عبد الرشید انصاری کو لکھ کر بھیجی تو انہوں نے الرسائل طبع دوم ص۳۱۸ میں اس روایت کو کاٹ دیا ہے۔ یہ ہے غیر مقلدین حضرات کی دیانتداری (خدا تعالیٰ ان کے شر سے پناہ دے) اس حدیث کا ذکر شرح السنۃ میں امام بغویؒ نے بھی کیا ہے دیکھئے ص۲۸ ج۳

خالد صاحب کی خیانت و بددیانتی

سنن دار قطنی ص۲۹۱ ج۱ میں حضرت وائلؓ کی حدیث کا جواب دیتے ہوئے حضرت ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں:

إِنَّمَا رَفْعُ الْيَدَيْنِ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ۔ لَفْظُ جَرِيْرٍ۔

ذکر رفع یدین صرف ابتداء نماز کے وقت ہے اس کے علاوہ نہیں ہے (یہ لفظ جریر محدثؒ نے اپنی روایت میں ذکر کئے ہیں)

مولانا خالد صاحب اس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں۔ اور افتتاح کی رفع الیدین کے الفاظ جریر کے ہیں (جزء خالد ص۱۲۵) یہ بات کیا تھی اور خالد صاحب نے تحریف کا ارتکاب کرتے ہوئے کیا بنادی ہے (لاحول ولاقوۃ الا باللہ)

وضاحت

اس روایت کی سند میں حصینؒ کے دو شاگرد ہیں (۱) ہشیم (۲) جریرؒ تو جریرؒ اپنی اس روایت انما رفع الیدین عند افتتاح الصلوۃ

کے الفاظ نقل کرتا ہے جب کہ ہشیمؒ نے یہ الفاظ نقل نہیں کیے۔ لیکن طبرانی ص۲ میں حصینؒ کا ایک شاگرد زائدہؒ بھی ہے اور وہ یہ الفاظ جریرؒ کی طرح نقل کرتا ہے۔

بہر حال راقم الحروف نے نور الصباح حصہ اول ص۲۲۳ تا ص۲۲۴ میں دلیل ۱۵ کے تحت جو اس روایت پر بحث کی تھی اور اس کا جواب دیا تھا اس کا جواب مولانا اسماعیل سلفی مرحوم کے نااہل شاگردوں یعنی حکیم محمود صاحب اور خالد صاحب گھرجاکھی صاحب نے نہیں دیا اور نہ قیامت تک دے سکتے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ۔

(۵۰) حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے بھی رفع الیدین عند الرکوع پیش کیا جاتا ہے (دیکھئے شمس الضحیٰ ص بحوالہ بخاری ص۱۰۲ ج۱ و جزء خالد ص۱۶)

الجواب

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت میں سخت اضطراب ہے۔ رفع یدین بین السجدتین کی روایات بھی ان سے مروی ہیں اور ان کا عمل بھی منقول ہے کہ وہ سجدہ کرتے وقت رفع یدین کرتے تھے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔

عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِذَا دَخَلَ فِي الصَّلٰوةِ وَاِذَا رَكَعَ وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ وَاِذَا سَجَدَ وَبَيْنَ الرَّكْعَتَيْنِ

يَرْفَعُهُمَا اِلٰى ثَدْيَيْهِ قَالَ عَلِيٌّ هٰذَا اِسْنَادٌ لَا دَاخِلَةَ فِيْهِ وَمَا كَانَ ابْنُ عُمَرَ لِيَرْجِعَ اِلٰى خِلَافِ مَا رَوٰى مِنْ تَرْكِ الرَّفْعِ عِنْدَ السُّجُوْدِ اِلَّا وَقَدْ صَحَّ عِنْدَهُ فِعْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِذٰلِكَ۔

(محلّٰی ابن حزم ص۲۹۷ ج۲)

نافعؒ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ جب نماز میں داخل ہوتے تو رفع یدین کرتے تھے اور جب رکوع کرتے اور جب سمع اللہ لمن حمدہ کہتے اور جب سجدہ کرتے اور دو رکعتوں کے درمیان سینہ تک رفع یدین کرتے تھے (ابن حزمؒ) نے کہا کہ اس روایت کی سند میں کوئی خرابی نہیں ہے اور ابن عمرؓ کا اپنی روایت ترک رفع یدین عند السجود سے رجوع کرنا یہ دلیل ہے اس بات کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے رفع یدین عند السجود ابن عمرؓ کے ہاں صحیح طور پر ثابت ہے۔

اور مزید روایات رفع یدین بین السجدتین کی راقم نے نور الصباح حصہ اول ص۱۹۱ میں ذکر کر دی ہیں۔

دوسرا اضطراب

ابن عمرؓ کی ایک روایت میں دو رکعتوں سے اٹھتے وقت رفع یدین کا ذکر بھی ہے (بخاری ص۱۰۲ ج۱) جبکہ ائمہ اربعہؒ کا اتفاق ہے کہ اس مقام پر رفع یدین نہیں ہے۔ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں۔

قَدْ رَوٰى يَحْيَى الْقَطَّانُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعًا

حضرت امام مالکؒ عن نافع عن ابن عمرؓ (مرفوعاً) نقل کرتے ہیں۔

هذا الحديث	اس حدیث کو اور اس حدیث
ومنه ولا يرفع	میں ہے کہ اس کے بعد
بعد ذالك اخرجه	رفع یدین نہیں کرتے تھے
الدارقطني في الغرائب	امام دارقطنیؒ نے غرائب
باسناد حسن وظاهره	میں حسن سند سے اخراج
يشمل النفي عما عدا	کیا ہے اور اس حدیث
المواطن الثلاثة	میں بظاہر تین مقام (عند الافتتاح، عند الرکوع، بعد الرکوع) کے سوا سب مقامات
(فتح الباری ص ۳۶۳/۲)	میں رفع یدین کرنے کی نفی ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دو رکعتوں سے اٹھتے وقت رفع یدین نہیں ہے جبکہ غیر مقلدین اس پر عمل کرتے ہیں۔

تیسرا اضطراب

بعض روایات میں رکوع کرتے وقت رفع یدین کا ذکر نہیں ہے چنانچہ امام مالکؒ اپنے استاد ابن شہاب زہریؒ سے سالمؒ سے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو کندھوں تک رفع یدین کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو بھی اسی طرح رفع یدین کرتے اور سمع اللہ لمن حمدہ کہتے اور سجدہ میں رفع یدین نہ کرتے تھے (موطا مالک)

امام مالکؒ سے امام شافعیؒ یہ روایت اسی طرح نقل کرتے ہیں دیکھئے

صحیح ابو عوانہ ص ۹۱/۲ و سنن بیہقی ص ۷۹/۲۔ عبداللہ بن مسلمہ القعنبیؒ بھی کبھی امام مالکؒ سے اس مقام پر رفع یدین کا ذکر نہیں کرتے (بیہقی ص ۹۳/۲، ص ۷۹/۲) اور کبھی ذکر کر دیتے ہیں (صحیح بخاری)۔

اور سنن نسائی ص ۱۲۶/۱ مع التعلیقات میں یحییٰ بن سعیدؒ بھی امام مالکؒ سے رفع یدین عند الرکوع کا ذکر نہیں کرتے نیز دیکھئے جزء خالد ص ۲۳۔

اور ابن عمرؓ کی موقوف روایت میں امام مالکؒ سے رفع یدین عند الرکوع ذکر نہیں کرتے (موطا مالک و ابو داؤد ص ۱۱۵/۱ نیز دیکھئے الرسائل ص ۲۲۱) اور استذکار ابن عبدالبر میں یہ روایت امام مالکؒ سے اسی طرح ذکر کی گئی ہے دیکھئے جزء خالد ص ۲۵ چنانچہ خالد صاحب اس کا ترجمہ یوں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو کندھوں تک ہاتھ اٹھاتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو بھی اسی طرح کرتے۔ نیز دیکھئے جزء خالد ص ۲۸ و ص ۱۱ و ص ۹ علامہ ابن عبدالبرؒ لکھتے ہیں:

هكذا رواه يحيى عن	اسی طرح امام مالکؒ سے
مالك لم يذكر فيه الرفع	یحییٰؒ نے روایت کیا ہے
عند الانحطاط الى الركوع	اور رکوع کرتے وقت رفع
وتابعه على ذالك جماعة	یدین کا ذکر نہیں کیا اور
من الرواة للموطا عن	موطا مالک کے بہت سے
مالك منهم القعنبي و	راویوں نے اسی طرح روایت
ابو مصعب وابن بكير و	کیا امام مالکؒ سے ان میں
سعيد بن الحكم بن ابي	سے قعنبیؒ، ابو مصعبؒ، ابن
مريم ومعن بن عيسى	بکیرؒ، سعید بن الحکمؒ، معنؒ۔

والشافعی ویحیی بن یحیی	اور امام شافعیؒ و یحییٰ نیسابوری، اسحٰقؒ
النیسابوری واسحاق	بن الطباع روحؒ بن عبادة
بن الطباع وروح بن	عبداللہ زبیریؒ، کاملؒ
عبادة وعبد الله بن نافع	بن طلحہ، اسحٰقؒ الحنینی
الزبیری وکامل بن	ابو حذافہؒ احمد بن اسماعیل
طلحة واسحاق بن ابراهیم	ابنؒ وھب بھتیجے کی روایت
الحنینی وابوحذافة احمد	ہیں جو اس سے مروی
بن اسماعیل وابن وهب	ہوئی ہے۔
فی روایتة ابن اخیه عنه۔	
(التمہید ص۲۱۱ ج۹)	

ان روایت ہیں سے ابوحذافہ احمد بن اسماعیل السہمی المدنی امام مالکؒ سے مؤطا روایت کرنے والا آخری شاگرد ہے دیکھئے تہذیب التہذیب ص۱۵ ج۱۔ اور اس کی روایت ہیں رفع یدین عند الرکوع نہیں ہے

خالد صاحب گھر جاکھی کا جھوٹ وبددیانتی

خالد صاحب لکھتے ہیں ۔ مؤطا امام مالک کو امام صاحب سے نقل کرنے والے قریبًا ایک ہزار سے کچھ اوپر شاگرد ہیں جو نسخہ ہمارے ہاتھوں ہیں ہے یہ یحیی بن یحیی بن کثیر بن وسلاس ابو محمد اللیثی کا نسخہ ہے یہ حدیث امام دارقطنی بہت سی سندوں سے امام مالک سے روایت کرتے ہیں ۔ اس ہیں یہ لفظ بھی ہیں واذا رکع کہ رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے بھی رفع الیدین کرتے جزء خالد ص۲۸ ۔ نیز لکھتے ہیں

اور دراصل بات یہ ہے کہ ناقل سے لفظ واذا رکع رہ گئے ہیں ورنہ یہ حدیث وہی ہے جس کا دوسری کتابوں ہیں ذکر ہو رہا ہے (جزء خالد ص۷۹) خالد صاحب کی بات سے واضح ہوتا ہے کہ مؤطا مالک کے راوی یحیی بن یحیی اللیثی کی غلطی سے واذا رکع کے لفظ رہ گئے ہیں ورنہ امام مالکؒ کے تمام شاگرد واذا رکع کے الفاظ ذکر کرتے ہیں اور تمام کتابوں ہیں یہ الفاظ موجود ہیں حالانکہ یہ خالد صاحب کا نرا جھوٹ اور بددیانتی ہے جیساکہ قارئین کرام کو اچھی طرح معلوم ہوچکا ہے ۔ علامہ ابن عبد البرؒ فرماتے ہیں :

وقال جماعة	اور اہل علم کی ایک جماعت
من اهل العلم ان	نے کہا ہے کہ رفع یدین
اسقاط ذکر الرفع	رکوع کرتے وقت ذکر نہ
عند الانحطاط فی	کرنا اس حدیث ہیں یا تو
هذا الحدیث انما اتی	امام مالکؒ سے سہوًا ہوا
من مالك وهو الذی	ہے اور بات بھی یہی درست
ربما وهم فیه	ہے کیونکہ امام مالکؒ کے
لان جماعة حفاظا	شاگرد جو بہت حافظ الحدیث
رووا عنه الوجهین	ہیں وہ رفع یدین کرنا اور
جمیعا۔	نہ کرنا دونوں قسم کے الفاظ
(التمہید ص۲۱۱ ج۹ تا ص۲۱۲)	امام مالکؒ سے ذکر کرتے
	ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ حفاظ حدیث کی ایک جماعت امام مالکؒ سے اس

حدیث میں رفع یدین عندالرکوع کا ذکر کرتی ہے اور حفاظ حدیث کی دوسری جماعت امام مالکؒ سے رفع یدین عندالرکوع کا ذکر نہیں کرتی اس لیے شاگردوں پر الزام نہیں لگایا جا سکتا کیونکہ وہ پوری ایک جماعت ہیں۔ فلہذا امام مالکؒ سے سہو واقع ہوا ہے یہ ابن عبدالبرؒ کی تحقیق انیق ہے۔ لیکن ابن عبدالبرؒ کا امام مالکؒ پر سہو کا الزام لگانا درست نہیں ہے کیونکہ اصل گڑبڑ اوپر سے ہے جس طرح امام مالکؒ اپنے استاذ زہریؒ سے رفع یدین عندالرکوع کا ذکر نہیں کرتے اسی طرح زہریؒ کے بعض دوسرے شاگرد بھی اسی طرح روایت کرتے ہیں مثلاً

(۱) معمرؒ کی روایت عبدالرزاق ج۲ ص۶۷ میں یوں ہے۔

ح۲۵۱۷ اخبرنا عبدالرزاق قال اخبرنا معمر عن الزهری عن سالم عن ابن عمر قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یرفع یدیه حین یکبر حتی یکونا حذو منکبیه او قریباً من ذالك واذا رفع رأسه من الرکعة رفعهما ولا یفعل ذالك فی السجود۔

عبدالرشید انصاری اور اس کے معاونین نے بھی یہ روایت الرسائل ص۳۱۸ تا ص۳۱۹ طبع اول میں ذکر کی تھی لیکن طبع دوم ص۳۱۹ میں اس کو کاٹ دیا گیا ہے۔ خالد صاحب اس روایت کا ترجمہ یوں تحریر کرتے ہیں کہ جب تکبیر کہتے قیام کی تو کندھوں تک یا اس کے قریب تک ہاتھ اٹھاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت بھی اٹھاتے اور سجدوں میں نہ اٹھاتے (جزء خالد ص۶۳)

(۲) یونس بھی اپنے استاذ زہریؒ سے رفع یدین عندالرکوع روایت

نہیں کرتے چنانچہ جزء رفع یدین جو امام بخاریؒ کی طرف منسوب ہے اس میں یہ بات موجود ہے دیکھئے جزء رفع الیدین مترجم ص۴۵ و جزء خالد ص۴۶۔ و جزء رفع یدین مترجم ص۶۸ و جزء خالد ص۶۷۔

علامہ محمد یوسف بنوریؒ فرماتے ہیں ؛

قد تابع مالکا ابن عیینة و یونس وغیرهما عن الزهری (معارف السنن ص۴۷۳ ج۲) بے شک امام مالکؒ کی اس بات میں ابن عیینہؒ اور یونسؒ وغیرہ نے زہریؒ سے روایت کرنے میں موافقت کی ہے۔ چنانچہ ابن عیینہ کی یہ روایت زہریؒ سے جزء رفع الیدین مترجم کے ص۱ میں موجود ہے۔ تو اصل گڑبڑ مرفوع روایت میں اور ابن عمرؓ کے موقوف اثر میں ہے جزء رفع الیدین مترجم (المنسوب للبخاریؒ) کے مزید صفحات ملاحظہ کریں ص۴۶ و ص۴۷ و ص۴۸ و ص۵۳۔

فلہذا یہ اضطراب حدیث کو ناقابل عمل بنا دیتا ہے چنانچہ امام مالکؒ نے اس حدیث پر باب افتتاح الصلوٰۃ باندھ کر یہ حقیقت واضح فرمادی ہے کہ رفع یدین صرف افتتاح کے وقت کیا جائے۔

امام مالکؒ کا فیصلہ

علامہ ابن عبدالبرؒ لکھتے ہیں ؛

واختلف العلماء فی	کہ نماز میں رفع الیدین
رفع الیدین فی الصلوٰۃ	کرنے میں علماء کرام نے
فروی ابن القاسم	اختلاف کیا ہے۔ محدث
وغیرہ عن مالك انه	عبدالرحمن بن القاسمؒ وغیرہ

کان یریٰ رفع الیدین فی	نے امام مالکؒ سے روایت ؛
الصلوٰۃ ضعیفاً الا فی	کیا ہے کہ تکبیرہ تحریمہ کے سوا
تکبیرۃ الاحرام وحدھا	نماز میں رفع یدین کرنا ضعیف
وتعلق بھذہ الروایۃ عن	ہے اور اکثر مالکیوں کا عمل
مالک اکثر اتباعہ المالکین ۔	اسی پر ہے ۔
(التمہید صـ ۲۱۳ ج ۹)	

اسی طرح امام مالکؒ کا یہ فیصلہ کہ نماز میں رفع یدین کرنا ضعیف ہے مالکیوں کی مستند و معتبر کتاب مدونہ کبریٰ صـ ۶۸ ج ۱ مطبع سعادۃ مصر ۱۳۲۳ھ میں بھی منقول ہے ۔ خالد صاحب کے ابا جان مولوی نور حسین صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں ۔ امام مالکؒ تو وہ تمام عالموں اور محدثوں کے پیشوا ہیں (قرۃ العینین صـ ۲۰)

امام مالکؒ جس روایت میں گڑبڑ اور اضطراب دیکھتے تھے اس پر عمل نہ کرتے تھے گرچہ اس کو خود روایت بھی کیا ہو چنانچہ مزدلفہ کے مقام پر مغرب و عشاء کی نماز کو جمع کرتے وقت اذان و اقامت کے مسئلہ میں امام مالکؒ نے حضرت ابن عمرؓ کی روایت کو ترک کر دیا ہے حالانکہ اس کو خود روایت کیا تھا اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث پر عمل کیا ہے حالانکہ اس کو روایت نہیں کیا دیکھئے (التمہید صـ ۲۶۸ ج ۹) ۔

علامہ زرقانی مالکیؒ اس مقام پر لکھتے ہیں ؛

للہ در مالک ما ادق	کہ اللہ تعالیٰ بھلائی کرے
نظرہ لما اختلفت الروایات	امام مالکؒ کے لیے کیا ہی
عن ابن عمر لم یأخذ بہ	دقیق نظر تھی ان کی جب

واخذ بما جاء	ابن عمرؓ کی روایت میں اختلافات
عن عمر و ابن مسعود	واقع ہوئے تو اس پر عمل نہ
لاعتضادہ کما قال ابن	کیا اور حضرت عمرؓ و ابن مسعودؓ
عبد البر من جھۃ النظر ۔	کے فرمان پر عمل کیا بوجہ
(زرقانی شرح مؤطا	مضبوطی کے جیسا کہ ابن عبد البرؒ
بحوالہ حاشیہ التمہید	نے کہا ہے کہ جہۃ نظر کی بناء
صـ ۲۶۸ ج ۹)	پر امام مالکؒ کا یہ فیصلہ ہے ۔

حضرت ابن عمرؓ کی حدیث رفع یدین میں کافی اضطرابات اور گڑبڑ ہے اور دبی زبان میں خالد صاحب کو بھی اس کا اعتراف ہے چنانچہ لکھتے ہیں ؛ چونکہ اس حدیث کو بہت زیادہ راویوں نے بیان کیا ہے اس لئے ان کے الفاظ میں بھی کچھ نہ کچھ معمولی اختلاف ہے "۔

(جزء خالد صـ ۱)

اس لیے امام مالکؒ نے اس روایت کو ترک کر دیا ہے ۔ حدیث کے نقاد و صراف حضرت ابراہیم نخعیؒ ۔ امام اعظم ابو حنیفہؒ ۔ امام مالکؒ کے ہاں جب رفع یدین کی حدیثیں قابل عمل نہیں تو بعد میں پیدا ہونے والے حضرات ان کو روایت کر کے صحیح کہنا شروع کر دیں تو اس سے اصل اضطراب و گڑبڑ اٹھ نہیں سکتا ۔ دو رکعتوں سے اٹھتے وقت رفع یدین کرنا ائمہ اربعہ کے ہاں بالاتفاق متروک ہے قابل عمل نہیں مگر امام بخاریؒ نے شفقت فرماتے ہوئے رفع یدین کی یہ روایت بھی صحیح بخاری صـ ۱۰۲ میں درج فرمادی ہے اور اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث قرار دیا ہے جب کہ امام ابو داؤدؒ فرماتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کے نبی کی حدیث نہیں ہے ۔

(ابوداؤد ص۱۰۸) مزید تفصیل نور الصباح حصہ اوّل ص۱۹۴ و ص۱۹۵ میں دیکھیں۔

چوتھا اضطراب

ابن عمرؓ کی بعض روایتوں میں رفع یدین عند الرکوع کی نفی موجود ہے اور آپ کا عمل (یعنی ابن عمرؓ) کا ترک رفع یدین بھی کئی سندوں سے مروی ہے جیسا کہ نور الصباح حصہ اول میں اس کی بحث گذر چکی ہے۔ فلہذا ابن عمرؓ کی وہ حدیثیں جن میں رفع یدین صرف عند الافتتاح مروی ہے قابلِ عمل ہیں کیونکہ اس رفع یدین پر امت مسلمہ کا اتفاق واقع ہوا ہے۔ راقم الحروف نے نور الصباح حصہ اوّل ص۱۸۹ تا ص۱۹۹ میں اس روایت پر طویل بحث کی ہے اور اس کے چودہ۱۴ جوابات ذکر کئے ہیں۔ مگر حکیم محمود صاحب اور خالد صاحب نے اپنی بھینگی آنکھوں سے دیکھ کر جواب دینے کی ہمت نہیں کر سکے اور نہ قیامت تک ان سے جواب ہو سکے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ پچاس صحابہؓ سے رفع یدین عند الرکوع کا ڈھونگ رچانے والوں کو ہم نے بے نقاب کر کے قارئین کرام کی عدالت میں حاضر کر دیا ہے ان حضرات کی اپنی مرضی ہے جس بات کو پسند کریں۔

ع — پسند اپنی اپنی مزاج اپنا اپنا

ترکِ رفع یدین کی روایات پر اعتراضات کے جوابات

اعتراض نمبر ۱

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث پر اعتراض کرتے ہوئے حکیم محمود صاحب لکھتے ہیں:

"ثُمَّ لَا یَعُوْدُ کے الفاظ صرف نسائی شریف میں موجود ہیں باقی کسی کتاب میں موجود نہیں (شمس الضحیٰ ص۶۰)

الجواب

کتابیں لکھنا اہلِ علم کو زیب دیتا ہے اس سے مسلک کو فائدہ پہنچتا ہے جاہل آدمی کو میدان میں نہیں آنا چاہیے کسی جاہل کی مدد سے رسالہ تیار کر لینا دینی خدمت نہیں بلکہ مسلک کو نقصان پہنچانے کے مترادف ہے۔ ثُمَّ لَا یَعُوْدُ کے الفاظ محلّٰی ابن حزم ص۱۷۲ ج۳ و ص۲۹۲ ج۴ میں بھی موجود ہیں طحاوی ص۱۵۴ ج۱ میں ثُمَّ لَا یَعُوْدُ کے لفظ موجود ہیں اسی طرح مسند امام اعظم ص۳۵۵ ج۱ میں بھی یہ لفظ مذکور ہیں۔ کتاب العلل لابن ابی حاتم ص۹۶ ج۱ میں ثُمَّ لَمْ یَعُدْ کے الفاظ مروی ہیں۔ بہر حال اگر لَمْ یَعُدْ کے الفاظ مروی نہ ہوتے تب بھی متن حدیث سے ترک رفع الیدین عند الرکوع واضح ہے کیونکہ اس کا معنی یوں بنتا ہے نماز پڑھی پس نہ رفع یدین کیا مگر ابتداء نماز میں۔

چنانچہ عبدالرشید انصاری اور اس کے معاونین حضرات اس حدیث کا ترجمہ یوں تحریر کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف پہلی مرتبہ ہی (یعنی عندالافتتاح) رفع یدین کیا ہے (الرسائل طبع دوم وسوم ص۲۶۵) تو ثم لا یعود بطور تاکید وتوضیح کے ہے اور اس کے بغیر بھی مطلب حدیث واضح ہے۔ مثلاً ایک آدمی کہتا ہے فلاں آدمی نے جھوٹے غیر مقلد کو صرف ایک تھپڑ ہی رسید کیا۔ پھر نہیں مارا۔ دوسرا آدمی کہتا ہے فلاں آدمی نے جھوٹے غیر مقلد کو صرف ایک تھپڑ ہی رسید کیا ہے۔ آگے یہ دوسرا آدمی پھر نہیں مارا کے الفاظ نقل نہیں کرتا تو اس کے ان الفاظ کے ذکر نہ کرنے سے کوئی عقل مند یہ نتیجہ نہیں نکال سکتا کہ دوسرے تھپڑ کی نفی نہیں ہے۔ کیونکہ حصر والے کلام کا تو مقصد ہی باقی کی نفی کرنا ہوتا ہے چنانچہ لا الٰہ الا اللہ۔ کا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ تو دوسرے کے الٰہ بننے کی صراحۃً نفی موجود ہے۔ اس کے آگے وحدہ لا شریک لہ لگا دیا جائے تو مزید تاکید وتوضیح ہے اگر نہ لگایا جائے تب بھی اصل کلمہ کی تشریح وتوضیح واضح ہے ان الفاظ کے نہ لگانے سے کوئی فرق نہیں پڑتا فلہذا یہ اعتراض کہ ثم لا یعود کے الفاظ نسائی شریف میں موجود ہیں باقی کسی کتاب میں نہیں یہ خالص جھوٹ ہے اور بالکل فضول اعتراض ہے سینے کے اندر جو کینہ اور حسد کا گند بھرا ہوا ہے یہ اعتراض اس کا نتیجہ ہے (لاحول ولا قوۃ الا باللہ)

اعتراض نمبر۲

حکیم محمود صاحب لکھتے ہیں۔ ان پچاس صحابہ کے مقابل صرف حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت کی کوئی حیثیت نہیں جس کا متن مضطرب

ہے اور سنداً بھی ضعیف ہے۔ متن میں اختلاف جب سند کے راوی ایک ہی ہیں تو متن کے الفاظ میں اختلاف کیوں ہے۔ ترمذی شریف میں آتا ہے کہ ابن مسعودؓ نے پہلی مرتبہ ہاتھ اٹھائے پھر دوبارہ نہیں اٹھائے۔ بیہقی میں آیا ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ نے صرف ایک دفعہ ہاتھ اٹھائے۔ ایک ہی راوی بار بار متن کے الفاظ تبدیل کر رہے ہیں اس میں اضطراب ہے۔ ہر روایت میں مختلف الفاظ استعمال کرتا ہے یہ روایت مضطرب المتن ہے نصف صد صحابہ کی تقریباً چار صد روایات کو صرف ایک حضرت ابن مسعود کی روایت سے جو مضطرب المتن ہے۔ مسترد کر دینا بڑی دیدہ دلیری ہے (شمس الضحیٰ ص۱۷ تا ص۲۷)

الجواب

جب جاہل آدمی میدان علمی میں قدم رکھتا ہے تو کئی شگوفے چھوڑتا ہے اور اہل علم کے لیے ہنسی وحیرت کا باعث بنتا ہے چنانچہ حکیم صاحب نے بھی کئی جہالتوں کا ارتکاب کیا ہے۔

جہالت نمبر۱

پچاس صحابہؓ سے رفع یدین عند الرکوع بسند صحیح ماننا بہت بڑی جہالت اور بے عقلی ہے۔ راقم الحروف نور الصباح حصہ اول کے مختلف مقامات میں بار بار لکھ چکا ہے کہ پچاس صحابہؓ سے رفع یدین عند الرکوع بیان کرنا دھوکہ ہے غلط ہے بے سند بات ہے دیکھئے نور الصباح ص۲۴ تا ص۲۶ لیکن حکیم محمود صاحب لکھتے ہیں اب رہے وہ صحابہ جو رفع یدین کرنے کی روایات کے راوی ہیں تو ان کی فہرست حاضر خدمت ہے تو یہ دعویٰ بقول حافظ محمد حبیب اللہ ڈیروی) بلا سند ہے کہ سستی شہرت

کے لیے کیا جا رہا ہے بلکہ یہ امر واقع ہے (شمس الضحیٰ ص ۶۹) حکیم صاحب کا دعویٰ یہ ہے کہ پچاس صحابہؓ سے رفع یدین عند الرکوع سند سے ثابت ہے اور امر واقع ہے یعنی صحیح ہے لیکن اس کے باوجود سند بیان نہیں کرتے۔ علامہ وحید الزمان غیر مقلد رافضی کی کتاب تسہیل القاری کا حوالہ دے دیتے ہیں جس میں کوئی سند کا بیان نہیں ہے یا جزء رفع یدین سبکی مقلد شافعی کا حوالہ دے دیتے ہیں جو ایک چھوٹا سا رسالہ ہے جس کی غیر مقلد نے اردو ترجمہ کے ساتھ لاہور سے شائع کیا ہے اس کے کل صفحات لکھے ہوئے تیرہ ۱۳ ہیں اگر اردو ترجمہ ہٹا دیا جائے تو عربی مضمون کے کل پانچ یا چھ صفحات باقی رہ جائیں گے یہ پمفلٹ ہے جو سندوں سے محروم ہے اس لیے محروم البصیرت آدمی اس پر ایمان رکھتے ہیں اور مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں کیونکہ غیر مقلدین کے مذہب کی دار و مدار ہی دجل و فریب دھوکہ اور فراڈ پر ہے یہی دجل ہی ان کی ایمانداری کا پردہ چاک کر دیتا ہے عام مسلمان اگر صرف اسی بات پر گرفت کر لیں کہ ان پچاس صحابہؓ سے سند سے روایتیں بیان کرو تو غیر مقلدین کا دجل و فریب عام مسلمانوں پر بھی ظاہر ہو جائے گا اور وہ ان کے جھوٹے مذہب سے اچھی طرح واقف ہو جائیں گے۔ اس لیے راقم الحروف نے پچاس صحابہؓ کا باقاعدہ ذکر کر کے اس کا جواب بیان کر کے غیر مقلدین کے دجل و فریب کو خاک میں ملا دیا ہے لیکن پھر بھی ڈھیٹ ہیں

سہ
دنیا میں ڈھیٹ اور بے حیا، اور بھی دیکھے ہیں
لیکن سب پہ سبقت لے گئی ہے بے حیائی آپ کی

جہالت نمبر ۲

حکیم صاحب لکھتے ہیں کہ متن مضطرب ہے اور سنداً بھی ضعیف ہے۔ نیز حکیم صاحب لکھتے ہیں کہ عاصم بن کلیب کی وجہ سے ضعیف ہے۔
(شمس الضحیٰ ص ۱۱۱)

نیز لکھتے ہیں "مگر اس حدیث میں عاصم بن کلیب ضعیف ہے۔ (شمس الضحیٰ ص ۱۱۱) لیکن حکیم صاحب یہاں دروغ گو را حافظہ نباشد کے مصداق ہو گئے ہیں چنانچہ پہلے خود لکھ آئے ہیں کہ سند کے لحاظ سے یہ حدیث ہیں پرکھنے کے بعد امام ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے اور ابن حزم نے تصحیح کی ہے مگر مذکورہ بالا ستر محدثین کے مقابلہ میں ان کی کوئی حیثیت نہیں کیونکہ سند پر کسی نے جرح نہیں کی انہوں نے متن حدیث سے اختلاف کیا ہے (شمس الضحیٰ ص ۶۳ تا ص ۶۴)

جب یہ اجلہ محدثین اس حدیث کی سند پر جرح نہیں کرتے اور سند کو صحیح مانتے ہیں تو حکیم صاحب کس باغ کی مولی ہیں کہ وہ عاصم بن کلیب کو ضعیف قرار دیتے ہیں اور لکھتے ہیں اور سنداً بھی ضعیف ہے۔ کچھ شرم و حیاء چاہیے۔ جب کہ حکیم صاحب سینے پر ہاتھ باندھنے کی روایت کو صحیح سمجھتے ہیں حالانکہ اس میں بھی عاصم بن کلیب موجود ہے اور مؤمل بن اسماعیل بھی سخت قسم کا ضعیف راوی اس حدیث کی سند میں موجود ہے آپ کے والد محترم بھی اس روایت کو صحیح لکھتے ہیں دیکھئے رسول اکرم کی نماز ص ۷۶۔ اب محترم حکیم صاحب سے گزارش ہے کہ جب عاصم بن کلیب ضعیف ہے اور سینہ پر ہاتھ باندھنے والی روایت میں موجود ہے اور آپ کے والد محترم اس حدیث کو صحیح لکھ رہے ہیں تو آپ کے والد صاحب سچے ہیں

یا آپ۔ فیصلہ آپ پر چھوڑا جاتا ہے کیونکہ یہ آپ کے گھر کا معاملہ ہے نیز حکیم صاحب خود لکھتے ہیں حافظ (محمد حبیب اللہ ڈیروی) صاحب کو ابوداؤد کی رفع یدین قبل الرکوع وبعد الرکوع کی سترہ احادیث جو بالکل صحیح ہیں نظر نہیں آئیں۔ (شمس ص۱۱) گرچہ ابوداؤد میں سترہ احادیث کے بالکل صحیح ہونے کا دعویٰ کرنا نرا جھوٹ ہے مگر ہمارا سوال حکیم صاحب سے اس مقام پر یہ ہے کہ کیا ان احادیث کی وہ سندیں جن کا دارومدار عاصم بن کلیب پر ہے وہ بھی بالکل صحیح ہیں یا نہیں اگر وہ بالکل صحیح ہیں تو پھر عاصم بن کلیب کو ضعیف کہنا آپ کا نرا جھوٹ ہوگا اگر بالکل صحیح نہیں تو آپ کا ان کو بالکل صحیح کہنا جھوٹ شمار ہو گا اب خود ہی بتائیں کہ آپ کی کونسی بات سچی ہے۔ بہرحال آپ کا جھوٹا ہونا یقینی ہے لاشک فیہ۔

جہالت نمبر ۳

متن کے اختلاف کے بارے میں حکیم صاحب کا یہ لکھنا کہ ترمذی شریف میں آتا ہے کہ ابن مسعودؓ نے پہلی مرتبہ ہاتھ اٹھائے پھر دوبارہ نہیں اٹھائے بیہقی میں آیا ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ نے صرف ایک دفعہ ہاتھ اٹھائے۔ حکیم صاحب کے پہلے اعتراض میں گذر چکا ہے کہ لم یعد کے الفاظ نسائی شریف میں موجود ہیں باقی کسی کتاب میں نہیں۔ اور اب حکیم صاحب ترمذی شریف کے حوالہ سے بھی بیان کر رہے ہیں۔ دروغ گو را حافظہ نباشد۔ لیکن حکیم صاحب نے اس مقام پر اپنے جاہل ساتھی کے تعاون کے باوجود جہالت کا ارتکاب کیا ہے یہ اعتراض دراصل پیر بدیع الدین شاہ صاحب غیر مقلد کی کتاب جلاء العینین ص۸۹ سے نقل کر رہے ہیں چونکہ وہ عربی میں ہے اس لیے یہ جاہل اصل بات ہی نہیں سمجھ

سکے اور پھر ترمذی کی حدیث بیہقی کے حوالہ سے ذکر کر دی اور بیہقی کی ترمذی کے حوالہ سے ذکر کر دی یعنی الٹا کر دیا۔ اور پھر شاہ صاحب جس بات میں اضطراب کا ذکر کر رہے ہیں اس کو بھی یہ صاحبان نہیں سمجھ سکے۔ حالانکہ جس بات میں حکیم صاحب اضطراب بنا رہے ہیں وہ بن ہی نہیں سکتا جیساکہ اعتراض ۱۰ کے جواب میں ہم نے ابھی ذکر کر دیا ہے اور شاہ صاحب جس بات میں اضطراب کا ذکر رہے ہیں اس کا جواب آگے مستقل آرہا ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔

جہالت نمبر ۴

حکیم صاحب کا یہ لکھنا کہ نصف صد صحابہ کی تقریباً چار صد روایات۔ یہ حکیم صاحب کا خالص جھوٹ ہے اور خالد صاحب کی جھوٹی باتوں کی حکیم صاحب اندھی تقلید کر رہے ہیں۔ خالد صاحب لکھتے ہیں (نوٹ) حدیث صرف اس کتاب سے نقل کی جائے گی جو بالاسناد ہو مشکوۃ وغیرہ جن کی سندیں بیان نہیں کی گئیں وہ حدیثیں یہاں بیان نہیں ہوں گی (جزء خالد ص۱۷) لیکن خالد صاحب نے اپنی کتاب جزء رفع یدین کو ان کتابوں کے حوالوں سے بھر دیا ہے جن میں سندوں کا نام ونشان تک نہیں ملتا مثلاً

(۱) عشرہ مبشرہؓ سے رفع یدین عند الرکوع کی حدیث کی کوئی سند بیان نہیں کی اور تلخیص الحبیر کا حوالہ دے دیا ہے۔ (جزء خالد ص۱۸۰)

(۲) ابان المحاربیؓ کی حدیث کی بھی کوئی سند بیان نہیں کی اور الاصابہ کے حوالہ سے نقل کر دی ہے۔ (جزء خالد ص۱۸۰)

(۳) ابوامامہ باہلیؓ کی حدیث تسہیل القاری وابن الجوزی کے حوالے سے ذکر کر دی (جزء خالد ص۱۸۰)

(۴) ابومسعود انصاریؓ کی حدیث بھی تسہیل القاری سے (جزء خالد ص۱۸۳)

(۶) حسن بن علیؓ کی حدیث بھی تسہیل القاری سے۔

(۷) حسین بن علیؓ کی حدیث بھی تسہیل القاری سے (جزء خالد ص۱۹۷)

(۸) حکم بن عمیرؓ کی حدیث التعلیق الممجد حاشیہ مؤطا محمد سے (جزء خالد ص۱۹۷)

(۹) زیاد بن الحارث

(۱۰) زید بن ثابت۔

(۱۱) سلمان فارسیؓ کی احادیث بھی تسہیل القاری سے (جزء خالد ص۱۹۸)

(۱۲) حضرت عائشہؓ کی حدیث بھی تسہیل القاری سے (جزء خالد ص۱۹۹)

یہ جزء رفع الیدین خالد صاحب کا جھوٹ اور فراڈ کی آمیزش سے بھرا ہوا ہے۔ اور پہلے ہم پچاس صحابہؓ کے ضمن کے تحت ان باتوں کی تفصیل بیان کر چکے ہیں۔

اعتراض نمبر ۳

عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں۔ ابن مسعودؓ کی حدیث کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صرف پہلی مرتبہ رفع یدین کرتے تھے ثابت نہیں (شمس الضحیٰ ص۵۹)

الجواب

جرح درست نہیں ہے حضرت عبداللہ بن مبارک ترک رفع یدین کی حدیث کے خود راوی ہیں دیکھیے سنن نسائی ص۱۵۸ یہ سند اعلیٰ درجہ کی صحیح ہے جب کہ جرح والی سند بہت گھٹیا درجہ کی ہے وہ اس صحیح حدیث کا مقابلہ نہیں کر سکتی اگر یہ حدیث عبداللہ بن مبارکؒ کے ہاں ثابت نہ ہوتی تو وہ اس کو ہرگز روایت نہ کرتے۔

سند کا بیان

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کی حدیث جو ترک رفع الیدین میں مروی ہے اس کی سند یوں ہے اَخْبَرَنَا سُوَیْدُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عبد اللہ بن المبارک عَنْ سُفْیَانَ الخ (نسائی شریف) امام نسائیؒ اعلیٰ درجہ کے ثقہ محدث عظیم ہیں وہ اپنے استاد سوید بن نصر سے یہ روایت کرتے ہیں اور سوید بن نصر حضرت عبداللہ بن مبارکؒ سے یہ روایت بیان کرتے ہیں۔ سوید بن نصر بھی اعلیٰ درجہ کا ثقہ ہے۔ عبداللہ بن مبارکؒ کے علاوہ اس کے اساتذہ میں سے ابن عیینہؒ اور علی بن الحسین بن واقدؒ اور ابو عصمہؒ اور عبدالکبیر بن دینار الصائغؒ کا نام بھی آتا ہے اور اس کے شاگردوں میں سے امام نسائیؒ کے علاوہ امام ترمذیؒ محمد بن حاتمؒ امام بخاریؒ۔ امام مسلمؒ محدث احمد بن رافعؒ۔ اسحاق بن ابراہیم القاضیؒ الحسن بن الطیب البلخیؒ۔ الحسین بن شقیق المروزیؒ کا نام بھی آتا ہے ان کے علاوہ بھی ایک جماعت محدثین کی سوید بن نصرؒ سے حدیث کی روایت کرتی ہے۔ امام نسائیؒ فرماتے ہیں کہ سوید بن نصر ثقہ ہے ابن حبانؒ بھی ثقات میں ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ان کی وفات ۲۴۰ھ میں ہوئی وکان متقناً راو مضبوط تھے) محدث مسلمہؒ فرماتے ہیں کہ ثقہ ہے (تہذیب التہذیب ص۲۸۰ ج۴) علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں ثقۃ (الکاشف ص۳۳۰ ج۱) حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں ثقۃ (تقریب) محدث منذریؒ فرماتے ہیں ثقۃ (الترغیب والترہیب ص۲۲۸ ج۴)۔

الغرض اس حدیث کی سند عبداللہ بن مبارکؒ سے نیچے کی طرف سے بھی اعلیٰ درجہ کی صحیح ہے۔ اب عبداللہ بن مبارکؒ کی جرح والی سند پر ذرہ

نظر ڈالیں۔ اس کی ایک سند تو سنن دارقطنی صفحہ ۲۹۲ ج ۱ میں ہے (اور اسی کو کچھ تغیر سے امام بیہقیؒ صفحہ ۷۶ ج ۲ میں ذکر کیا ہے) اور وہ یوں ہے۔

حدثنا ابو سعید محمد بن عبد اللہ بن ابراھیم بن مشکان المروزی نا عبد اللہ ابن محمود ثنا عبد الکریم بن عبد اللہ عن وھب بن زمعۃ عن سفیان بن عبد الملک عن عبد اللہ بن المبارک۔ اس سند میں عبدالکریم بن عبداللہ السکری مجہول ہے اس کا ترجمہ کتب اسماء الرجال سے ہمیں نہیں مل سکا پھر اس سند میں حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کا شاگرد سفیان بن عبدالملک ہے جس کا ترجمہ عنقریب ہم ذکر کرتے ہیں۔ دوسری سند ترمذی میں یوں ہے۔

حدثنا بذالک احمد بن عبدۃ الآملی ثنا وھب بن زمعۃ عن سفیان بن عبد الملک عن عبد اللہ بن المبارک۔ اس سند میں احمد بن عبدہ الآملی ہے جو امام ترمذیؒ کا استاذ ہے اس کے حالات معلوم نہیں ہیں نہ اس کی ولادت معلوم ہے نہ وفات معلوم ہے اندازہ یہ ہے کہ یہ تیسری صدی میں فوت ہوا ہے اس زمانہ میں نہ تو کسی شاگرد نے اس کی توثیق و تعریف بیان کی ہے نہ کسی اور معاصر نے بلکہ آٹھویں صدی تک کسی محدث نے بھی اس کی تعریف نہیں کی البتہ آٹھویں صدی میں علامہ ذھبیؒ المتوفی ۷۴۸ھ نے اس کو صدوق (سچا) کہا ہے دیکھئے (الکاشف صفحہ ۲۳ ج ۱ و تہذیب صفحہ ۵۹ ج ۱)۔

نیز حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ راوی کی توثیق صدوقؒ کے لفظ سے جو کی جاتی ہے اس کا درجہ ثقہ اور متقن کے الفاظ سے کم ہے۔ فلہذا جرح کی سند گھٹیا درجہ کی ہے جب کہ حدیث ترک رفع یدین کی سند اعلیٰ درجہ

صدوق راوی ضعیف بھی ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ مولانا ارشاد الحق اثریؔ لکھتے ہیں لیس بالقوی کا لفظ صدوق کیلئے استعمال ہوتا ہے (توضیح الکلام ۱/۱۶۸) اور الحسن بن ابی جعفر الجعفری کے متعلق محدث فلاسؒ نے کہا ہے۔ صدوق منکر الحدیث (تحفۃ الاحوذی ج ۱/۲۷۴) اور احمد بن عبدۃ مصحف و محرف بھی ہے چنانچہ حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں کہ اس راوی نے ایک حدیث جس میں رجراج کا لفظ تھا اس کو زجاج سے بدل ڈالا ہے (فتح الباری ج ۱/۳۰۴) تو گھٹیا درجہ کی سند کو قبول کرنا اور اعلیٰ درجہ کی سند کو چھوڑ دینا انصاف کے خلاف ہے نیز عبداللہ بن مبارکؒ کے شاگرد سفیان بن عبدالملک محدثین کرام سے حدیث بیان نہیں کرتے یہ صرف ابن مبارک سے روایت کرتے ہیں دیکھئے (خلاصہ تہذیب الکمال ص ۴۴۵) حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ یہ راوی ۲۰۰ھ سے بھی پہلے فوت ہوا ہے یہ ابن مبارکؒ سے روایت کرنے میں قدیم السماع ہے یہ بھی کہا گیا ہے (مجہول کے صیغہ سے) کہ یہ راوی ابو معاویہ الضریرؒ سے بھی روایت کرتا ہے (تہذیب التہذیب ج ۴/۱۱۶) تو جرح کی سند ترک رفع یدین کی سند کا مقابلہ ہرگز نہیں کر سکتی۔

اب حکیم محمود صاحب کے چند جھوٹ و الزامات

نقل کئے جاتے ہیں۔

جھوٹ نمبر ۱۔ تمام مسلمان رفع الیدین کرتے ہیں۔ اختلاف صرف اس قدر ہے کہ احناف صرف ایک دفعہ رفع الیدین کرتے ہیں اور باقی تمام مسلمان شافعی، حنبلی، مالکی وغیرہ اس سنت رسول پر رکوع جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت بھی رفع الیدین کرتے ہیں۔ (شمس الضحیٰ ص ۱۱) حکیم صاحب کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ حنفی مسلمان نہیں کیونکہ وہ رکوع کرتے وقت رفع الیدین نہیں کرتے تو کیا نواب صدیق حسن

خان" غیر مقلد اور شیخ الکل مولانا نذیر حسین دہلوی" جو آپ کے والد مولانا محمد اسماعیل سلفی" کے ہاں اہلحدیث مذہب کے مجدد ہیں (ملاحظہ ہو حاشیہ مشکوۃ مترجم اردو ج اص ۱۰۰) وہ مسلمان ہیں کیونکہ وہ بھی رفع الیدین نہ کرتے تھے چنانچہ مولانا عبدالحی حسنی تلمیذ شیخ الکل لکھتے ہیں۔ والعجب انہ کان یصلّی علی طریقۃ الاحناف فلا یرفع الایدی فی المواضع غیر تکبیرۃ التحریمۃ ولا یجھر بآمین بعد الفاتحۃ ولا یضع یدہٗ علی صدرہٖ (نزھۃ الخواطر ج ۸ ص ۱۹۱ تا ۱۹۲) اور تعجب کی بات یہ ہے کہ نواب صدیق حسن خان احناف کے طریقہ پر نماز پڑھتا تھا پس رفع الیدین تکبیر تحریمہ کے سوا نہ کرتا تھا اور آمین بالجہر سورۃ الفاتحہ کے بعد بھی نہ کہتا تھا اور اپنے ہاتھ سینے پر نہ رکھتا تھا۔ اور شیخ الکل نذیر حسین دہلوی بھی رفع الیدین آخر زندگی کے چند سالوں کے علاوہ نہ کرتا تھا دیکھئے (موج کوثر ص ۶۹ تا ص ۷۰ از شیخ محمد اکرام صاحب") تو کیا یہ مسلمان نہ تھے اور ساتھ ہی یہ جھوٹ بھی بول دیا کہ مالکی رفع الیدین کرتے تھے حالانکہ امام مالک" کے ہاں تکبیر تحریمہ کے سوا رفع الیدین کرنا ضعیف ہے۔ (مدونہ کبری ج اص ۶۸) علامہ ابوالولید الباجی المالکی" المنتقی شرح مؤطا (امام مالک) ج اص ۱۴۲ میں فرماتے ہیں کہ ہمارے اصحاب مالکیہ حضرات کا عمل ابن قاسم" کی روایت پر ہے۔ جو مدونہ میں امام مالک" سے مروی ہے کہ رفع یدین تکبیر تحریمہ کے سوا ضعیف ہے۔ علامہ عبدالرحمٰن الجزیری المالکی" فرماتے ہیں المالکیۃ قالوا رفع الیدین حذوا لمنکبین عند تکبیرۃ الاحرام مندوب و فیما عدا ذالک مکروہ (الفقہ علی المذاہب الاربعہ ج اص ۲۵۰) مالکی حضرات فرماتے ہیں کہ رفع یدین تکبیر تحریمہ کے وقت کاندھوں

کے برابر کرنا مستحب ہے اور اس کے ماسوا رفع یدین کرنا مکروہ ہے اور علامہ ابوالبرکات محمد بن احمد الدردیر المالکی" الشرح الصغیر الیٰ اقرب المسالک الی مذھب الامام مالک ج اص ۳۲۳ و ۳۲۴ میں فرماتے ہیں کہ رفع یدین تکبیر تحریمہ کے وقت مستحب ہے اور عندالرکوع مستحب نہیں ہے۔ علامہ المحقق ابوالحسن الشاذلی المالکی" فرماتے ہیں نماز میں مستحبات تیس ۳۰ سے زائد ہیں دوسرا مستحب رفع الیدین کرنا صرف تکبیر تحریمہ کے وقت (متن المقدمۃ العزیہ للجماعۃ الازھریہ فی مذھب المالکیہ طبع مصر ص ۵۷) اس کی شرح میں علامہ الشیخ عبدالسمیع الآبی المالکی" لکھتے ہیں کہ دوسرا مستحب رفع یدین ہے اور یہ صرف تکبیر تحریمہ کے وقت ہے نہ اس سے قبل مستحب ہے نہ اس کے بعد مستحب ہے الجوھر المفیۃ شرح متن العزیہ ص ۵۷) امام مالک" اور مالکیہ" کے مذہب کی تفصیل نورالصباح ج اص ۳۷ تا ۴۱ اور نورالصباح حصہ دوم (اظہار الحق علیٰ تلبیسات ارشادالحق میں ملاحظہ کریں)

جھوٹ نمبر ۲۔ سیّد اسماعیل شہید" جنہوں نے سب سے پہلے رفع یدین ہندوستان میں شروع کی لوگوں نے ان کے استاد محترم سے شکایت کی مگر استاد محترم نے نہ روکا۔ مولانا عبیداللہ سندھی" نے یہ گپ سب سے پہلے تصنیف کی کہ شاہ صاحب نے رفع یدین چھوڑ دی تھی مگر اسی وقت مولانا مسعود عالم ندوی نے جواب دیا کہ یہ روایت شاذ ہے اور ناقابل اعتماد ہے۔ (شمس الضحیٰ ص ۱۲۳) الجواب اولاً تو پہلا مسلمان شاہ محمد اسماعیل شہید" ہوا حکیم محمود صاحب کے نزدیک کیونکہ انہوں نے رفع الیدین عندالرکوع شروع کیا باقی حضرات سب غیر مسلم تھے (اناللہ وانا الیہ راجعون) وثانیاً حکیم صاحب کا یہ کہنا کہ مولانا عبیداللہ سندھی" نے سب سے پہلے گپ تصنیف کی کہ شاہ محمد اسماعیل" نے رفع یدین

چھوڑ دیا تھا۔ حالانکہ یہ حکیم صاحب کا خالص جھوٹ ہے بلکہ مولانا کرامت علی جونپوری ذخیرہ کرامت ج ۲ ص ۲۲۴ میں یہ رجوع نقل کیا ہے جبکہ مولانا عبیداللہ سندھیؒ پیدا بھی نہیں ہوئے تھے دیکھئے نور الصباح حصہ اول ص ۲۸۔

جھوٹ نمبر ۳۔ ابو حاتم رازی مصنف کتاب الجرح والتعدیل ۹ جلد (شمس الضحی ص ۲۹) الجواب کتاب الجرح والتعدیل کا مصنف عبدالرحمٰن بن ابی حاتم ہیں نہ کہ ابو حاتمؒ ہیں۔

جھوٹ نمبر ۴۔ پہلے پورا زور صرف کر دیا کہ مسند الحمیدی اور مسند ابو عوانہ کی سب حدیثیں صحیح ہیں۔ شمس الضحی ص ۱۲۱۔ الجواب۔ راقم الحروف نے کہیں بھی نہیں لکھا کہ مسند حمیدی کی سب حدیثیں صحیح ہیں۔ یہ حکیم صاحب کا خالص افتراء ہے۔

جھوٹ نمبر ۵۔ نصف صد صحابہ کی تقریباً چار صد روایات ہیں (شمس الضحی ص ۴۷) مولانا خالد صاحب نے جزء رفع الیدین میں چار سو تریسٹھ احادیث و آثار جمع کیے ہیں۔ جو ۵۰ صحابہؓ سے مروی ہیں۔ شمس الضحی ص ۹۷۔ اہل حدیث کے دلائل کی تردید میں بھی چالاکی سے کام لیا گیا ہے۔ حافظ صاحب چار صد پینسٹھ احادیث و آثار میں سے ۱۱۵ احادیث و آثار منتخب کیے۔ شمس الضحی ص ۱۱۲۔ الجواب۔ نصف صد صحابہؓ کی تقریباً چار صد روایات کہنا خالص جھوٹ ہے۔ اور ۴۶۳ یا ۴۶۵ احادیث و آثار کہنا بھی خالص جھوٹ ہے۔

جھوٹ نمبر ۶۔ حالانکہ اگر وہ کسی کتاب کو نہیں مانتے تو اپنی کتاب شرح وقایہ ج اول ص ۶ کھول کر دیکھتے وہاں لکھا ہے کہ صحیح حدیث کے کئی درجے ہیں۔ شمس الضحی ص ۵۴۔ الجواب۔ یہ بھی خالص جھوٹ ہے شرح وقایہ میں یہ نہیں لکھا ہوا باقی راقم الحروف ہر کتاب کو مانتا ہے بشرطیکہ وہ قرآن اور سنت کے مطابق ہو۔

جھوٹ نمبر ۷۔ اس کے علاوہ طحاوی میں بھی یہ حدیث موجود ہے۔ حافظ صاحب نے خود تسلیم کیا ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں۔ علاوہ ازیں یہ حدیث مسند امام ابو حنیفہؒ میں بھی موجود ہے۔ مگر حافظ صاحب نے اس کا تذکرہ نہیں کیا۔ مسند احمد میں بھی یہ حدیث دو جگہ میں موجود ہے۔ اس کو بھی حافظ صاحب نے نظر انداز کر دیا۔ شمس الضحیٰ ص ۵۶ تا ۵۷۔ الجواب۔ راقم الحروف نے یہ تسلیم نہیں کیا کہ طحاوی کی حدیث صحیح نہیں۔ یہ خالص جھوٹ ہے بلکہ راقم الحروف نے لکھا ہے کہ اس حدیث کی سند بھی صحیح ہے۔ دیکھئے نور الصباح ج ۱ ص ۱۴۷۔ اور ج ۱ ص ۸۷ میں ہے کہ حضرت ابن المبارک کی جرح بھی اسی حدیث کے بارے میں ہے اور اس کا جواب وہاں دیا جائے گا۔ نیز دیکھئے شمس الضحی ص ۵۹۔ اور نور الصباح ج ۱ ص ۸۸ میں ہے اس میں اعتراض کی کون سی بات ہے باقی رہی یہ بات کہ مسند ابو حنیفہ کے حوالے سے بھی راقم الحروف نے یہ حدیث نور الصباح ج ۱ ص ۸۷ اور جلد ۱ ص ۱۵۵ میں ذکر کی ہے۔ لیکن ہوسکتا ہے کہ حکیم محمود صاحب کو مسند اعظم اور مسند ابو حنیفہؒ کے درمیان کوئی تمیز نہ ہو۔ (والجہل لیس بشی)

اور راقم الحروف نے مسند احمد ج ۱ ص ۳۸۸ اور ج ۱ ص ۴۴۲ کا حوالہ بھی نور الصباح ج ۱ ص ۸۹ میں دیا ہے۔ اور حکیم محمود نے بھی شمس الضحی کے ص ۱۰۸ میں اس کا ذکر کیا ہے۔ مگر ع۔ دروغ گو را حافظہ نہ باشد۔ اور شمس الضحی ص ۱۱۱ میں بھی مسند احمد کا ذکر ہے۔

جھوٹ نمبر ۸۔ بیہقی نے روایت بیان کی ہے کہ حضور ﷺ آخری وقت تک رفع الیدین کرتے رہے۔ اس حدیث کو اتنے محدثین بیان کرتے ہیں جن کے بیان کو جھٹلایا نہیں جاسکتا مگر اب یہ حدیث بیہقی میں موجود نہیں۔ آخر یہ نیک کام کس نے کیا ہے۔ اور یہی وہ گناہ ہے جو یہود کیا کرتے تھے۔ (شمس الضحی ص ۱۱۶ تا ۱۱۷)

الجواب: جھوٹ بولنا، خیانت کرنا، تحریف کرنا یہ وہی گناہ ہے جو غیر مقلد کرتے ہیں۔ یہ روایت نماز الت تلک صلوٰۃ، الخ خلافیات بیہقی میں ہے جیسا کہ مولانا سید بدیع الدین الراشدی نے جلاء العینین میں بیان فرمایا ہے۔ باقی یہ روایت رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ ہے کیونکہ اس کی سند میں دو راوی وضاع اور کذاب ہیں۔ اور کئی راوی مجہول ہیں۔ راقم الحروف نے نور الصباح جلد اول کے آخر میں اس کو بیان کر دیا ہے۔ مگر جاہل حکیم محمود صاحب نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ یہ ہے حکیم محمود کی ایمانداری و دیانتداری۔

جھوٹ نمبر ۹۔ اصل میں حافظ صاحب کو جوش میں ہوش نہیں رہا تو رسول خدا کی حیثیت امام ابوحنیفہؒ سے کم سمجھتے ہیں۔ (شمس الضحیٰ ص ۱۰۵)

الجواب: اس کا بہتر جواب یہ ہے کہ لعنت اللہ علی الکاذبین اور بس

جھوٹ نمبر ۱۰۔ اگر کوئی تعاقب کرتا ہے تو مولانا سرفراز صاحب فرماتے ہیں۔ بوڑھا ہوں عدیم الفرصت ہوں اور مولوی حبیب اللہ ڈیروی صاحب کو 18 صد روپے ڈکار کر بھی دو سال ہو گئے عبدالرشید کے چھ سوالوں کا جواب نہیں دے سکے۔ (شمس الضحیٰ ص ۳۵) انعام۔ اس بیچارے نے ان چھ اعتراض کا جواب لینے کیلئے مولانا کو 18 صد روپے تین سو روپے فی سوال دیے مولانا وہ روپے کھا کر سو گئے ہیں۔ عبدالرشید نے لکھا ہے ہر سوال کے صحیح حل کیلئے تین سو روپے انعام مقرر کیا ہے۔ چھ سوالوں پر 18 سو انعام دیا جائے گا۔ راقم الحروف (حبیب اللہ ڈیروی) نے کہا کہ اگر سوالات کے جوابات دفعۃً وحداۃً روانہ کر دیے تو آپ نے انعام نہیں بھیجنا لہٰذا جواب بھی قسط وار آئے گا اور انعام بھی قسط وار آنا چاہیئے۔ تمام سوالات کے جواب 12 فروری 1986ء کو

مکمل ہو کر جناب عبدالرشید انصاری صاحب کے پاس پہنچ گیا اور انعام کی آخری قسط تین سو روپے بذریعہ منی آرڈر بھی آ گیا۔ اللہ کے فضل سے 18 صد روپیہ انعام وصول ہو گیا۔ ذرا تامل آپ محسوس کریں گے کہ عبدالرشید صاحب نے جوابات کیلئے تین سو روپے فی سوال کل اٹھارہ سو روپے انعام مقرر کیا سوال و جواب کا سلسلہ ابھی تک چل رہا ہے۔ تین سوالات میں وہ مولانا کو زیر کر چکا ہے اور باقی سوالات کے جواب مانگ رہا ہے۔ جواب نہیں مل رہے۔ (شمس الضحیٰ ص ۱۰۲) عبدالرشید بے چارہ تیرہ رجسٹریاں کر چکا ہے جس کی رسیدات اس کے پاس موجود ہے اور آپ انعام حاصل کر کے انعام یافتہ تحریری مناظرہ رفع الیدین کے موضوع پر لکھ بھی چکے ہیں۔ لیکن جس کا وجود خارج میں موجود نہیں۔ (شمس الضحیٰ ص ۱۰۴)

الجواب: اولاً تو مولانا سرفراز خاں صاحب نے یہ نہیں فرمایا کہ بوڑھا ہو گیا ہوں۔ عدیم الفرصت ہوں بلکہ عبدالرشید انصاری نے راقم الحروف سے زیورات کے مسئلہ میں سوال کیا تھا تو راقم الحروف نے اس کو جواب دیا تھا کہ مجھے فرصت نہیں ہے۔ چنانچہ عبدالرشید انصاری سے سوال ہوا کہ مولانا سرفراز صاحب کی وہ تحریر بھیجیں جس میں انہوں نے فرمایا ہو کہ میں بوڑھا ہوں عدیم الفرصت ہوں تو عبدالرشید انصاری نے راقم الحروف کی تحریر کی فوٹو کاپی بھیج دی جو زیورات کے مسئلہ کے بارے میں تھی۔ محترم محمد خالد صاحب گھر جاکھی نے حکیم محمود صاحب سے کہا کہ مولانا محمد سرفراز خان کا وہ خط دکھاؤ جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ میں بوڑھا ہوں عدیم الفرصت ہوں تو حکیم محمود صاحب نے عبدالرشید انصاری کو لکھا کہ مولانا سرفراز خان کا خط دکھا دو تو عبدالرشید انصاری نے راقم الحروف کے خط کی فوٹو کاپی بھیج دی اس خط کی فوٹو کاپی لگائی جا رہی ہے۔

سے ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ
دیتے ہیں یہ دھوکا بازی گر کھلا

محمود زبدۃ الحکماء گولڈ میڈلسٹ
خیر الشافی
چاہ شاہاں والا ۰ گوجرانوالہ
فون : 74301
رجسٹرڈ: QH362/A.

تاریخ ______ نمبر ______ نام ______ نمبر ______

[illegible]

وثانیاً حکیم محمود نے خود نقل کیا ہے۔ کہ یہ مناظرہ قسط وار تین سالوں میں ہوا جو 12 فروری 1986ء کو مکمل ہو گیا۔ باقی عبدالرشید انصاری نے 13 رجسٹریاں بعد میں بھیجی تھیں۔ جس کی تاریخ انعام یافتہ تحریر مناظرہ کے بعد کی ہے۔ عبدالرشید انصاری نے نور الصباح طبع دوم کے مقدمہ کے جواب میں کچھ تحریر کی تھی۔ جس میں نور الصباح طبع دوم کے

مقدمہ کی کسی بات کو جھٹلایا نہیں تھا۔ اور کچھ رجسٹریاں محض فضول سوالات کیے تھے جس کا جواب راقم الحروف نے نہیں دیا۔ اور خود عبدالرشدی انصاری کی رجسٹری ہمارے پاس موجود ہے جو تحریری مناظرہ کی تکمیل کے بعد آئی تھی جس میں انہوں نے کہا تھا کہ یہ آپ کی مرضی ہے جواب دیں یا نہ دیں۔ وثالثاً الرسائل فی تحقیق المسائل میں عبدالرشید انصاری نے راقم الحروف کے جوابات کو ادھورا اور نامکمل نقل کیا ہے۔ اور یہ کھلی بددیانتی ہے۔ ورابعاً حکیم محمود صاحب کہتے ہیں اس مناظرے کا خارج میں کوئی وجود نہیں حالانکہ عبدالرشید انصاری کی رجسٹریاں ہمارے پاس موجود ہیں اور ہماری اپنی تحریر بھی خارج میں موجود ہے البتہ طبع سے آراستہ نہیں ہو سکا (لعل اللہ یحدث بعد ذالک امرا)

جھوٹ نمبر ۱۱۔ حالانکہ تمام مسلمان اسی صفت کی وجہ سے ان کی کتاب کو قرآن مجید کے بعد سب سے صحیح کتاب سمجھتے ہیں۔ اور اس کا نام ہی صحیح بخاری مشہور ہو گیا۔ (شمس الضحی ص ۲۰)

الجواب: حضور ﷺ کے دور میں کیا صحیح بخاری کا وجود تھا؟ تو کیا صحابہ کرامؓ مسلمان نہیں ہیں؟ پھر صحابہ کرامؓ کے شاگردان یعنی تابعین کرام کے دور میں صحیح بخاری کا وجود تھا تو کیا تابعین کرامؒ مسلمان نہ تھے۔ پھر تبع تابعین کے دور میں کیا صحیح بخاری کا وجود تھا؟ کیا تبع تابعین بھی مسلمان نہیں تھے؟ کیا آئمہ اربعہ مسلمان نہیں تھے؟ کیونکہ امام شافعیؒ قرآن مجید کے بعد موطا امام مالک کو صحیح سمجھتے تھے۔ جبکہ امام بخاریؒ کی ولادت سن ۱۹۴ھ میں ہوئی ہے اور وفات ۲۵۶ھ میں جبکہ محدث ابوعلی نیسابوری فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کے بعد سب سے زیادہ صحیح صحیح مسلم ہے۔ کیا محدث ابوعلی بھی مسلمان نہ تھے؟ اسی طرح دوسرے حضرات میں سے بعض کا بھی یہی خیال ہے۔ تو کس دور میں تمام مسلمانوں کا

باسمہ سبحانہ و تعالیٰ

محترم عبدالرشید صاحب انصاری

السلام مسنون کے بعد عرض ہے کہ جناب کی پہلی رجسٹری و دوسری
رجسٹری بھی ہمارے شیخ و استاذ مکرم حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب
صفدر دامت برکاتہم کو مل گئی ہیں لیکن ہمارے شیخ کے پاس
وقت نہیں ہے ایک تو بوڑھے ہیں دوسرے مریض بھی تیسرے تدریس
و دیگر مصروفیات وغیرہ سے فراغ حاصل نہیں ہوتا اسلئے وہ تو جواب
نہیں دے سکتے البتہ راقم الحروف آپکا ایک ادنیٰ خادم ہے آپکی یہ علمی
پیاس بجھا سکتا ہے بشرطیکہ [illegible] مولانا الیاس کی کتاب آداب
[illegible] اور دوسرے [illegible] علماء کی تحریریں جو آپ نے اس مسئلہ پر
[illegible] اور آپکے جوابات [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] فہرست میں آکر جواب تسلی بخش حاصل ہوگا

فقط والسلام
حافظ حبیب اللہ ڈیروی [illegible]
مدرسہ [illegible]
۲۳ نومبر ۱۹۸۸ء

اتفاق ہوا کہ صحیح بخاری کا قرآن مجید کے بعد نمبر ہے۔ جھوٹ بولنے والوں پر خدا کی لعنت بے شمار ہو۔

جھوٹ نمبر۱۲۔ چھپڑ والی مسجد کے مولوی سرفراز صاحب گکھڑوی نے کہا ہے۔ کہ امام بخاریؒ نا قابل اعتماد ہیں۔ (نور الصباح ص ۱۱۹، شمس الضحیٰ ص ۳۰)

الجواب: نہ تو مولانا سرفراز صاحب نے کہا ہے کہ بخاری نا قابل اعتماد ہے اور نہ نور الصباح ص ۱۱۹ میں اس کا کوئی ذکر ہے۔ (لعنت اللہ علی الکاذبین۔)

جھوٹ نمبر۱۳۔ اپنے مطلب کی کمزور اور ضعیف حدیث بھی قبول کر لی ہے۔ اگرچہ اس کا تعلق رکوع سے نہیں سلام سے ہے۔ (شمس الضحیٰ ص ۱۱۰)

الجواب: راقم الحروف نے ایسی کوئی حدیث کمزور تسلیم نہیں کی جس کا تعلق سلام سے ہو۔ یہ محض جھوٹ ہے۔

جھوٹ نمبر۱۴: رفع الیدین مفسد صلوٰۃ ہے (جیسا کہ حبیب اللہ ڈیروی کا خیال ہے)۔ شمس الضحیٰ ص ۳۷)

الجواب: راقم الحروف نے لکھا ہے کہ مؤلف کتاب ہذا کے ہاں راجح اور مرجوح کا مسلک پسندیدہ ہے (نور الصباح ص ۳۰) اس لیے حکیم محمود صاحب نے جھوٹ بولا ہے کہ راقم الحروف کے ہاں رفع الیدین مفسد صلوٰۃ ہے البتہ راقم الحروف اپنے اس نظریہ سے کہ راجح اور مرجوح کا مسلک پسندیدہ ہے سے رجوع کرتے ہوئے ناسخ و منسوخ کا مسلک پسند کرتا ہے۔ اور اسی کو ترجیح دیتا ہے۔ اس حکیم محمود کے جھوٹ بے شمار ہیں جن کا نقل کرنا دشوار ہے۔

حکیم محمود صاحب کا ایک تضاد: سند کے لحاظ سے یہ

حدیثیں پرکھنے کے بعد امام ترمذیؒ نے اس کو حسن کہا ہے اور امام ابن حزمؒ نے تصحیح کی ہے مگر مذکورہ بالا سترہ محدثین کے مقابلہ میں ان کی کوئی حیثیت نہیں کیونکہ سند پر کسی نے جرح نہیں کی۔

انہوں نے متن حدیث سے اختلاف کیا ہے۔ شمس الضحی ص ۶۳ تا ۶۴ **خلاصۂ** ان پچاس صحابہؓ کے مقابل صرف حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت کی کوئی حیثیت نہیں جس کا متن مضطرب ہے اور سنداً بھی ضعیف ہے۔ (شمس الضحی ص ۷۱) اور ایک ایسی حدیث بھی ہے جو عاصم بن کلیب کی وجہ سے ضعیف ہے۔ (شمس الضحی ص ۱۱۰) مگر اس حدیث میں عاصم بن کلیب ضعیف ہے۔ (شمس الضحی ص ۱۱۱) مولانا محمد اسماعیل سلفی مرحوم نے عجیب نسل پیدا کی ہے جو ہمارے سامنے حکیم محمود کی شکل میں ظاہر ہوئی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جھوٹ نمبر ۱۵۔ پانچواں تضاد ص ۲۰۲ (نور الصباح) پر فرماتے ہیں مولوی خالد صاحب کی پیش کردہ حدیث کے متعلق امام ابن جوزی فرماتے ہیں یہ حدیث موضوع ہے (شمس الضحی ص ۱۲۱)

الجواب: راقم الحروف نے مولوی خالد صاحب کی پیش کردہ حدیث کا کوئی ذکر نہیں کیا بلکہ مولوی نور حسین گھرجاکھی کا ذکر کیا ہے۔ ع۔ دروغ گو را حافظہ نہ باشد۔

جھوٹ نمبر ۱۶۔ اس حدیث کو امام ابو داؤد نے ذکر کر کے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح نہیں۔ (شمس الضحی ص ۸۵)

الجواب: امام ابو داؤدؒ یزید بن ابی زیاد کی حدیث کے بارے میں یہ نہیں فرمایا کہ یہ حدیث صحیح نہیں بلکہ انہوں نے ابن ابی لیلیٰ والی حدیث کے بارے میں فرمایا ہے کہ یہ صحیح

نہیں ہے۔ چنانچہ حکیم محمود صاحب شمس الضحی ص ۸۸ لکھتے ہیں امام ابو داؤد فرماتے ہیں یہ حدیث صحیح نہیں اور یہ محمد بن ابی لیلیٰ کی وجہ سے ضعیف ہے۔

جھوٹ نمبر ۱۷۔ نور الصباح ص ۲۷ میں حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ مولانا عطاء اللہ صاحب (تعلیقات نسائی ج ۱ ص ۱۰۲) میں لکھتے ہیں کہ رفع الیدین اور ترک رفع الیدین دونوں سنت ہیں۔ حالانکہ مولانا عطاء اللہؒ تعلیقات سلفیہ ص ۱۲۳ میں فرماتے ہیں **فالسنة هي الرفع لا الترك** رفع الیدین سنت ہے ترک رفع الیدین سنت نہیں اور ڈیروی صاحب جو عبارت نقل کر رہے ہیں وہ علامہ انور شاہ کا قول ہے۔ جسے مولانا کی عبارت بنا دیا۔ شمس الضحی ص ۱۲۴

الجواب: **فالسنة هي الرفع لا الترك** یہ عبارت علامہ سندھیؒ کی ہے انہوں نے فرمایا ہے **ترك رفع اليدين عند الركوع و عند الرفع منه اما لكون الترك سنة كالفعل او لبيان الجواز فالسنة هي الرفع لا الترك والله اعلم (حاشيه سندهي ج ۱ ص ۱۵۸)** کہ ترک رفع الیدین عند الرکوع و بعد الرکوع یا تو اس لیے ہے کہ ترک رفع الیدین سنت ہے مثل رفع الیدین کے یا ترک رفع الیدین **بیان جواز کیلئے** ہے تو پس سنت رفع الیدین ہوا نہ کہ ترک۔ اب اس عبارت میں دو **احتمال کا ذکر** ہے اور یہی عبارت علامہ سندھیؒ کی مولانا عطاء اللہ صاحب حنیف نے نقل کی ہے۔ تو یہ فیصلہ نہیں لیکن حکیم محمود صاحب ایسا جاہل ہے کہ لکھتا ہے کہ وہ علامہ انور شاہ کا قول ہے۔ جسے مولانا کی عبارت بنا دیا۔ ع۔ بول میاں مٹھو چیل چبل۔

جھوٹ نمبر ۱۸۔ مجھے بہت خوشی ہے کہ گوجرانوالہ میں کوئی اہل حدیث عالم اخلاق کے معیار سے گری ہوئی بات نہیں کرتا ہم نے کبھی کسی رفع الیدین نہ کرنے والے کو برا

نہیں کہا ہاں اگر کوئی بحث کرے تو نہایت پیار سے اس کو سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں
(شمس الضحی ص ۱۲)

الجواب: گوجرانوالہ میں کوئی اہل حدیث عالم اخلاق کے معیار سے گری بات نہیں کرتا دوسرے عالم کی بات چھوڑیے آپ اپنی بات کریں کہ آپ کتنے بد اخلاق اور زبان دراز ہیں۔ آپ لکھتے ہیں

1. محدثین کے متعلق ایسی درشت بھونڈی اور غلیظ زبان استعمال کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ان کا ذخیرہ حدیث پر ایمان نہیں (شمس الضحی ص ۲۲) جس شخص کا ذخیرہ حدیث پر ایمان نہ ہو تو وہ کافر ہوا ماشاء اللہ کتنی پیاری زبان ہے اس کو چومنے کا شوق پیدا ہو رہا ہے۔

2. آپ نے زبان درازی ملاحظہ فرمائی یہ وہ بد قسمت لوگ ہیں جنہیں دین پڑھ کر بھی حدیث رسول پر ایمان نصیب نہیں ہوا۔ (شمس الضحی س ۲۳) معلوم ہوا کہ ہم مسلکا کافر ہیں کتنی پیاری زبان استعمال کی گئی ہے۔ جو تسنیم یا کوثر سے دھلی ہوئی ہے۔

3. ولی اللہ یونیورسٹی اب یہ لوگ ایک یونیورسٹی بنانے والے ہیں جس میں قرآن و حدیث کو مسترد کرنے کے طریقے بتائے جائیں گے۔ (شمس الضحی ص ۳۱) جو آدمی قرآن و حدیث کو مسترد کر دے وہ مسلمان کیسا رہا۔ ماشاء اللہ بہت پیاری زبان ہے جو عطر و گلاب سے دھلی ہوئی ہے۔

4. محدثین کے متعلق بد زبانی کرنا اور پھر ہمارے اکابر کے خلاف بدتمیزی کرنا شرافت اور اخلاق سے بعید اور نا مناسب ہے۔ (شمس الضحی ص ۹۷ تا ۹۸)

5. حافظ (حبیب اللہ) صاحب فقہائے کوفہ کی رائے اور عمل کو حدیث رسول سے

مقدم اور برتر سمجھتے ہیں۔ میرے خیال میں کوئی مسلمان یہ سوچ بھی نہیں سکتا (شمس الضحی ص ۱۰۷) مطلب یہ نکلا کہ حبیب اللہ ڈیروی اور فقہائے کرام حدیث رسول کو نہیں مانتے یہی حال ہے حکیم محمود صاحب کے رسالے شمس الضحی کا جس میں اس بد زبان نے فتوے لگائے ہیں اور ہم مقلدین کو کافر کہا ہے۔

جھوٹ نمبر ۱۹۔ اہل حدیث کے دلائل کی تردید میں بھی چالاکی سے کام لیا گیا ہے۔ حافظ صاحب چار سو پینسٹھ احادیث و آثار میں سے پندرہ احادیث و آثار منتخب کیے اور ان پر اعتراضات کیے۔ (شمس الضحی ص ۱۱۲)

الجواب: راقم نے نور الصباح میں اٹھارہ دلائل غیر مقلدین کے نقل کیے ہیں۔ سترہ نمبر پر اعرابی کی روایت نقل کی ہے اور اٹھارہ نمبر پر حدیث فما زالت تلک صلوٰتہ حتی لقی اللہ تعالیٰ کی نقل کر کے اس کو اللہ کے رسول پر بہتان اور جھوٹ قرار دیا ہے دیکھئے نور الصباح حصہ اول ص ۲۳۶ تا ۲۴۷

مگر ع۔ دروغ گورا حافظہ نہ باشد

جھوٹ نمبر ۲۰۔ شمس الضحی ص ۱۰۸ میں نور الصباح سے دلیل نمبر ۱۷ ابوداؤد و طیالسی سے ذکر کی ہے۔

الجواب: نور الصباح ص ۱۵۷ میں ابوداؤد کا ذکر ہے۔ مگر طیالسی کا لفظ یہ حکیم محمود صاحب کی کاروائی سے ہے۔ دروغ گورا حافظہ نہ باشد

جھوٹ نمبر ۲۱۔ شیخ عبدالرحمان بناء نے اسے فتح الربانی شرح مسند احمد میں ذکر کیا۔ (شمس الضحی ص ۱۱۶)

الجواب: شمس الضحی کی کسی نے تصحیح بھی کی ہے۔ وہ اس کے حاشیہ میں لکھتا ہے فتح

الربانی مسند کی ترتیب ہے شرح کا نام بلاغ الامانی ہے (مصحح) بہرحال حکیم محمود صاحب بہترین عالم ہیں گوہر فشانیاں کرتے رہتے ہیں۔

جھوٹ نمبر۲۲۔ گوجرانوالہ میں بہت بڑی جماعت اہل حدیث موجود ہے۔ رفع الیدین کے موضوع پر پہلی تالیف مولانا نور حسین صاحب گرجاکھی کی ہے۔ جس کا نام قرۃ العینین فی اثبات رفع الیدین ہے۔ (شمس الضحی ص ۱۳)

الجواب: حالانکہ گوجرانوالہ میں رفع الیدین کے موضوع پر پہلی تصنیف مولانا حافظ محمد گوندلوی مرحوم کی التحقیق الراسخ ہے جو انچاس ہجری میں شائع ہوئی ہے۔

جھوٹ نمبر۲۳۔ نمبر 7 ابن عبدالبر اپنی کتاب تمہید جلد ۲ ص ۲۴۰ میں فرماتے ہیں (پھر حوالہ دینے کے بعد) تمہید جلد ۱ ص ۲۲۱ میں لکھتے ہیں۔ (شمس الضحی ص ۸۲، ۸۳)

الجواب: حکیم محمود مخبوط الحواس ہے جسے علم سے کوئی مس ہی نہیں۔

جھوٹ نمبر۲۴: اپنی کتاب ص ۳۸ پر (ڈیروی صاحب) ایک حوالہ نقل کرتے ہیں احناف حضرات نسخ رفع الیدین کے قائل نہیں بلکہ ثبوت رفع الیدین عن النبی ﷺ کے منکر ہیں۔ اتنا بڑا جھوٹ شاید ہی کوئی بول سکے کہ رفع الیدین کا کوئی ثبوت ہی نہیں (نور الصباح ص ۲۷) (شمس الضحی ص ۱۲۴)

الجواب: راقم الحروف نے نور الصباح ص ۲۸ میں مولانا حسین علیؒ کی تحریرات حدیث ص ۳۹ سے یہ حوالہ نقل کیا ہے۔ اور واقعی یہ حوالہ موجود ہے۔ اگر حوالہ نہ ہوتا تو پھر یہ جھوٹ بن سکتا تھا۔ ہاں یہ یوں جھوٹ ہوسکتا ہے۔ پہلے حکیم محمود صاحب نے نور الصباح ص ۳۸ کا حوالہ نقل کیا اور پھر نور الصباح ص ۲۷ کا لکھ دیا اور یہ بالکل جھوٹ ہے دونوں صفحات پر یہ حوالہ موجود نہیں۔ دروغ گورا حافظہ نہ باشد۔

جھوٹ نمبر۲۵: شمس الضحی ص ۹۷ اور ص ۱۱۰ میں رفع الیدین کی ترمذی سے ۹ حدیثیں لکھی ہیں۔

الجواب: یہ خالص جھوٹ ہے۔

جھوٹ نمبر۲۶۔ جب والد محترم حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب" (الی ان قال) انہوں نے اختلافی مسائل کو بھی نہیں اچھالا اور نہ اس مسئلے پر کوئی رسالہ لکھا۔ (شمس الضحی ص ۱۲)

الجواب: جھوٹ بولنا شاید غیر مقلدین کے نزدیک جائز ہے ورنہ مولانا محمد اسماعیل صاحب نے اختلافی مسائل میں رسول اکرم ﷺ کی نماز لکھی ہے اور تحریک آزادی فکر لکھی ہے اور فتاوی سلفیہ لکھا ہے۔ مشکوۃ مترجم اردو جلد اول لکھی ہے۔ اس میں اختلافی مسائل پر خامہ فرسائی کی ہے۔ قربانی کے چار دن پر مضمون شائع کیا جو فتاوی علمائے حدیث میں درج ہے۔ بہرحال حکیم محمود کے اکاذیب سے شمس الضحی بھری پڑی ہے۔

ایک اعتراض کا جواب: حافظ حبیب اللہ ڈیروی صاحب فرماتے ہیں کہ غیر مقلدین حضرات نے حضرت عبداللہ بن مسعود پر غلط اعتراضات کیے ہیں۔

عرضداشت: حافظ صاحب ہم تو عبداللہ بن مسعود کی جوتوں کی خاک کے برابر بھی نہیں ہم کون ہیں ان پر اعتراض کرنے والے ہم تو صرف وہ الفاظ ذکر کرتے ہیں جو حدیث کی کتابوں کے مصنفین نے ان حدیثوں کو نقل کرنے کے بعد بطور تنقید لکھے ہیں۔ (شمس الضحی ص ۶۴)

الجواب: اگر ہم محدثین کرام کے حوالے محدثین کے خلاف نقل کریں تو ہم بدزبان بن جائیں اگر آپ جلیل القدر بدری صحابی رسول اللہ ﷺ کے خلاف زبان استعمال کریں تو

آپ ناقل بن جائیں۔ تلک اذاً قسمة ضیزیٰ

جھوٹ نمبر ۲۷: ملا علی قاریؒ شرح وقایہ میں فرماتے ہیں۔ (شمس الضحیٰ ص ۱۰۴)

الجواب: راقم الحروف نے نور الصباح ص ۷۶ پر یوں لکھا ہے حضرت ملا علی قاریؒ شرح نقایہ جلد ا ص ۷۸ میں لکھتے ہیں۔ مگر حکیم محمود صاحب نے شرح نقایہ کے بجائے شرح وقایہ لکھ دیا کیونکہ حکیم محمود نے شرح وقایہ کا نام کسی سے سنا ہوگا۔

جھوٹ نمبر ۲۸: تمام محدثین جن کی کتابوں سے دلائل اخذ کیے جاتے ہیں سب کے سب رفع الیدین کرتے ہوں پھر بھی ان کی کتابوں سے ان کے خلاف دلائل تلاش کیے جائیں۔ (شمس الضحیٰ ص ۵)

الجواب: ۱. مؤطا امام مالک، مؤطا امام محمد، مسند ابو حنیفہ، طحاوی، مدونہ کبریٰ، التمہید شرح مؤطا امام مالک، سند ابو داؤد الطیالسی ان کتابوں کے مصنفین ترک رفع الیدین پر عمل کرتے ہیں۔ اور امام ابو داؤد الطیالسی بھی عند الرکوع و بعد الرکوع رفع الیدین اصبهان میں نہ کرتے تھے۔ (طبقات المحدثین ج ا ص ۹۶) بحوالہ جلاء العینین للراشدی السندھی غیر مقلد ص ۱۴۲

جواب نمبر ۲: آپ حضرات تین طلاقوں کو ایک بناتے ہیں جبکہ آئمہ اربعہ اور تمام محدثین تین طلاقوں کو تین ہی بناتے ہیں۔ تو آپ ان حضرات کی کتابوں سے ان کے خلاف دلائل کیوں تلاش کرتے ہیں اسی طرح دو رکعتوں کے التحیات سے اُٹھ کر رفع الیدین کرنا ائمہ اربعہ اور محدثین کے خلاف ہے۔ اور آپ تیسری رکعت کی طرف کھڑے ہوتے ہوئے رفع الیدین کرتے ہیں۔

جھوٹ نمبر ۲۹: مولانا عبدالحی لکھنوی حنفی کی بات سنیں وہ مؤطا امام محمد ص ۸۹ میں

فرماتے ہیں۔ (شمس الضحیٰ ص ۶۶)

الجواب: مؤطا امام محمد امام محمدؒ کا ہے مولانا عبدالحی لکھنوی اس میں کیسے فرما سکتے ہیں؟ یہ سب جہالت کے کرشمے ہیں۔

جھوٹ نمبر ۳۰: اور مختصر حدیث جس میں صرف پہلی رفع الیدین کا ذکر ہے اس کو تمام محدثین نے ضعیف کہا ہے۔ (شمس الضحیٰ ص ۷۳)

الجواب: اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں اس کو تمام محدثین ضعیف کیسے کہہ سکتے ہیں۔ جبکہ حکیم محمود صاحب لکھتے ہیں امام دار قطنی کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ مگر لم یعد کا لفظ صحیح نہیں۔ (شمس الضحیٰ ص ۶۰)

جبکہ شمس الضحیٰ ص ۶۳ میں ہے سند کے لحاظ سے یہ حدیثیں پرکھنے کے بعد امام ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے۔ اور ابن حزم نے تصحیح کی ہے۔ جبکہ شمس الضحیٰ ص ۶۶ میں لکھتے ہیں کہ مولانا عبدالحی لکھنوی (الی ان قال) فرماتے ہیں وہ ابن مسعود کی روایت کے علاوہ سب ضعیف ہیں۔ اور مرعاۃ المفاتیح ج ۲ ص ۲۹۳ میں غیر مقلد عالم نے علامہ ابو الحسن سندھی سے نقل کیا ہے کہ ابن مسعودؓ کی حدیث کی سند صحیح ہے۔ اور تعلیقات مشکوۃ حدیث نمبر 809 کے تحت علامہ ناصر الدین البانی غیر مقلد فرماتے ہیں قلت و خالفه الترمذی فقال حدیث حسن والحق انه حدیث صحیح و اسناده صحیح علی شرط مسلم۔ اب حکیم محمود صاحب نے قرآنی آیات میں بھی تحریف کر دی ہے۔ دیکھئے شمس الضحیٰ ص ۳، ۱۱، ۳۱، ۹۸ وغیرہ۔ اب بس کرتا ہوں۔ و افوض امری الی الله ان الله بصیر بالعباد و صلی الله تعالی علی خیر خلقه محمد و علی آله و اصحابه اجمعین آمین برحمتک یا ارحم الراحمین

یکم ربیع الثانی ۱۴۲۴ھ مطابق 2 جون 2003ء

سرور العینین بجواب نور العینین

محترم اثری صاحب نے جناب زبیر علیزئی کی کتاب نور العینین طبع دوم پر تقریظ لکھی ہے اور اس کے صفحہ تین پر لکھتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں رفع الیدین نماز کی زینت ہے التمہید ج ۶ ص ۲۲۵

الجواب: التمہید کا حوالہ بھی غلط ہے صحیح التمہید ج ۹ ص ۲۲۵ ہے۔ باقی مولانا ارشاد الحق اثری نے بڑی بے ایمانی اور دجل کا مظاہرہ کیا ہے کیونکہ یہ عبداللہ بن عمر العمری ضعیف قسم کا راوی ہے۔ یہ حضرت عبداللہ بن عمر صحابیؓ نہیں ہیں۔ چنانچہ حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں ۔ **عبدالله بن عمر ابو عبدالرحمن العمری المدنی ضعیف عابد من السابعة مات سنة احدی و سبعین وقیل بعده** تقریب ص ۱۸۲ کہ یہ راوی العمری المدنی ضعیف ہے سنہ ۱۷۱ ہجری یا بعد میں وفات ہوئی ہے۔ اصل روایت اور اس کے الفاظ ملاحظہ ہوں **قال ابو بکر الاثرم حدثنا علی بن احمد بن القاسم الباهلی قال اخبرنا عبدالله بن وهب قا اخبرنی عیاض بن عبدالله الفهری ان عبدالله بن عمر کان یقول لکل شئی زینة و زینة الصلوة التکبیر و رفع الایدی فیها (التمهید لابن عبدالبر ج ۹ ص ۲۲۵)** محدث ابوبکر الاثرم فرماتے ہیں کہ ہمیں علی بن احمد بن القاسم الباہلی نے خبر دی وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں عبداللہ بن وہب نے خبر دی وہ فرماتے ہیں کہ مجھے عیاض بن عبداللہ الفہری نے خبر دی کہ بے شک عبداللہ بن عمر فرمایا کرتے تھے کہ ہر چیز کی زینت ہوتی ہے اور نماز کی

زینت تکبیر اور اس میں رفع الیدین کرنا ہے۔ اور یہ روایت التمہید ج ۷ ص ۸۳ میں **و روی ابن وهب الخ سے مروی ہے** اور عیاض بن عبداللہ الفہری المدنی سے ابن وہب روایت کرنے والا ہے۔ امام ابوحاتمؒ فرماتے ہیں **لیس بالقوی (قوی نہیں ہے)** ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے اور محدث ساجیؒ نے فرمایا ابن وہب نے اس عیاض سے چند احادیث روایت کی ہیں ان میں نظر ہے۔ محدث یحیی بن معینؒ فرماتے ہیں کہ حدیث میں ضعیف ہے۔ اور ابن شاہینؒ نے ثقات میں ذکر کیا ہے اور ابو صالح فرماتے ہیں کہ یہ مدینہ منورہ میں کبیر الشان ہے اس کی حدیث میں خرابی ہے۔ اور امام بخاریؒ نے فرمایا کہ یہ منکر الحدیث ہے۔ (تہذیب ج ۸ ص ۲۰۱) اور حافظ ابن حجر تقریب التہذیب ص ۲۷۰ میں لکھتے ہیں عیاض بن عبداللہ الفہری المدنی نزیل مصر فیہ لین۔ عیاض الفہری میں نرمی وضعف ہے۔

قارئین کرام بات کیا تھی جس کو محدث العصر مولانا ارشاد الحق صاحب اثری نے کیا سے کیا بنا دیا ہے۔

گل گئے گلشن گئے جنگل دھتورے رہ گئے
اڑ گئے دانا جہاں سے بے شعور رہ گئے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مولانا زبیر علیزئی کا جھوٹ نمبر ۱: وہ لکھتے ہیں علامہ ناصر الدین البانی نے ایک سند کو ابوقلابہ کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف کہا (حاشیہ صحیح ابن خزیمہ ج ۳ ص ۲۶۸) قال **اسناده ضعیف لعنعنة ابی قلابة وهو مذکور بالتدلیس (الی)**۔ اس کی

روایت کو تو علامہ البانی نے ضعیف کہا ہے مگر اصول سے روگردانی کرتے ہوئے سفیان ثوری مدلس عن الضعفاء (جو کہ بقول حافظ العلائی طبقہ ثالثہ کے مدلس ہیں۔) کی معنعن روایت ترک رفع الیدین کی تعلیقات مشکوۃ میں تصحیح کردی ہے۔(نور العینین ص ۱۰۱) نیز مولانا زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں درج بالا تفصیل سے معلوم ہوا۔ کہ جناب سفیان ثوریؒ غضب کے مدلس تھے۔لہٰذا ان کو درجہ ثانیہ میں ذکر کرنا غلط ہے۔ مگر حافظ ابن حجرؒ نے ان کو درجہ ثانیہ میں ذکر کیا ہے۔(طبقات المدلسین ص۳۲) حافظ العلائی کیکلدیؒ نے حافظ ابن حجر سے پہلے ان کو طبقہ ثالثہ میں ذکر کیا ہے۔(جامع التحصیل ص ۹۹) حافظ العلائی (۶۹۴-۷۶۱ھ) حافظ ابن حجر سے زیادہ ماہر اور متقدم تھے اور درج بالا دلائل کی روشنی میں حافظ العلائی کی بات صحیح اور حافظ ابن حجرؒ کی بات غلط ہے۔ (نور العینین ص۱۰۲)

نوٹ: پہلے نور العینین طبع اول موجود تھی اس کے حوالے لگائے گئے ہیں۔ پھر طبع دوم بھی آگئی اب اس کے حوالے ذکر کیے جائیں گے۔

الجواب نمبرا: حافظ صلاح الدین العلائی نے امام حاکمؒ سے مدلسین کی اقسام کا ذکر کیا ہے۔ دیکھیے جامع التحصیل فی احکام المراسیل ص۹۹) اور اس میں سفیان ثوری کو قسم ثالثہ میں ذکر کیا ہے۔ مگر خود اسی کتاب کے ص ۱۱۳ میں سفیان ثوری کو طبقہ ثانیہ میں ذکر کیا ہے۔ چنانچہ ان کے الفاظ یہ ہیں۔ وثانیھا من احتمل الائمة تدلیسه و خرجوا له فی الصحیح و ان لم یصرح بالسماع و ذالک اما لامامته اولقلة تدلیسه فی جنب ماروی اولانه لا یدلس الا عن ثقة و ذالک کالزهری و سلیمان الاعمش و ابراهیم النخعی و اسماعیل بن ابی

خالد و سلیمان التیمی و حمید الطویل والحکم ابن عتیبة و یحیٰ بن ابی کثیر و ابن جریج والثوری و ابن عیینة الخ

دوسرا طبقہ جس کی تدلیس کو ائمہ کرامؒ نے برداشت کیا ہے اور (صحیح بخاری یا صحیح مسلم میں) روایت کیا ہے اگرچہ انہوں نے سماع کی تصریح نہیں کی اور یہ اس بنا پر ہے کہ وہ محدث امام ہیں یا تدلیس کم کی ہے۔ بنسبت روایات کے یا اس بنا پر کہ تدلیس ثقہ سے کرتا ہے۔ اور یہ مثل زہریؒ سلیمن الاعمشؒ ابراہیم نخعیؒ اسماعیل بن ابی خالدؒ سلیمان التیمی حمید الطّویلؒ الحکم بن عتیبہؒ یحیٰ بن ابی کثیرؒ ابن جریجؒ وثوریؒ وابن عیینہؒ فلہٰذا زبیر علیزئی کا جھوٹ ظاہر ہوگیا کہ حافظ صلاح الدین نے سفیان ثوری کو طبقہ ثالثہ میں شمار کیا ہے۔ مولانا حافظ محمد گوندلوی غیر مقلد مرحوم لکھتے ہیں مدلسین کے طبقات حافظ ابن حجر نے طبقات المدلسین میں ان کے پانچ مراتب بیان کیے ہیں۔

1. جس سے بہت کم تدلیس ثابت ہو۔ جیسے یحیٰ بن سعید انصاری ہیں۔

2. جس کی تدلیس کو ائمہ حدیث نے برداشت کیا ہو۔ اور اپنی صحیح میں اس سے روایت بیان کی ہو۔ کیونکہ اس کی تدلیس اس کی مرویات کے مقابلہ میں کم ہے۔ اور وہ فی نفسہ امام ہے جیسے ثوری یا وہ ثقہ ہی سے تدلیس کرتا ہے جیسا کہ ابن عیینہ ہے۔ (خیر الکلام ص ۷۴ طبع دوم)

مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوری غیر مقلد تحفۃ الاحوذی ج ا ص ۱۲ میں حافظ ابن حجرؒ کے طبقات المدلسین سے بعینہ اسی طرح عبارت نقل کی ہے۔ جس طرح مولانا گوندلوی مرحوم نے نقل کی ہے۔ مسئلہ آمین بالجھر کی روایت سفیان ثوری عن سلمة بن

کہیل عن حجر بن عنبس الخ سے تمام غیر مقلدین استدلال کرتے ہیں اور اس کو صحیح کہتے ہیں حالانکہ وہاں بھی سفیان ثوری نے عن سے روایت بیان کی ہے۔ (ملاحظہ ہو ابکار المنن ص ۱۹۸ للمبارکپوری غیر مقلد) مولانا زبیر علیزئی اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں ترمذی نے حسن جبکہ ابن حجر اور امام دارقطنی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (نماز نبوی ص ۱۵۱ کا حاشیہ) مولانا زبیر علیزئی اس روایت کے بارے میں لکھتے ہیں حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں و سندہ صحیح التلخیص الحبیر ج ۱ ص ۲۳۶ حدیث نمبر ۳۵۳ (هدیة المسلمین ص ۳۴ مطبوعہ کراچی) مولانا زبیر علیزئی فرماتے ہیں سفیان ثوریؒ احد الاعلام علماً و زہداً (الکاشف ج ۱ ص ۳۰۰) صحیح بخاری وصحیح مسلم کا راوی ہے (تقریب) طبقہ ثانیہ کا مدلس ہے جس کی تدلیس مضر نہیں الا اذا ثبت واللہ اعلم (طبقات المدلسین کا مطالعہ کریں) (جرابوں پر مسح ص ۴۰ جمع و ترتیب عبدالرشید انصاری طبع اول) علامہ سیوطیؒ لکھتے ہیں روی البیهقی فی المدخل عن محمد ابن رافع قلت لابی عامر کان الثوری یدلس قال لا (تدریب الراوی ج ۱ ص ۲۳۱) امام بیہقیؒ نے مدخل میں محمد بن رافع سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے ابو عامر سے پوچھا کیا سفیان ثوریؒ تدلیس کرتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ نہیں۔ چلو جناب سفیان ثوری تدلیس ہی نہیں کرتے تھے۔ مولانا زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں امام ابو زرعہ رازی نے الحسن بن عیاش کے مقابلہ میں سفیان ثوری کی اس روایت کو اصح قرار دیا ہے۔ جس میں پھر نہ کرنے کا ذکر نہیں۔ (علل الحدیث لابن ابی حاتم ج ۱ ص ۹۵) (نور العینین ص ۱۲۸) چلو جناب امام ابو زرعہ رازیؒ کے ہاں سفیان ثوری کی معنعن روایت زیادہ صحیح ہے۔ تدلیس سفیان ثوریؒ کی کدھر چلی گئی ہے؟

مولانا زبیر علیزئی لکھتے ہیں عن المغیرة ابن شعبة ان رسول الله ﷺ توضأ و مسح علی الجوربین و النعلین (۱) جامع ترمذی وقال حسن صحیح (۲) صحیح ابن خزیمہ ج ۱ ص ۹۹ (۳) صحیح ابن حبان ج ۲ ص ۳۱۴ (۴) محمد مصطفی الاعظمی نے صحیح ابن خزیمہ کے حاشیہ جلد ۱ ص ۹۹ پر کہا اسنادہ صحیح (۵) اسماعیلی نے بخاری پر اس حدیث کی تخریج کو لازم کیا ہے۔ (النکت الظراف علی الاطراف لابن حجر العسقلانیؒ ج ۸ ص ۴۹۳) (۶) ناصر الدین البانی نے کہا صحیح ارواء الغلیل ج ۱ ص ۱۳۷ وقد اعل بما لا یقدح (تخریج المشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۶۲) جرابوں پر مسح ص ۳۹ تا ۴۰ جمع و ترتیب عبدالرشید انصاری طبع اول۔ اب آپ حضرات اس حدیث کی سند کو دیکھیں تو اس کی سند میں سفیان ثوریؒ کی معنعن روایت موجود ہے۔

نوٹ: عبدالرشید انصاری اور مولانا زبیر علیزئی کے درمیان جرابوں پر مسح کا ایک تحریری مناظرہ چلا تھا۔ لیکن جرابوں پر مسح طبع دوم میں عبدالرشید انصاری نے زبیر علیزئی کا مضمون حذف کر دیا ہے۔

الجواب نمبر ۲: امام دارقطنیؒ فرماتے ہیں سوال نمبر ۸۰۴ وسئل عن حدیث علقمة عن عبدالله قال الا اریکم صلوٰة رسول الله ﷺ فرفع یدیه فی اول تکبیرة ثم لم یعد فقال یرویه عاصم ابن کلیب عن عبدالرحمن بن الاسود عن علقمة حدث به الثوری عنه ورواه ابو بکر النهشلی عن عاصم ابن کلیب عن عبدالرحمن ابن الاسود عن ابیه و عن علقمة عن عبدالله و کذالک رواه ابن ادریس عن عاصم ابن کلیب عن عبدالرحمن ابن الاسود عن علقمة عن عبدالله و اسناده صحیح و فیه

لفظة ليست بمحفوظة ذكرها ابو حذيفة فى حديثه عن الثورى و هى قوله ثم لم يعد الخ (العلل الواردہ ج ۵ ص ۱۷۱ تا ص ۱۷۳) الطبعة الاولى ۱۴۰۹ھ بمطابق ۱۹۸۹ء الرياض شارع عمير المملكة العربية السعوديه) کہ حدیث علقمہ عن عبداللہ بن مسعودؓ کے بارے میں پوچھا گیا جس میں حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی نماز نہ دکھاؤں پس رفع یدین کیا اول تکبیر میں پھر نماز میں رفع الیدین نہ کیا تو فرمایا کہ عاصم بن کلیب عن عبدالرحمٰن بن الاسود عن علقمہ سے روایت کرتا ہے۔ اس کو ثوریؒ نے عاصم بن کلیب سے روایت کیا ہے۔ اور اس حدیث کو ابوبکر النھشلیؒ نے عاصم بن کلیب عن عبدالرحمٰن بن الاسود عن ابیہ و عن علقمہ عن عبداللہ سے بھی روایت کیا ہے۔ اور اسی طرح عبداللہ بن ادریس نے عاصم بن کلیب عن عبدالرحمٰن بن الاسود عن علقمہ عن عبداللہ روایت کیا ہے اور اسناد اس حدیث کی صحیح ہے۔ اور اس میں ایک لفظ ہے جو کہ محفوظ نہیں جو کہ ابو حذیفہ نے اپنی حدیث میں سفیان ثوریؒ سے روایت کیا ہے۔ اور وہ قول ہے ثم لم یعد۔ اس میں امام دار قطنیؒ فرماتے ہیں کہ سفیان ثوریؒ جس طرح عاصم بن کلیب سے روایت کرتے ہیں اسی طرح ابوبکر النھشلی اور عبداللہ بن ادریس بھی عاصم بن کلیب سے روایت کرتے ہیں سفیان ثوری متفرد نہیں۔ اور اس کی حدیث کی سند بھی صحیح ہے صرف ثم لم یعد محفوظ نہیں۔ امام وکیعؒ اور عبداللہ بن مبارک جیسے جبل العلم سفیان ثوریؒ سے لم یعد روایت کریں اور محفوظ نہ ہو یہ امام دار قطنیؒ کی ناانصافی ہے۔ مولانا عبداللہ روپڑی غیر مقلد رفع الیدین اور آمین کے ص ۶۹ میں لکھتے ہیں کہ سفیان ثوریؒ سے جیسے وکیعؒ نے لم یعد روایت کیا ہے ویسے ہی عبداللہ بن مبارکؒ نے بھی سفیان ثوری سے لم یعد روایت کیا ہے۔ چنانچہ درایہ

تخریج ہدایہ میں حافظ ابن حجر نے بحوالہ نسائی اس کا حوالہ دیا ہے۔ اور علامہ زیلعیؒ نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ وکیعؒ سے غلطی نہیں ہوئی الخ۔

ایک بہتان جس کے لگانے سے خود پھنس گئے۔

مولانا زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں مگر کسے معلوم تھا کہ ایک ایسا دور آنے والا ہے جب مسلمانوں کی راہ کے خلاف چلنے والے یہ بدعتی صحیحین (بخاری و مسلم) کی احادیث اور راویوں پر اندھا دھند حملے کریں گے۔ مثلاً سرفراز صفدر صاحب دیو بندی نے صحیحین کے درج ذیل راویوں پر عمل جراحی چلایا ہے۔ مکحول (۱) (صحیح مسلم) احسن الکلام ج ۲ ص ۸۶) (۲) العلاء بن الحارث (مسلم) احسن ج ۲ ص ۸۵) (۳) (ولید بن مسلم صحیح بخاری و صحیح مسلم احسن ج ۲ ص ۸۵) (۴) سعید بن عامر (بخاری و مسلم) احسن ج ۲ ص ۱۳۲) (۵) العلاء بن عبدالرحمٰن (صحیح مسلم) احسن ج ۱ ص ۲۴۰ وغیرہ تفصیل کیلئے شیخ الحدیث ارشاد الحق اثری کی مایہ ناز کتاب (توضیح الکلام) کا مطالعہ کریں۔ حبیب اللہ ڈیروی دیو بندی نے بھی صحیحین کے راویوں پر تیشہ چلایا ہے۔ مثلاً (۱) ابن جریج (بخاری و مسلم) (نور الصباح مقدمہ ص ۱۸ بترقیمی) (۲) ولید بن مسلم (بخاری و مسلم) (نور الصباح ص ۱۸۱) ۳۔ یحیٰ بن ایوب الغافقی المصری (صحیحین) (نور الصباح ص ۲۲۱ وغیرھم نور العینین ص ۱۷ تا ۱۸)

الجواب: محترم مولانا زبیر علیزئی صاحب بدعتی آپ اور آپ کی جماعت ہے یا ہم؟ ذرا غور فرمائیں ۱۔ سلیمان تیمیؒ جو صحیحین کے مرکزی راوی ہیں اس پر مولانا ارشاد الحق صاحب نے کلام کیا ہے۔ (توضیح الکلام ج ۲ ص ۲۴۷ و ج ۲ ص ۲۵۳) ۲۔ قتادہؒ جو صحیحین

کے مرکزی راوی ہیں اس پر بھی مولانا ارشادالحق اثری صاحب نے کلام کیا ہے۔(توضیح الکلام ج ٢ص ٢٨٣تا ص ٣٢٢، ج ٢ص ٣١٩) ٣۔ابو اسحاق سبیعی جو صحیحین کے راوی ہیں ان پر اثری صاحب نے کلام کیا ہے۔(توضیح الکلام ج ٢ص ٤٥٣، ج ٢ص ٤٥٥، ج ٢ص ٤٧٣، ج ٢ص ٤٧٥، ج ٢ص ٤٨٢، ج ٢ص ٤٩٤، ج ٢ص ٤٦٢، ج ٢ص ٧١٨، ج ٢ص ٣١٩) ٤۔ہشیم جو صحیحین کے راوی ہیں ان پر بھی اثری صاحب نے کلام کیا ہے۔(توضیح الکلام ج ٢ص ٧٦١، ص ٧٦٢) ٥۔الاعمش جو صحیحین کے راوی ہیں ان پر بھی اثری نے کلام کیا ہے۔(توضیح الکلام ج ٢ص ٥٦٩، ج ٢ص ٣١٩، ج ٢ص ٧٥٩، ج ٢ص ٧٦٥، ج ٢ص ٧٦٨) ٦۔ابن جریج جو صحیحین کے راوی ہیں۔ان پر بھی اثری صاحب نے کلام کیا ہے۔ (توضیح الکلام ج ٢ص ١٢٤) ٧۔ولید بن مسلم جو صحیحین کے راوی ہیں ان پر بھی اثری صاحب نے کلام کیا ہے(توضیح الکلام ج ١ص ٥١٥)

٨۔معمر جو صحیحین کے مرکزی راوی ہیں ان پر بھی اثری صاحب نے کلام کیا ہے۔(توضیح الکلام ج ١ص ١٢٣تا ص ١٢٥) جب کہ طعنہ مولانا اثری صاحب نے مولانا سرفراز خان کو دیتے ہوئے لکھا ہے کہ انہوں نے صحیح بخاری و مسلم کے رواۃ پر کلام کیا ہے۔(توضیح الکلام ج ٢ص ٣٢٥) مولانا ارشادالحق اثری صاحب لکھتے ہیں او قد خرج کے الفاظ شاذ ہیں اسی وجہ سے امام بخاریؒ نے الفاظ باب اذا رأی الامام رجلاً وھو یخطب میں نقل نہیں کیے بلکہ باب ما جاء فی التطوع مثنیٰ مثنیٰ میں ذکر کیے ہیں۔امام بخاریؒ کا اسلوب یہ ہے کہ ایک روایت کو مختلف مقامات پر اسانید سے لاتے ہیں اور بسا اوقات اسنادی فوائد کے لحاظ سے اس روایت کے مرجوح الفاظ بھی ذکر کر دیتے ہیں۔مثلاً باب مناقب عثمانؓ میں ولیدؒ بن عقبہ پر شراب کی حد لگانے کی روایت لائے ہیں۔جس میں مقصود حضرت عثمانؓ

کی منقبت بیان کرنا ہے کہ وہ حدود اللہ کے پابند تھے مگر اس میں ٨٠ کوڑوں کا ذکر ہے اور امام بخاریؒ شراب کی حد میں امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے قول کے مطابق ٤٠ کوڑے قرار دیتے ہیں اس لیے حدود میں ولیدؒ پر حد لگانے کے سلسلہ میں ٤٠ کوڑے لگائے جانے کی روایت ذکر کی ہے۔گویا ان کے نزدیک ٨٠ کوڑوں کا ذکر شبیب راوی کا وہم ہے۔

(توضیح الکلام ج ٢ص ١٧٩تا ١٨٠) مولانا ارشادالحق صاحب اثری لکھتے ہیں بعض اہل علم نے ان الفاظ (وصلی علیہ) کو صرف اس بنا پر صحیح باور کر لیا ہے کہ یہ صحیح بخاری میں ہیں مگر یہ صحیح نہیں جب کہ صحیح بخاری اور مسلم میں شیخین ایسی حدیث کو بھی لے آتے ہیں جو مقصود کے اعتبار سے توصحیح ہوتی ہے(یعنی من حیث المجموع) اگر چہ کوئی ٹکڑا اس کا ان کے معیار کی صحت کے مطابق نہیں ہوتا بلکہ اس میں بعض رواۃ کا وہم ہوتا ہے۔صحیحین پر غائر نظر سے مطالعہ کرنے والے حضرات کیلئے یہ بات نئی نہیں اس کی تفصیل ہم نے اپنے مقالہ ''صحت بخاری'' میں قدرے تفصیل سے کر دی ہے۔(توضیح الکلام ج ١ص ١٢٤) لیجئے جناب زبیر علیزئی صاحب صحیحین کی صحت بھی مشکوک ہوگئی ہے۔تو کیا بدعتی آپ اور آپ کی جماعت ہے یا ہم ہیں۔جناب زبیر علیزئی صاحب آپ بھی صحیحین کے رواۃ پر کلام کرتے ہیں۔سفیان ثوریؒ جو مرکزی راوی ہیں۔صحیحین کے آپ اس پر کلام کرتے ہیں دیکھئے نور العینین ص ١٠٠، ١٠٢، اور ص ٣١۔ابراہیم نخعیؒ جو صحیحین کا مرکزی راوی ہے اس پر بھی آپ نے کلام کیا ہے(نور العینین ص ١٢٨) قتادہ جو صحیحین کے مرکزی راوی ہیں۔ان پر بھی آپ نے کلام کیا ہے۔(نور العینین ص ٦٦، ٦٧) جناب زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں۔رہا آپ کا یہ کہنا کہ کوئی ایسی حدیث پیش کریں جس پر سب کا اتفاق ہو کسی نے اختلاف نہ کیا ہو صحیح نہیں اختلاف کرنے والوں نے امام بخاریؒ پر بھی اختلاف

کیا ہے۔ بلکہ بعض نے ان کو ترک کر دیا ہے (الجرح والتعدیل ج ۷ ص ۱۹۱) کیا خدانخواستہ امام بخاریؒ بھی متروک سمجھے جائیں گے بلکہ اختلاف کی نوعیت دیکھی جاتی ہے جس طرح ذات بخاریؒ میں ابو حاتمؒ ابوزرعہؒ والذھبیؒ کا اختلاف مردود ہے (جرابوں پر مسح ص ۲۵)

تعارض نمبر۱: مولانا زبیر علیزئی صاحب تحریر کرتے ہیں مولانا سرفراز صفدر دیو بندی وغیرہم نے بھی محمد بن اسحاق کی توثیق کی ہے۔ (مسئلہ فاتحہ خلف الامام تالیف حافظ زبیر علیزئی ص ۴۳) اس بات کی تردید بہتر ہے کہ مولانا زبیر علیزئی کے قلم سے ملاحظہ فرمائی جائے۔ مولانا علیزئی صاحب لکھتے ہیں غرض جمہور علماء محمد بن اسحاق کو ثقہ کہتے ہیں مگر سرفراز اینڈ پارٹی برابر کذاب کذاب کی رٹ لگا رہے ہیں۔ (نور العینین ص ۳۰) کفیٰ بنفسک الیوم علیک حسیبا

تعارض نمبر۲: مولانا زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں۔ اسے ابو معاویہ محمد بن خازم الضریر نے الاعمش عن ابی صالح عن مالک الدار کی سند سے روایت کیا ہے۔ اس میں الاعمش مدلس ہیں اور کسی سند میں اس کے سماع کی تصریح موجود نہیں۔ الاعتصام ج ۴۳ شمارہ نمبر ۳۱۔ ۲۰ محرم ۱۴۱۲ھ میں راقم الحروف کا ص ۱۵ پر ایک مضمون شائع ہوا ہے اس کے ص ۱۷ اور ۱۸ پر الاعمش کی تدلیس اور ابو صالح سے اس کی روایت پر کافی بحث موجود ہے ہفت روزہ الاعتصام کیم جولائی ۱۴۱۲ھ 8 نومبر 1991ء ص ۱۹ مولانا زبیر علیزئی صاحب تحریر کرتے ہیں حافظ ابن حجر نے اعمش کو مرتبہ ثانیہ میں ذکر کیا ہے۔ (طبقات المدلسین ص ۶۸) اور ص ۲۳ پر کہا کہ ان کی تدلیس محتمل ہے صحیح میں ان کی حدیث کا اخراج کیا گیا ہے۔ یاد رہے کہ الاعمش کی معنعن روایات صحیحین میں ہیں۔ (جرابوں پر مسح ص ۴۱)

تعارض نمبر۳: مولانا زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں اس سند میں امام زہری کی تدلیس کی وجہ سے اعتراض ہوسکتا ہے۔ جس کے متعدد جوابات ہیں۔ ان میں سے ایک تو ہم ذکر کر آئے ہیں کہ حنفیہ کے نزدیک تدلیس مضر صحت نہیں۔ (ص ۱۵ ا ص ۱۶) ہمارے شیخ محب اللہ شاہ الراشدی السندھیؒ امام زہریؒ کے یدلس فی النادر کی وجہ سے عنعنہ کو صحت کے منافی نہیں سمجھتے۔ اور انہوں نے اس حدیث پر ایک رسالہ لکھا ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ واللہ اعلم (مسئلہ فاتحہ خلف الامام ص ۴۵) مولانا علیزئی صاحب لکھتے ہیں حضرت علیؓ سے فاتحہ خلف الامام کا حکم مروی ہے لیکن اس کی سند امام زہری کے عنعنہ کی وجہ سے معلول ہے۔ لہٰذا میں اس سے استدلال نہیں کرتا۔ (مسئلہ فاتحہ خلف الامام ص ۵۲) مولانا علیزئی صاحب تحریر کرتے ہیں اگر چہ اس کے تمام راوی صحیحین کے راوی ہیں مگر یہ سند امام زہریؒ کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔ کیونکہ ان پر تدلیس کا الزام وارد ہے۔ (مسئلہ فاتحہ خلف الامام ص ۷۶)

جھوٹ نمبر۲: مولانا زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں۔ انما یفتری الکذب الذین لا یؤمنون بآیات اللہ والئک ھم الکاذبون (سورۃ نمل آیۃ ۱۰۵) جھوٹ تو وہ لوگ بناتے ہیں جن کو یقین نہیں اللہ کی باتوں پر اور وہی لوگ جھوٹے ہیں۔ (تعداد رکعات قیام رمضان ص ۳۶)

اب مولانا حافظ زبیر نے یہ آیت سورۃ نمل ۱۰۵ سے پیش کی ہے جو بالکل جھوٹ ہے سورۃ نمل کی کل آیات ۹۳ ہیں تو اس سورۃ کی یہ آیت ۱۰۵ کیسے ہوسکتی ہے۔

جھوٹ نمبر۳: حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہؓ کو نماز پڑھائی فارغ ہو کر ان کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا کیا تم اپنی نماز میں امام کی قراءت

کے دوران میں پڑھتے ہو؟ سب خاموش رہے تین بار آپؐ نے ان سے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا ہاں ہم ایسا کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا ایسا نہ کرو تم صرف سورۃ فاتحہ دل میں پڑھ لیا کرو۔ (نماز نبوی صحیح احادیث کی روشنی میں ص ۱۵۱) اب اس کی حدیثوں کی تخریج کی ہے زبیر علیزئی صاحب نے تو اس پر (۲) لگا کر لکھتے ہیں۔ (ابن حبان ج ۵ ص ۱۵۲، ص ۱۶۲، بیہقی ج ۲ ص ۱۶۶) اس کی صحت کے متعلق مجمع الزوائد میں امام ھیثمی فرماتے ہیں۔ اس کے سب راوی ثقہ ہیں ابن حجر نے اسے حسن کہا۔ جب کہ ابن حجر نے اسے حسن نہیں کہا بلکہ یہ جھوٹ ہے۔ ابن حجرؒ نے محمد بن ابی عائشہ والی روایت کی سند کو حسن کہا ہے۔ (دیکھئے التلخیص الحبیر ج ۱ ص ۲۳۱)

جھوٹ نمبر ۴: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہودی جس قدر سلام اور آمین سے چڑتے ہیں اتنا کسی اور چیز سے نہیں چڑتے تم کثرت سے آمین کہنا۔ (نماز نبوی ص ۱۵۳) اس کی تخریج میں زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں ابن ماجہ اقامۃ الصلوۃ باب الجھر بآمین حدیث نمبر ۱۸۵۶ سے امام ابن خزیمہ ج ۱ ص ۲۸۸ حدیث نمبر ۵۷۴ و ج ۳ ص ۳۸ حدیث نمبر ۱۵۸۵ اور بوصیری نے صحیح کہا۔ مولانا زبیر علیزئی صاحب حضرت عائشہؓ والی روایت کی تخریج کی ہے جس کے آخر میں یہ جملہ پس تم کثرت سے آمین کہنا نہیں ہے۔ حالانکہ یہ حدیث ابن عباسؓ کے آخر میں ہے جس کی سند میں طلحہ بن عمرو المکی متروک الحدیث ہے۔ حدیث کی تخریج میں جھوٹ بولنا مسلمان کا کام نہیں۔

جھوٹ نمبر ۵: حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ غیر المغضوب علیھم ولا الضالین پڑھتے تو آپ کہتے آمین (اس قدر اونچی آواز سے) کہ پہلی صف میں آپ کے اردگرد کے لوگ سن لیتے۔ (نماز نبوی ص ۱۵۲) زبیر

علیزئی اس کی تخریج میں لکھتے ہیں بیہقی ج ۲ ص ۵۸، ابن خزیمہ حدیث نمبر ۵۷۱، ابن حبان حدیث نمبر ۴۶۲ اسے امام حاکم اور ذھبی نے صحیح کہا ہے۔ مصنف شفیق الرحمٰن نے جو حدیث پیش کی ہے وہ ابوداؤد میں حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث ہے۔ جس کی سند میں بشر بن رافع الحارثی ضعیف ہے۔ اور ابن عم ابی ہریرہ مجہول ہے۔ گرچہ ابن حبان نے اس کی توثیق کی ہے۔ (التلخیص الحبیر ج ۱ ص ۲۳۸) اور زبیر علیزئی تخریج کر رہے ہیں اس حدیث کی جس کی سند میں اسحاق بن ابراہیم الزبیدی حدثنی عمر وبن الحارث عن عبداللہ بن سالم عن الزبیدی قال اخبرنی الزھری عن ابی سلمۃ و سعید عن ابی ہریرۃ الخ ہے۔

جھوٹ نمبر ۹: حضرت ھلبؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سینے پر ہاتھ رکھے ہوئے دیکھا۔ (نماز نبوی ص ۱۴۴ ڈاکٹر شفیق الرحمٰن صاحب) اس کی تخریج میں حافظ زبیر علیزئی فرماتے ہیں (مسند احمد ج ۵ ص ۲۲۶) حافظ ابن عبدالبر اور علامہ عظیم آبادی نے اسے صحیح کہا ہے۔ حافظ ابن عبدالبرؒ کی تصحیح نہ تو عون المعبود میں ہے نہ تمہید ابن عبدالبر میں ہے۔ بلکہ التمہید ج ۲۰ ص ۷۳ میں علامہ ابن عبدالبرؒ نے ھلبؓ کی روایت بغیر سینے پر ہاتھ رکھنے کے بارے میں ہے۔ یہ خالص زبیر علیزئی نے جھوٹ بولا ہے کہ ابن عبدالبرؒ نے اس روایت کی تصحیح کی ہے۔ بہرحال حافظ زبیر علیزئی نے نماز نبوی کی تخریج میں اتنا جھوٹ بولا ہے اور فراڈ سے کام لیا ہے کہ اگر راقم الحروف صرف اس کی تردید میں لگ جائے تو ایک کتاب بن جائے گی۔ لیکن چونکہ اصل تردید رفع الیدین کی کتاب کی کرنی ہے اسی لیے راقم الحروف اسی کی طرف توجہ کرتا ہے۔

ایک تحریف: حافظ زبیر علیزئی صاحب تحریر کرتے ہیں عقبۃ بن

عامر الجهنی یقول انه یکتب فی کل اشارة یشیر ها الرجل بیده فی الصلوة بکل حسنة او درجة (نور العینین ص ۱۴۵) یعنی حضرت عقبہ بن عامر نے فرمایا نماز میں جو شخص اشارہ کرتا ہے اسے ہر (مسنون) اشارہ کے بدلے ہر ایک انگلی پر ایک نیکی یا ایک درجہ ملتا ہے۔ یہ اثر طبرانی کبیر ج ۱۷ ص ۲۹۷ میں ہے۔ اس میں ایک لفظ علیزئی صاحب کھا گئے ہیں وہ تھا بکل کے بعد اصبعین یعنی ہر دو انگلیوں کے اشارے پر ایک نیکی یا درجہ ملتا ہے۔ اب دو انگلیوں کا اشارہ کیسے ہوگا۔ یہ راز کی بات ہے۔ جس کو علیزئی نے کاٹ دیا ہے۔ حافظ علیزئی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ حافظ عبدالمنان صاحب نے فرمایا حافظ ابن حجر نے عقبہ بن عامرؓ کے اس اثر کو فتح الباری میں نقل فرما کر سکوت اختیار کیا ہے۔ (دیکھئے ج ۲ ص ۱۷۳ تا ص ۱۷۴) لہٰذا ان کی شرط کے اعتبار سے یہ اثر ان کے نزدیک کم از کم حسن تو ضرور ہے۔ (حاشیہ نور العینین ص ۱۴۵)

الجواب: یہ اثر حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری ج ۲ ص ۳۶۰ طبع مصر میں باب رفع الیدین فی التکبیرة الاولیٰ مع الافتتاح سواء کے اندر اس کا ذکر کیا ہے۔ اور قاضی شوکانیؒ غیر مقلد اس اثر کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں هذا الکلام فی رفع الیدین عند تکبیرة الاحرام و سیأتی الکلام علی الرفع عندالرکوع (نیل الاوطار ج ۲ ص ۱۸۵) یہ کلام رفع الیدین میں تکبیر احرام کے وقت ہے۔ وعنقریب کلام رفع الیدین عندالرکوع کے وقت آجائے گی۔ حافظ عبدالمنان و حافظ زبیر علیزئی کا حیا رخصت ہوگیا تھا۔ کہ حافظ ابن حجرؒ حضرت عقبہؓ کے اثر کو تکبیر احرام کے وقت مانتے ہیں جبکہ یہ حضرات رفع الیدین عندالرکوع پر فٹ کر رہے ہیں۔

ع بے حیاء باش وہر آنچہ خواہی کن

جواب نمبر۲: اس کی سند میں عبداللہ بن لھیعہ ایک راوی ہے جو سخت ضعیف و مدلس ومختلط الحدیث ہے۔ حافظ زبیر علیزئی فرماتے ہیں (ابن لھیعہ کی ایک روایت کے بارے میں) اس روایت میں مختلط کا اختلاط اور مدلس کا عنعنہ بھی موجود ہے۔ لہٰذا اس سے استدلال کرنا بڑی مذموم حرکت ہے۔ (نور العینین ص ۲۲۹ طبع دوم) حافظ زبیر علیزئی فرماتے ہیں۔ کہ جب عبداللہ بن مبارک (عبداللہ بن یزید) المقریؒ اور عبداللہ بن وهبؒ ابن لھیعہؒ سے روایت کریں تو صحیح ہوتی ہے۔ یہی بات امام الساجیؒ نے بھی کہی ہے اور یہی بات امام فلاس نے بھی کہی ہے (میزان الاعتدال ج ۲ ص ۴۷۷) نیز فرماتے ہیں یہ تعدیل مفسر ہے لہٰذا جرح مبہم پر مقدم ہے۔ اس کے مقابلے میں کسی امام نے بھی ابن لھیعہ سے المقری کی روایت کو ضعیف نہیں کہا۔ (نور العینین ص ۱۴۷)

الجواب: مولانا مبارکپوری غیر مقلد ابکار المنن ص ۳۱ میں فرماتے ہیں کہ امام فن یحییٰ بن معینؒ نے فرمایا کہ ابن لھیعہ کی کتابیں جلنے سے پہلے اور جلنے کے بعد اس کی روایت کا کوئی اعتبار نہیں۔ اور محدث عبدالرحمٰن بن ابی حاتم نے اپنے باپ ابو حاتمؒ سے پوچھا کہ جب عبداللہ بن مبارک جیسا شخص ابن لھیعہ سے روایت کرے تو کیا ابن لھیعہ حجت ہے۔ تو انہوں نے فرمایا کہ نہیں۔ (بحوالہ تہذیب التہذیب ج ۵ ص ۳۷۹) حافظ ابن حجرؒ ابن وهبؒ کی روایت جو ابن لھیعہ سے نقل کی گئی ہے کے بارے میں فرماتے ہیں۔ و اذا تقرر ذالک فابن لهیعة لا یحتج به اذا انفرد فکیف اذا خالف (فتح الباری ج ۲ ص ۲۵۴) جب ابن لھیعہ کے ضعف کی بات پختہ ہوگئی تو ابن لھیعہ سے حجت نہ پکڑی جائے جب روایت میں اکیلا ہو پس کس طرح حجت پکڑی جا سکتی ہے۔ جبکہ مخالفت کرے۔ مولانا عظیم آبادی غیر مقلد نے ابن لھیعہ سے روایت کرنے والے عبداللہ

بن وھب اور عبداللہ بن مسلمہ کی روایت کو ضعیف قرار دیا۔ (دیکھیے عون المعبود ج ا ص ۱۸۳، ج ا ص ۱۸۴) محدث ابن حبان فرماتے ہیں قد سبرت اخبارہ فی روایۃ المتقدمین والمتأخرین عنہ فرأیت التخلیط فی روایۃ المتأخرین عنہ موجودا و مالا اصل لہ فی روایۃ المتقدمین کثیرا (میزان الاعتدال ج ۲ ص ۴۸۲) بے شک میں نے ابن لھیعہ سے روایت متقدمین ومتاخرین کو آزمایا تو متاخرین کی روایت میں تخلیط موجود ہے۔ جبکہ متقدمین کی روایت میں بھی بہت سی چیزیں بے اصل پائی گئی ہیں۔ اس جرح مفصل کے بعد ابن لھیعہ کی روایت سے استدلال فضول ہے۔ جبکہ طبرانی کبیر کی روایت میں بھی تخلیط ہے کہ بکل اصبعین اب دوانگلیوں سے رفع الیدین نہیں ہوتا پھر موقوف اثر ہے اور غیر مقلدین کے مذہب کے دو اصول ہیں جیسا کہ وہ کہا کرتے ہیں اہل حدیث کے دو اصول اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول اور صحابہ کرامؓ کے اقوال ان دو اصول سے خارج ہیں فلھذا حجت نہیں۔

جواب نمبر ۳: اس اثر کی سند میں مشرح بن ھاعان بھی ہے اس کے بارے میں محدث ابن حبان فرماتے ہیں کہ حضرت عقبہؓ سے یہ راوی منکر (یعنی ضعیف) روایات نقل کرتا ہے۔ جس کی کوئی دوسرا راوی موافقت نہیں کرتا اور درست عمل یہ ہے کہ جن روایات میں منفرد و اکیلا ہو ان کو قبول نہ کیا جائے۔ (جیسا کہ یہاں اس اثر میں ہے۔ ڈیروی) اور ان کو قبول کیا جائے جو ثقہ راویوں کی روایت کے موافق ہو۔ (کتاب المجروحین ج ۳ ص ۲۸) محدث ابن الجوزیؒ نے بھی اپنی کتاب "الضعفاء والمتروکین ج ۳ ص ۱۲۱" میں اس کا ذکر کیا ہے۔ اور امام عقیلیؒ نے بھی "الضعفاء ج ۴ ص ۲۲۲" میں اس کا ذکر کیا ہے۔ الخ بحوالہ "تعویذ کی شرعی حیثیت ص ۷۷ تالیف پروفیسر طالب الرحمٰن

غیر مقلد" اور مولانا عظیم آبادی غیر مقلد فرماتے ہیں ابن لھیعۃ و مشرح بن ھاعان لا یحتج بھما (عون المعبود ج ا ص ۵۳۰) کہ ابن لھیعہ راوی اور اس کا استاد مشرح ان دونوں سے حجت نہ پکڑی جائے۔ **امام احمد بن حنبلؒ و امام اسحاق بن راھویہؒ** کی بے سند قول سے حضرت عقبہؓ کے اثر کو رفع الیدین عندالرکوع پر فٹ کرنا صحیح نہیں۔ کیونکہ ان دو اماموں و حضرت عقبہؓ کے درمیان سینکڑوں سالوں کا فاصلہ ہے اور زبیر صاحب فرماتے ہیں دین کا دارومدار سند پر ہے۔ (نور العینین ص ۱۴۶) راقم الحروف نے ایک واقعہ نقل کیا تھا کہ حضرت امام شافعیؒ جب حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کی قبر کی زیارت کیلئے پہنچے تو وہاں نمازوں میں رفع الیدین عندالرکوع کرنا چھوڑ دیا تھا۔ کسی نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا اس قبر والے سے حیا آتی ہے۔ (نور الصباح ص ۲۹) اس کے بارے میں جناب زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں یہ واقعہ جعلی اور سفید جھوٹ ہے۔ شاہ رفیع الدین کا کسی واقعہ کو بغیر سند کے نقل کر دینا اس واقعہ کی صحت کی دلیل نہیں ہے۔ (نور العینین ص ۲۰، ۲۱) تو جناب حضرت امام احمدؒ و امام اسحاقؒ کا کسی واقعے کو بغیر سند کے نقل کر دینا اس واقعہ کی صحت کی دلیل کس طرح ہو سکتا ہے۔ اصل بات یہ ہے اس واقعے کا تعلق نہ تو رفع الیدین عندالافتتاح کے ساتھ ہے نہ تشہد والے اشارہ کے ساتھ ہے نہ رفع الیدین عندالرکوع کے ساتھ ہے اس روایت میں تخلیط واقع ہوگئی ہے کہ ہر دو انگلیوں کے اشارے سے کیا مراد ہے؟ اس کی مراد متعین نہیں ہو سکتی اس لیے حافظ زبیر صاحب نے اصبعین کے لفظ کو کاٹ دیا ہے۔ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔ پھر زبیر صاحب نے حضرت عقبہؓ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا نماز میں جو شخص اشارہ کرتا ہے اسے ہر (مسنون) اشارہ کے بدلے ہر ایک انگلی پر ایک نیکی یا

درجہ ملتا ہے۔ (نور العینین ص ۱۲۵) مسنون کا لفظ بریکٹ میں بڑھا دیا ہے معلوم نہیں یہ کس لفظ کا ترجمہ ہے۔ ع ٹھوکریں مت کھائیے چلیے سنبھل کر دیکھ کر

حضرت ابو بکرؓ کی روایت کا حال: عبد اللہ بن زبیرؓ نے کہا کہ میں نے ابو بکر صدیقؓ کے پیچھے نماز پڑھی وہ نماز شروع کرتے وقت رکوع کرتے وقت رکوع کے بعد رفع الیدین کرتے تھے۔ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی آپ بھی نماز شروع کرتے وقت، رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع الیدین کرتے تھے۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۲ ص ۷۳ وقال رواتہ ثقات نور العینین ص ۸۷)

الجواب نمبر ا: اس روایت کی سند میں ابو النعمان محمد بن فضل السدوسی ہے۔ جس کا لقب عارم ہے۔ محدث ابن ابی حاتمؒ فرماتے ہیں۔ وسمعت ابی یقول اختلط عارم فی آخر عمرہ وزال عقله فمن سمع منه قبل الاختلاط فسماعه صحیح و کتبت عنه قبل الاختلاط سنة اربع عشرة (تہذیب التہذیب ج ۹ ص ۴۰۳) کہ میں نے اپنے باپ ابو حاتمؒ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ عارم آخری عمر میں اختلاط کا شکار ہو گئے تھے اور عقل بھی زائل ہو گئی تھی۔ پس جس راوی نے اختلاط سے پہلے سنا ہے اس کا سماع صحیح ہے اور میں نے ان سے اختلاط سے پہلے ۲۱۴ھ میں سنا تھا۔ امام ابو داودؒ فرماتے ہیں ان عارماً قال هذا وقد زال عقله (تہذیب التہذیب ج ۹ ص ۴۰۴) عارم نے یہ بات اس وقت کہی ہے جب کہ اس کی عقل زائل ہو چکی تھی امام ابن حبانؒ فرماتے ہیں کہ یہ عارم آخری عمر میں اختلاط کا شکار ہو چکا تھا۔ اور حافظہ بھی متغیر ہو چکا تھا حتیٰ کہ نہیں جانتا تھا کہ کیا بیان کر رہا ہے۔ پس اس کی حدیث میں

اوپری چیزیں واقع ہو گئیں۔ پس بچنا واجب ہے اس روایت سے جس کو متاخرین نے اس سے روایت کیا ہو۔ اگر یہ معلوم نہ ہو سکے تو اس کی سب روایات کو چھوڑ دیا جائے گا۔ اور ان سے حجت نہ پکڑی جائے گی۔ (بحوالہ تہذیب التہذیب ج ۹ ص ۴۰۴)

اعتراض: امام دار قطنیؒ نے فرمایا کہ اختلاط کے بعد کوئی منکر حدیث ظاہر نہیں ہوئی علامہ ذھبیؒ نے بھی امام دار قطنیؒ کی تائید کی ہے۔ اور ابن حبانؒ کی تردید کی ہے۔

الجواب: ابو النعمان محمد ابن فضل السدوسی کی منکر روایات خود بخاری شریف میں موجود ہیں۔ ا۔ ان عمر سأل النبی ﷺ قال کنت نذرت فی الجاهلیة ان اعتکف لیلة فی المسجد الحرام قال اوف بنذرک (بخاری شریف ج ا ص ۲۷۲) کہ حضرت عمرؓ نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ میں نے جاہلیت کے دور میں نذر مانی تھی کہ ایک رات مسجد حرام میں اعتکاف بیٹھوں گا۔ آپؐ نے فرمایا اپنی نذر پوری کرو اور بخاری شریف ج ا ص ۲۷۴ میں ہے فاعتکف لیلة کہ حضرت عمرؓ ایک رات اعتکاف میں بیٹھے جبکہ بخاری شریف ج ا ص ۴۴۵ میں ابو النعمان محمد بن فضل السدوسی کی روایت میں علیّ اعتکاف یوم فی الجاهلیة فامره ان یفی به کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میرے اوپر ایک دن کی اعتکاف کی منت ہے۔ جاہلیت کے دور میں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ اپنی منت پوری کرے۔ اس پر امام بخاریؒ گرفت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ورواه معمر عن ایوب عن نافع عن ابن عمر فی النذر ولم یقل یوم اس روایت کو معمرؒ نے ایوب عن نافع عن ابن عمرؓ سے منت کے بارے میں روایت کیا ہے اور یوم کا لفظ نہیں کہا یعنی یوم کا لفظ ابو النعمان کی غلطی کا نتیجہ ہے معلوم ہوا کہ ابو النعمان نے اختلاط اور سوء حفظ کی بنا پر یوم کا لفظ کہا ہے۔ امام

بخاریؒ نے اس کی روایت بیان کر کے پھر تردید بھی شروع کردی ہے۔۲۔ابوالنعمان ایک روایت امام بخاریؒ نے صحیح بخاری ج ۱ص ۲۶۶ میں یوں بیان کی ہے۔اما صمت سرر هذا الشهر قال اظنه قال يعنى رمضان قال الرجل لا يا رسول الله قال فاذا افطرت فصم يومين لم يقل الصلت اظنه يعنى رمضان وقال ثابت عن مطرف عن عمرانؓ عن النبى ﷺ من سرر شعبان قال ابو عبدالله و شعبان اصح. کیا تو نے اس ماہ کے اختتام کے روزے رکھے ہیں کہا ابو النعمان نے میرا گمان ہے اس ماہ سے مراد رمضان ہے تو شخص نے جواب دیا نہیں یا رسول اللہ فرمایا کہ دو روزے رکھ لے الصلت بن محمد نے نہیں کہا یعنی رمضان اور ثابتؒ نے مطرف عن عمرانؓ عن النبی ﷺ سے روایت کی ہے جس میں اس نے اختتام شعبان کہا۔امام بخاریؒ فرماتے ہیں شعبان کا ذکر زیادہ صحیح ہے۔امام بخاریؒ نے ابوالنعمان اختلاط کی حالت کی روایت بیان کر کے پھر تردید شروع کردی ہے۔۳۔امام بخاریؒ نے اپنی کتاب صحیح بخاری ج ۱ص ۱۶۱ میں ایک حدیث یوں بیان کی ہے حدثنا آدم قال حدثنا شعبة قال حدثنا الازرق بن قيس قال كنا بالاهواز نقاتل الحرورية فبينا انا على جرف نهر اذا جاء رجل يصلى فاذا لجام دابته بيده فجعلت الدابة تنازعه وجعل يتبعها قال شعبة هو ابو برزة الاسلمى فجعل رجل من الخوارج يقول اللهم افعل بهذا الشيخ فلما انصرف الشيخ قال انى سمعت قولكم و انى غزوت مع رسول الله ﷺ ست غزوات او سبع غزوات او ثمانى و شهدت تيسيره و انى كنت ان ارجع مع دابتى احب الى من ان ادعها ترجع الى مالفها فيشق على

ہمیں آدمؒ نے شعبہؒ سے بیان کیا شعبہؒ فرماتے ہمیں الازرق بن قیس نے بیان کیا کہ ہم اھواز کے مقام پر خارجیوں سے لڑ رہے تھے کہ نہر کے کنارے پر ایک شخص آیا نماز پڑھنی شروع کردی اور سواری کے جانور کی لگام اس کے ہاتھ میں تھی تو جانور نے کھینچا شروع کر دیا اور یہ شخص اس کے پیچھے ہوتا گیا امام شعبہؒ نے فرمایا یہ شخص حضرت ابو برزہ اسلمیؓ تھے پس خارجیوں میں سے ایک شخص نے کہا کہ اے اللہ اس شیخ پر گرفت کر جب شیخ نماز سے فارغ ہوا تو فرمایا کہ میں نے آپ کی گفتگو سن لی ہے اور میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مل کر چھ جنگیں یا سات یا آٹھ لڑی ہیں۔اور میں نے آپ کی آسانی کو بھی پایا ہے۔یہ کہ میں لوٹ جاؤں اپنے جانور کے ساتھ مجھے زیادہ محبوب ہے اس سے کہ میں اس کو چھوڑ دوں۔لوٹ جائے اپنے گھاس کی جگہ کی طرف پس مجھے مشقت میں ڈال دے۔

حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں ظاهر سياق هذه القصة ان ابا برزة لم يقطع صلوته و يؤيده قوله فى رواية عمرو بن مرزوق فاخذ هاثم رجع القهقرى (فتح الباری ج ۳ص ۸۳) اس قصہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت ابو برزہ الاسلمیؓ نے نماز نہیں توڑی تھی اور اس کی تائید اس روایت میں ہے جو عمرو بن مرزوق سے مروی ہے۔کہ پس اس جانور کو پکڑا پھر ایڑیوں کے بل پیچھے کو لوٹے اب ابوالنعمان کی روایت ملاحظہ کریں جو بخاری شریف ج ۲ص ۹۰۴ میں مروی ہے حدثنا ابو النعمان قال حدثنا حماد بن زيد عن الازرق ابن قيس قال كنا على شاطئ نهر بالاهواز قد نضب عنه الماء فجاء ابو برزة الاسلمى على فرس فصلى وخلى فرسه فانطلقت الفرس فترك صلوته و تبعها حتى ادركها فاخزها ثم جاء فقضى صلوته وفينا رجل له رأى فا قبل يقول انظر و الى

ھذا الشیخ ترک صلوتہ من اجل الفرس الخ ابوالنعمان نے بیان کیا حماد بن زید سے انہوں نے ازرق بن قیس سے کہ ہم اھواز کے مقام پر ایک نہر کے کنارے پر تھے اس کا پانی خشک ہوگیا تھا تو حضرت ابو برزہ الاسلمیؓ گھوڑے پر سوار تھے پس نماز پڑھی اور گھوڑے کو چھوڑ دیا گھوڑا اچل پڑا پس نماز کو چھوڑ دیا اس کے پیچھے چل پڑے حتیٰ کہ اس کو پالیا اور پکڑ کر لائے پھر نماز پڑھی اور ہم میں ایک شخص رائے (دانائی) والا تھا وہ متوجہ ہوا اور کہا اس شیخ کی طرف دیکھو اس نے گھوڑے کی وجہ سے نماز کو چھوڑ دیا ہے اب پہلی صحیح حدیث میں تھا کہ نماز کو نہیں چھوڑا جبکہ ابوالنعمان مختلط راوی کی روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت ابو برزہؓ نے نماز کو چھوڑ دیا جبکہ پہلی حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ شخص خارجی تھا۔ اور ابوالنعمان کی روایت میں اس کو صاحب رائے و دانائی بنا دیا حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں وقد تقدم فی اواخر الصلوۃ بلفظ فجعل رجل من الخوارج یقول فھذا ھوالمعتمد (فتح الباری ج ۱۰ ص ۵۲۶) اور پہلے کتاب الصلوۃ کے آخر میں گذر چکا ہے کہ ایک خارجی شخص کہنے لگا اور یہی روایت قابل اعتماد ہے۔ ۴۔ ابوالنعمان نے ایک روایت یوں بیان کی ہے۔ قال بعث اربعین او سبعین یشک فیہ من القراء الی اناس من المشرکین (صحیح بخاری ج ۱ ص ۴۴۹) جب کہ صحیح بخاری میں سبعین کا ذکر بغیر شک کے ہے (دیکھئے صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۳۶ ج ۲ ص ۵۸۶) تو معلوم ہوا کہ ابوالنعمان محمد بن فضل السدوسی جس کی عقل زائل ہوگئی تھی۔ اور اختلاط کا شکار ہو چکا تھا۔ اس کی غلط اور منکر روایات خود صحیح بخاری میں موجود ہیں۔ امام بخاریؒ نے صحیح بخاری میں ابوالنعمان کی روایات کو نقل کر کے صحیح بخاری کو داغدار کر دیا ہے۔ اب علامہ ذھبیؒ کا امام دارقطنیؒ کی تائید کرنا کہ اختلاط کی حالت میں اس ابوالنعمان نے کوئی روایت بیان

نہیں کی غلط ثابت ہوا۔ (فللہ الحمد)

علامہ ذھبیؒ کا رجوع: سیر اعلام النبلاء ج ۱۰ ص ۲۶۷ میں ایک روایت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔ یعنی ان عارماً قال ھذا وقد زال عقلہ کہ عارم نے یہ بات اس وقت کہی ہے جب اس کا عقل زائل ہوگیا تھا۔ جب ابوالنعمان کی روایات صحیح بخاری میں قابل اعتماد نہیں۔ تو سنن بیھقی میں اس کی روایات کیسے قابل اعتماد ہوسکتی ہیں۔ جو ہر قسم کی رطب و یابس سے بھری پڑی ہے۔

جواب نمبر ۲: ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ الصفارؒ نے امام حاکمؒ کو اپنی کتاب سے املاء کراتے ہوئے فرمایا قال قال ابو اسماعیل محمدبن اسماعیل السلمی یہ صیغہ انقطاع پر دلالت کرتا ہے۔ یعنی ابو عبداللہ الصفار نے یہ روایت ابو اسماعیل السلمی سے نہیں سنی اس کے علاوہ اس کے اساتذہ میں ابو اسماعیل السلمی کا ذکر اسماء الرجال کی کتابوں میں نہیں ملتا۔

جواب نمبر ۳: ابو اسماعیل السلمی المتوفی ۲۸۰ھ ہیں جبکہ ابوالنعمان السدوسی المتوفی ۲۲۴ھ کے قدماء شاگردوں میں سے نہیں ہیں۔ فلہٰذا ابو اسماعیل السلمی نے ابوالنعمان محمد بن فضل السدوسی سے حالت اختلاط میں سنا ہے۔ اور محدثین کرام کے ہاں حالت اختلاط میں سنی ہوئی روایت قابل اعتماد نہیں ہوتی۔ فتاوی ستاریہ ج ۳ ص ۱۴۰ میں ایک حدیث کا جواب مفتی عبدالستار صاحب غیر مقلد نے یوں دیا ہے۔ سند میں تین چار راوی مخدوش ہیں۔ ایک راوی محمد بن فضل السدوسی عارم ہے جس کا آخری عمر میں حافظہ خراب ہوگیا تھا اور عقل زائل ہوگئی تھی جس کا سماع ۲۲۰ھ سے پہلے کا ہے وہ روایت اس کی معتبر ہوگی دوسری نہیں۔ میزان الاعتدال وغیرہ ملاحظہ ہو۔ پس مستدل پر لازم ہے کہ اس

روایت کو قبل اختلاط و تغیر ثابت کرے۔ و دونه خرط القتاد الخ

اعتراض: مولانا زبیر علیزئی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں دوسرے یہ کہ ان کے پیچھے اس حدیث کے راوی ابو اسماعیل السلمی نے نماز پڑھی ہے۔ جس کی عقل زائل ہوگئی ہو اس کے پیچھے وہی نماز پڑھتا ہے جس کی اپنی عقل زائل ہوتی ہے۔ لہٰذا یہ روایت اختلاط سے پہلے کی ہے اور بالکل صحیح ہے۔ واللہ اعلم (نور العینین ص ۱۱۱ طبع دوم)

الجواب: ابو اسماعیل السلمی کی وفات ۲۸۰ھ میں ہوئی ہے۔ جبکہ محمد بن فضل السدوسی کی وفات ۲۲۴ھ میں ہوئی ہے۔ ۲۲۰ھ سے پہلے سننے والا قدیم السماع ہے جبکہ ابو اسماعیل نے اختلاط کی حالت میں سماع کیا ہے۔ اس لیے حافظ ابن حجر نے محمد بن فضل السدوسی کو ثقة ثبت تغیر فی آخر عمره من صغار التاسعة (تقریب ص ۳۱۵) کہ ثقہ ہے ثبت ہے آخری عمر میں تغیر کا شکار ہو گیا نویں درجے صغار میں اس کا شمار ہوتا ہے۔ اور محمد بن اسماعیل السلمی کو من الحادیة عشرة کہ گیارہویں درجے میں شمار کیا ہے۔ (تقریب ص ۲۹۰) باقی رہی حافظ زبیر علیزئی کی یہ بات کہ جس کی عقل زائل ہوگئی ہو اس کے پیچھے وہی نماز پڑھتا ہے جس کی عقل زائل ہو یہ صحیح نہیں بلکہ حالت اختلاط میں سنی ہوئی روایت کا محدثین کرام کے ہاں اعتبار نہیں ہوتا۔

جواب نمبر ۲: امام بیہقیؒ کے شیخ ابو عبداللہ الحاکم تفضیلی شیعہ تھے اور شیعہ کے مذہب میں رفع الیدین عندالرکوع و بعد الرکوع ہے اور شیعہ راوی کی ہر وہ روایت جو ان کے مذہب کے مطابق ہو ہم اہلسنت والجماعت قبول نہیں کرتے چنانچہ شیعہ کی مشہور کتاب من لا یحضر الفقیہ ج ۱ ص ۶۲ میں رفع الیدین عندالرکوع و بعد الرکوع مذکور ہے۔

حدیث ابو حمید الساعدیؓ: عبدالحمید بن جعفر نے کہا میں نے محمد بن

عمرو بن عطاء سے سنا اس نے کہا کہ میں نے ابو حمید الساعدی سے دس صحابیوں میں سنا جن میں ابو قتادہ بھی تھے۔ ابو حمیدؓ نے کہا میں تم میں سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کو جانتا ہوں انہوں نے کہا آپ نہ ہم سے پہلے مسلمان ہوئے نہ ہم سے زیادہ آپ کی صحبت اختیار کی ہے۔ (اور نہ ہم سے زیادہ ان کی اتباع کی ہے) ابو حمید نے کہا یہ بات ٹھیک ہے۔ انہوں نے کہا اچھا پھر پیش کریں۔ حضرت ابو حمیدؓ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ جب نماز کیلئے کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے اور اپنے دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھاتے اور ہر ہڈی اپنی جگہ پر ٹھہر جاتی پھر قراءت کرتے پھر اپنے دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھاتے پھر رکوع کرتے اور اپنی ہتھیلیاں اپنے دونوں گھٹنوں پر رکھتے۔ رکوع میں نہ سر اونچا رکھتے نہ نیچا۔ پھر سر اٹھاتے اور سمع اللہ لمن حمدہ کہتے اور دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھاتے۔۔۔۔۔۔ پھر جب دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہوتے تو دونوں ہاتھ اپنے کندھوں تک اٹھاتے (دس کے دس) صحابہؓ نے کہا آپ نے سچ کہا نبی ﷺ اسی طرح نماز پڑھتے تھے۔ (صحیح ابن حبان ج ۳ ص ۱۷۱ واللفظ لہ ص ۱۷۳ ج ۳ صحیح ابن خزیمہ ج ۱ ص ۲۹۸ مختصراً وغیرہ) (نور العینین ص ۹۴ تا ۹۵)

الجواب نمبر ۱: اس حدیث میں رفع الیدین رکوع وغیرہ کے وقت بیان کرنا عبدالحمید بن جعفر کی خطا و غلطی ہے چنانچہ امام بخاریؒ نے صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۱۴ میں ابو حمید الساعدیؓ کی حدیث بیان کی ہے۔ اور اس میں رفع الیدین صرف عندالافتتاح ہے۔ کیونکہ بخاری کی سند میں عبدالحمید بن جعفر نہیں ہے۔ چنانچہ علامہ امیر یمانیؒ غیر مقلد سبل السلام ج ۱ ص ۱۰۵ میں لکھتے ہیں تقدم حدیث ابی حمید من روایة البخاری لكن ليس فيه ذكر الرفع الا عند تكبيرة الاحرام بخلاف

حدیثه عند ابی داؤد ففیه اثبات الرفع فی المواضع الثلاثة کہ حدیث ابو حمید کی حدیث صحیح بخاری کی روایت سے گذر چکی ہے اس میں رفع الیدین صرف تکبیر افتتاح کے وقت ہے۔ بخلاف عبدالحمید بن جعفر کی روایت، جو ابوداؤد میں ہے اس میں رفع الیدین کا اثبات تین مواضع میں ہے۔ عبدالحمید بن جعفر نے ایک موقوف روایت کو مرفوع بیان کر دیا ہے اس لیے حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں وصحح غیر واحد من الائمة وقفه علی رفعه واعله ابن القطان بهذا التردد و تکلم فیه ابن الجوزی من اجل عبدالحمید بن جعفر فان فیه مقالاً (التلخیص الحبیر ج ۱ ص ۲۲۳) اور بہت سے ائمہ کرامؒ نے اس کے وقف کو رفع پر صحیح کہا ہے اور محدث ابن قطانؒ نے اس تردد کی بنا پر اس حدیث کو معلول قرار دیا ہے۔ اور محدث ابن الجوزیؒ نے اس روایت میں کلام کیا ہے عبدالحمید بن جعفر کی بنا پر پس بے شک اس میں کلام ہے۔

ایک حدیث کے بارے میں حافظ ابن حجر لکھتے ہیں وقال ابن المنذر لا یثبته اهل النقل و فی اسناده مقال (التلخیص الحبیر ج ۴ ص ۱۱) کہ ابن المنذر محدث نے فرمایا اہل جرح عبدالحمید بن جعفر کو مضبوط نہیں مانتے اور اس روایت کی سند میں اعتراض ہے۔ مولانا عظیم آبادی غیر مقلد لکھتے ہیں اس کی ایک روایت کے بارے میں الحدیث اخرجه ابن عدی ایضاً و فیه عبدالحمید ضعفه الثوری والعجلی ووثقه ابن معین وابن سعد وقال النسائی واحمد لیس به بأس (التعلیق المغنی ج ۱ ص ۱۵۱) اس حدیث کو ابن عدیؒ نے بھی اخراج کیا ہے اور اس کی سند میں عبدالحمید بن جعفر ہے امام ثوریؒ وعجلیؒ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ جبکہ ابن معینؒ اور ابن سعدؒ نے توثیق کی ہے۔ اور نسائیؒ واحمدؒ نے کہا کہ یہ لابأس بہ ہے۔ امام

دار قطنیؒ ایک حدیث پیش کرتے ہیں سمعت رسول الله ﷺ یقول من مس ذکره او انثییه اورفغیه فلیتوضأ کذا رواه عبدالحمید بن جعفر عن هشام و وهم فی ذکر الانثیین والرفغ وادرجه ذالک فی حدیث بسرة عن النبی ﷺ والمحفوظ ان ذالک من قول عروة غیر مرفوع کذالک رواه الثقات عن هشام (السنن الدارقطنی ج ۱ ص ۱۴۸) کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ جس شخص نے اپنے ذکر یا خصیتین یا رانوں کی جڑوں کو ہاتھ لگایا پس وہ وضو کرے اسی طرح عبدالحمید بن جعفر نے ھشام سے روایت کی ہے اور بھول گیا ہے۔ انثیین اور الرفغ کے ذکر کرنے میں اور اس کو بسرہ عن النبی ﷺ کی حدیث میں درج کر دیا اور محفوظ بات یہ ہے کہ یہ عروہ کا قول ہے۔ مرفوع حدیث نہیں اسی طرح ثقہ راویوں نے ھشام سے روایت کیا ہے۔

قارئین کرام آپ اندازہ کریں کہ حضرت عروہ کے قول کو عبدالحمید بن جعفر نے رسول اللہ ﷺ کی حدیث بنا دیا ہے۔ اسی طرح رفع الیدین عندالرکوع وغیرہ کو حدیث میں درج کر دیا حالانکہ صحیح بخاری کے ثقہ راوی ابوحمیدؓ سے رفع الیدین صرف عندالافتتاح ذکر کرتے ہیں باقی بحث کہ عبدالحمید بن جعفر متکلم فیہ ہے بدعتی ہے تقدیر کا منکر ہے ابوقتادہؓ کا ذکر صرف یہی بیان کرتا ہے اور ابوقتادہ کی وفات کا ذکر اور یہ سب بحث شمس الضحی بجواب شمس الضحی میں موجود ہے۔ جو اسی جلد کے اندر موجود ہے۔ وہاں ملاحظہ کریں البتہ چند باتوں کی تحقیق باقی رہ گئی ہے۔ ایک تو حافظ ابن حجرؒ عبدالحمید بن جعفر کے ترجمے میں لکھتے ہیں صدوق رمی بالقدر ربما وهم (تقریب ص ۱۹۶) کہ سچا ہے تقدیر کے انکار کا الزام لگایا گیا ہے۔ اور اکثر اوقات بھول جاتا ہے۔ اس کے جواب میں حافظ زبیر علیزئی

صاحب لکھتے ہیں اور حافظ ابن حجرؒ کا وہ مقام نہیں جو امام احمد بن حنبل وغیرہ کی صاف اور واضح توثیق کے مقابلے میں ان کی شاذ بات کو قبول کیا جائے۔ (نور العینین ص ۹۸ طبع دوم) بھولنے اور خطا کرنے کی بات امام دار قطنیؒ محدث ابن حبانؒ وغیرہ نے بھی کی ہے ابن حجرؒ اکیلا نہیں ہے۔ نیز زبیر علیزئی صاحب حافظ ابن حجرؒ کے بارے میں لکھتے ہیں حافظ ربانی ابن حجر العسقلانی (الی) عبدالحی لکھنوی حنفی نے کہا ہو امام الحفاظ (غیث الغمام ص ۲۸) ابن العماد الحنبلی نے کہا شیخ الاسلام علم الاعلام امیر المومنین فی الحدیث حافظ العصر (نور العینین ص ۷۷ طبع دوم) جب حافظ ابن حجرؒ تمہارے مطلب کی بات کہہ رہا ہو تو حافظ ربانی اور شیخ الاسلام اور امیر المومنین فی الحدیث بن جائے۔ اور جب تمہارے خلاف بات کر رہا ہو تو اس کا وہ مقام نہیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

دوسری بات یہ ہے کہ حافظ زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں ایک زبردست دلیل ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب کا انتقال ۵۰ اور ۶۰ کے درمیان (یعنی ۵۴ھ) میں ہوا۔ التاریخ الصغیر للبخاری ج ا ص ۱۲۵ تا ۱۲۸) حضرت نافعؒ بیان کرتے ہیں کہ ام کلثوم کا جنازہ پڑھا گیا تو لوگوں میں ابن عمر ابو ہریرہ ابو سعید ابو قتادہ بھی موجود تھے۔ (مصنف عبدالرزاق ج ۳ ص ۴۵۶ سنن نسائی ج ۴ ص ۷۱ حدیث نمبر ۱۹۷۸ و اسنادہ صحیح)

اس قسم کی روایت عمار مولی الحارث بن نوفل سے بھی مروی ہے۔ (ابوداؤد و غیرہما و اسنادہ لا بأس بہ فی الشواہد) یہ جنازہ سعید بن العاص کے دور حکومت میں پڑھا گیا سعید بن العاص ۴۸ھ سے ۵۵ھ تک اقتدار میں رہے (تہذیب السنن ج ۲ ص ۴۲۳) یہ بات عقلاً محال ہے کہ ۳۸ھ میں فوت ہونے والا ۵۰ھ اور ۶۰ھ کے دوران ۵۴ھ میں فوت ہونے والے جنازے میں شریک ہو۔ لہٰذا درج بالا روایت نص قاطع ہے۔ کہ

حضرت ابوقتادہ ۵۰ھ کے بعد یعنی ۵۴ھ میں فوت ہوئے ہیں حضرت علیؓ کے زمانے میں فوت نہیں ہوئے۔ (نور العینین ص ۱۰۳ طبع دوم)

الجواب: ام کلثوم اور ان کے بیٹے زید بن عمر بن خطاب کا جنازہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے پڑھایا یا سعید بن العاص نے یہ روایت اضطراب کا شکار ہے حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں **واخرج ابن سعد بسند صحیح ان ابن عمر صلی علی ام کلثوم و ابنها زید فجعله مما یلیه و کبر اربعاً** (الاصابہ حرف الکاف **القسم الثانی ج ۸ ص ۲۷۶**) ابن سعدؒ نے سند صحیح کے ساتھ اخراج کیا ہے کہ بے شک حضرت عبداللہ بن عمرؓ ام کلثوم اور اس کے بیٹے کا جنازہ پڑھایا اور اس کو اپنے قریب کیا اور چار تکبیریں نماز جنازہ میں کہیں۔ (طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۳۴۰ میں یہ روایت موجود ہے) اور یہ روایت عبدالرزاق ج ۳ ص ۴۶۵ میں بھی ہے۔ اور التاریخ الصغیر ص ۵۵ میں ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ جنازہ کیلئے آگے گیا اور اس کے پیچھے حسنؓ اور حسینؓ اور محمد بن الحنفیہؒ و عبداللہ بن جعفرؓ تھے اس میں ابوقتادہؓ کا ذکر نہیں ہے۔ اور سنن نسائی اور عبدالرزاق میں ہے کہ امام سعید بن العاص تھا۔ اور اس روایت میں ہے **عن ابن جریج قال سمعت نافعاً یزعم** کہ ابن جریج فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت نافعؒ سے سنا وہ گمان کرتا تھا۔۔۔۔ یہ نافعؒ کا گمان ہے۔ یقین نہیں ہے۔ (عبدالرزاق ج ۳ ص ۴۶۵ نسائی ج ا ص ۲۸۰) کہ اس جنازہ میں ابوقتادہ بھی تھا۔ ابوقتادہ کونسا تھا؟ ابوقتادہ الحارث بن ربعی الانصاری کے نام کی تصریح تو نہیں کہ درج بالا روایت نص قاطع بن جائے۔ ہاں ابوقتادہ العدوی ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ مولانا ارشاد الحق اثری لکھتے ہیں۔ جبکہ ابوقتادہؒ بالاتفاق ثقہ ہیں اور بعض نے تو انہیں صحابی بھی کہا ہے۔ (تہذیب التہذیب ج

۱۲اص ۲۰۵، توضیح الکلام ج ۱ص ۵۱۹)

حضرت علیؓ کی روایت کا حال: حضرت علیؓ فرماتے ہیں۔ کہ نبی کریم ﷺ جب نماز ادا کرتے تو کھڑے ہوتے تو تکبیر کہہ کر کندھوں تک ہاتھ اٹھاتے اور قراءت ختم کر کے رکوع جاتے ہوئے بھی اسی طرح کرتے۔ اور رکوع سے اٹھ کر بھی اسی طرح کرتے اور بیٹھنے کی حالت میں کسی بھی جگہ رفع الیدین نہ کرتے۔ جب دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہوتے تو اسی طرح رفع الیدین کرتے اور تکبیر کہتے تھے۔ (صحیح ابن حبان وابن خزیمہ ج اص ۲۹۴ واللفظ لہ) (نور العینین ص ۱۰۵ طبع دوم)

الجواب: اس کا جواب شمس الضحیٰ میں بیان کر دیا گیا ہے۔ وہاں دیکھ لیں۔ حضرت علیؓ کی ایک روایت مصنف عبدالرزاق ج ۲ص ۷۹ تا ۸۰، السنن الکبریٰ بیہقی ج ۲ص ۳۳ میں رفع الیدین صرف عندالافتتاح مروی ہے۔ باقی زبیر علیزئی صاحب کا یہ عبارت پیش کرنا قال علی و قد نظرت فی ما روی عن سلیمان بن داؤد الهاشمی فرأیتها مقاربة (تاریخ بغداد ج ۱۰ص ۲۱۸) یہ بے سند قول ہے متصل نہیں حافظ ابن حجرؒ وعلامہ ذھبیؒ نے اس قول کا اعتبار اپنی کتابوں میں نہیں کیا۔

حضرت ابو ھریرۃؓ کی روایت کا حال: حافظ زبیر علیزئی صاحب تحریر کرتے ہیں عن ابی هریرة قال کان رسول الله ﷺ اذاافتتح الصلوة کبر ثم جعل یدیه حذو منکبیه واذا رکع فعل مثل ذالک واذا سجد فعل مثل ذالک ولا یفعله حین یرفع راسهٔ من السجود واذا قام من الرکعتین فعل مثل ذالک (صحیح ابن خزیمه ج ۱ ص ۳۴۴ و اسناده حسن وله شاهد عندالدارقطنی فی العلل کما فی

التلخیص الحبیر ج ۱ ص ۲۱۹ و رجاله ثقات) (نور العینین ص ۱۰۷) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو تکبیر کہہ کر پھر رفع الیدین کندھوں تک کرتے اور جب رکوع کرتے تو اسی طرح کرتے اور جب سجدہ کرتے تو بھی اسی طرح کرتے اور سجدہ سے سر اٹھانے کے بعد رفع الیدین نہ کرتے اور جب دو رکعتوں پر کھڑے ہوتے تو بھی اسی طرح کرتے۔ صحیح ابن خزیمہ نے اس کو روایت کیا ہے اور سند اس کی حسن ہے اور اس کا شاہد دارقطنی کی کتاب العلل میں ہے۔ جیسا کہ التلخیص الحبیر میں ہے اور راوی سب اس کے ثقہ ہیں۔

الجواب: اس روایت میں اذا سجد کے الفاظ ہیں کہ جب سجدہ کرتے تو رفع الیدین کرتے جس کا معنی حافظ زبیر علیزئی نے یوں کیا ہے۔ یعنی رکوع سے جب کھڑے ہوتے سبحان اللہ کیا اللہ تعالیٰ نے دماغ دیا ہے اذا سجد کا معنی رکوع سے کھڑے ہونے کا کر رہے ہیں۔ ع۔ عقل نہ بود تو لد چہ سود

پھر زبیر علیزئی فرماتے ہیں اس کی سند حسن ہے یعنی صحیح نہیں پھر دارقطنی کی کتاب العلل سے اس کا شاہد پیش کرتے ہیں جس کے الفاظ اس طرح ہیں عن ابی هریرة انه کان یرفع یدیه فی کل خفض ورفع ویقول انا اشبهکم صلوٰةً برسول الله ﷺ کہ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ وہ رفع الیدین کرتے تھے ہر نیچ اور اونچ میں اور فرماتے تھے کہ میں زیادہ مشابہت رکھنے والا ہوں تم سے نبی کریم ﷺ کی نماز کے ساتھ۔ پھر زبیر علیزئی صاحب فرماتے ہیں کہ اس کے راوی سب ثقہ ہیں۔ حافظ ابن حجرؒ نے التلخیص الحبیر میں رجالہ ثقات نہیں کہا اور جب آپ کے سامنے دارقطنی کی کتاب العلل کے راوی مذکور نہیں۔ تو رجماً بالغیب کیسے کہہ دیا کہ اس کے راوی سب ثقہ

ہیں۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

امام دارقطنیؒ فرماتے ہیں۔ لم یتابع عمرو بن علی علی ذالک وغیرہ یرویہ بلفظ التکبیر ولیس فیہ رفع الیدین وھو الصحیح (نصب الرایہ ج ۱ ص ۴۱۴) عمرو بن علی کی متابعت رفع الیدین پر کسی نے نہیں کی دوسرے راوی تکبیر کے لفظ سے روایت کرتے ہیں اس میں رفع الیدین کا ذکر نہیں ہے اور یہی صحیح روایت ہے۔ تو حضرت ابو ہریرہ کے فرمان پر عمل کرتے ہوئے جب سجدہ کرو تو رفع الیدین کرو اور ہر نیچ اونچ میں رفع الیدین کرو جو کہ تمہارے مذہب کے بالکل خلاف ہے۔

حضرت ابو موسی الاشعریؓ کی روایت کا حال:

مولانا زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں عن ابی موسی الاشعری قال ھل اریکم صلوۃ رسول اللہ ﷺ فکبر ورفع یدیہ ثم قال سمع اللہ لمن حمدہ ثم رفع یدیہ ثم قال ھکذا فاصنعوا ولا یرفع بین السجدتین (سنن دارقطنی ج ۱ ص ۲۹۲) (نور العینین ص ۱۰۸) حضرت ابوموسی الاشعریؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی نماز دکھاؤں؟ پس اللہ اکبر کہا اور رفع الیدین کیا پھر تکبیر کہی اور رفع الیدین کیا پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہا پھر رفع الیدین کہا پھر کہا کہ اسی طرح کیا کرو اور سجدوں میں رفع الیدین نہ کرتے تھے۔

الجواب نمبر ۱: دعلج بن احمد شیخ الدارقطنیؒ اس روایت کی سند میں ہیں یہ راوی گرچہ ثقہ ہیں مگر اس راوی پر کذاب اور وضاع قسم کے راویوں نے موضوع (من گھڑت) روایتیں داخل کر کے اس کی حدیثوں میں ملا دی ہیں۔ جس کی وجہ سے یہ دعلج

راوی قابل اعتماد نہ رہا چنانچہ میزان الاعتدال ج ۳ ص ۱۲۰ میں ہے علی بن حسن بن جعفر بن کریب عن الباغندی متھم با لوضع والکذب و کان ذا حفظ و علم وھو ابو الحسین العطار المخرمی حدث عن حامد بن شعیب والباغندی ادخل علی دعلج احادیث قالہ الدارقطنی کہ علی بن الحسن بن جعفر بن کریب باغندیؒ سے روایت کرتا ہے کہ یہ متھم بالوضع والکذب ہے۔ یہ صاحب حفظ وعلم والا تھا اور یہ راوی ابو الحسین العطار المخرمی بھی اس کو کہا جاتا ہے۔ اس نے حامد بن شعیب اور الباغندی سے روایت کی ہے۔ چند حدیثیں دعلج پر داخل کر دی ہیں۔ یہ امام دارقطنیؒ نے فرمایا نیز میزان الاعتدال ج ۳ ص ۱۲۴ میں ہے علی بن الحسین الرصافی کان فی ایام الجعابی یضع الحدیث و یفتری علی اللہ قال الدارقطنی لا یوصف ما ادخل ھذا علی الشیوخ ثم عمل فحضر علیہ باحادیث ادخلھا علی دعلج قلت ھذہ صفۃ علی بن الحسن بن کریب و قد مر. کہ علی بن حسین الرصافی جعابی کے ایام میں تھا حدیث کو گھڑتا تھا اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولتا تھا۔ امام دارقطنیؒ نے فرمایا اس راوی نے جو اپنے اساتذہ کی حدیثوں میں حدیثیں داخل کر دی ہیں جس کا بیان بھی نہیں ہو سکتا۔ پھر اس راوی نے چند احادیث اپنے عمل کی کاروائی سے دعلج پر داخل کی ہیں۔ میں ذھبیؒ کہتا ہوں کہ یہی حالت علی بن الحسن بن کریب کی تھی۔ جس کا ذکر ہو چکا ہے۔ اب حضرت ابوموسیٰ الاشعریؓ کی حدیث کا کیا اعتبار ہے؟ کہ دعلج پر ان کذابین ووضاعین راویوں نے روایت داخل کر دی ہو اور دعلج نے بیان کر دی ہو۔

الجواب نمبر ۲: اس روایت کا دوسرا راوی اسحاق بن راھویہ ہے جس کا

آخری عمر میں حافظہ متغیر ہو گیا تھا۔ چنانچہ ۲۳۸ھ میں اس کی وفات ہے۔ وتغیر قبل ان یموت بخمسۃ اشہر تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۲۱۸) اور اپنی وفات سے پانچ ماہ قبل تغیر حافظہ کا شکار ہو گئے تھے۔ امام ابوداؤدؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ان ایام میں اسحاق بن راہویہ سے سنا تھا اور اس کی حدیث کو پھینک دیا تھا (تہذیب ج ۱ ص ۲۱۸) اب اس کا شاگرد اس روایت میں ابو محمد عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمٰن بن شیرویہ المتوفی ۳۰۵ھ ہے۔ (شذرات الذھب ج ۲ ص ۲۴۶) جو بالکل متاخرین شاگردوں میں ہے۔ اس کی روایت محدثین کرامؒ کے ضابطے کے مطابق درست نہیں ہے۔ اس روایت کی مزید بحث شمس الضحی بجواب شمس الضحی میں دیکھیں۔

حضرت مالک بن الحویرث کی روایت کا حال: ترجمہ: ابو قلابہ تابعی فرماتے ہیں کہ مالک بن الحویرثؓ جب نماز پڑھتے تو تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرتے جب رکوع کرتے تو رفع الیدین کرتے جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع الیدین کرتے اور فرماتے کہ رسول اللہ ﷺ اسی طرح کرتے تھے۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۰۲، مسلم ج ۱ ص ۱۶۸)

الجواب: حضرت مالک بن الحویرثؓ سے حدیث رفع الیدین بین السجدتین بھی مروی ہے۔ چنانچہ سنن نسائی ج ۱ ص ۱۶۵ میں سعید عن قتادہ عن نصر بن عاصم عن مالک بن الحویرث کی روایت میں رفع الیدین بین السجدتین کا ذکر ہے۔ حافظ ابن حجرؒ فتح الباری ج ۲ ص ۲۲۳ میں لکھتے ہیں کہ زیادہ صحیح روایت جس کی مجھے اطلاع ہے سجدتین میں رفع الیدین کرنے کی نسائی کی روایت سعید بن ابی عروبہ عن قتادہ سے ہے۔ اور سعید منفرد نہیں بلکہ ہمام عن قتادہ ابوعوانہ میں اس کا متابع موجود ہے۔

چنانچہ ابوعوانہ (ج ۲/۹۵) میں **حدثنا ھمام انبانا قتادہ باسنادہ ان النبی ﷺ کان یرفع یدیہ حیال اذنیہ فی الرکوع والسجود** کہ ہمام نے قتادہؒ سے اپنی سند کے ساتھ نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کانوں کے برابر رکوع اور سجود میں رفع الیدین کرتے تھے (نوٹ) حافظ علیزئی صاحب لکھتے ہیں کہ ہمام کی روایت کا مطلب ہے کہ فی الرکوع (یعنی قبل الرکوع) وفی السجود (یعنی قبل السجود) واذا رفع رأسہ من الرکوع) نور العینین (۸۷) طبع دوم۔ یعنی حافظ ابن حجرؒ نے جو اس ہمام کی روایت فی السجود سے رفع یدین بین السجدتین سمجھا ہے وہ غلط ہے حافظ ابن حجرؒ کی سمجھ ناقص تھی اور زبیر علی زئی کی سمجھ کامل ہے۔ ماشاء اللہ جمہورے بچے ایسے ہی ہوتے ہیں۔ ع۔ عقل نبود تولد چہ سود۔ ہمام کے علاوہ حضرت شعبہؒ نے قتادہ سے رفع الیدین بین السجدتین روایت کیا ہے جیسا کہ نسائی (ج ۱/۱۶۵) میں موجود ہے۔ حافظ زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں کہ حافظ المزی نے تحفۃ الاشراف میں شعبہ کے طریق سے نقل کی ہے لہذا یہ خطاء قدیم ہے (نور العینین ۹۲ طبع دوم) جناب زبیر صاحب یہ خطاء قدیم نہیں ہے بلکہ علامہ ابن قطان فاسیؒ نے اپنی کتاب الوھم والایہام (ج ۵/۶۱۳) میں حضرت شعبہؒ کی روایت بین السجدتین ذکر کی ہے کیا یہ سارے محدث خطاء قدیم کرتے رہے (لا حول ولا قوۃ الا باللہ) علامہ ابن قطان فاسیؒ کی کتاب کی فوٹو کاپی ہم نے تنبیہ الغافلین علی تحریف الغالین (ص ۱۱۶ تا ۱۱۷) میں لگا دی ہے وہاں ہی ملاحظہ کریں (نوٹ) امام نسائیؒ سے السنن الکبری ابن الاحمر کی سند سے مروی ہے وہاں روایت شعبہؒ کی موجود نہیں ہے ہاں سنن المجتبیٰ جو صحاح ستہ میں شامل ہے یہ محدث ابن السنی کی روایت ہے امام نسائیؒ سے مروی ہے اس میں

شعبہؒ کی روایت بین السجدتین کی یقیناً موجود ہے یہ تمام نسخوں مصری شامی وغیرہ تمام نسخوں میں یہ روایت موجود ہے اور تمام محدثین کرامؒ امام نسائیؒ کی طرف نسبت کرتے ہیں۔ فلہذا اس تفصیل کے بعد کسی کو دھوکہ نہیں ہوگا (فللہ الحمد)۔ باقی راقم الحروف کا نور الصباح (ص ۲۳۰) میں صحیح ابوعوانہ کے حوالہ سے شعبہؒ کی روایت تو اس میں اصل روایت موجود ہے لیکن اس میں رفع الیدین بین السجدتین کا ذکر نہیں ہے۔ شعبہؒ کی روایت کے علاوہ معاذ بن ہشام کی روایت ہشام الدستوائی عن قتادہ سے رفع الیدین بین السجدتین نسائی (ص ۱/۱۶۵، ص ۱/۲/۱۷۲) بھی موجود ہے ہشام الدستوائی سعید بن ابی عروبہ کا بھی متابع موجود ہے مولانا زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں۔ ہشام سے ابوعامر عبدالصمد یزید بن زریع اور معاویہ بن ہشام یہ روایت کرتے ہیں صرف معاویہ کی روایت میں سجدوں والے رفع الیدین کا ذکر ہے باقی تینوں کی روایت میں نہیں معاویہ بن ہشام صدوق لہٗ اوہام ہیں (تقریب) (نور العینین ص ۸۷) اولاً تو معاویہ نہیں معاذ بن ہشام ہے وثانیاً تقریب التھذیب میں صدوق لہٗ اوھام نہیں بلکہ صدوق ربما وھم ہے جسکا معنی اکثر بھولتا ہے یا بعض اوقات بھول جاتا ہے۔ دروغ گورا حافظہ نباشد۔ علامہ البانی غیر مقلد لکھتے ہیں و اخرجه النسائی و احمد و ابن حزم بسند صحیح علی شرط مسلم و اخرجه ابو عوانة فی صحیحه کما فی الفتح للحافظ (تمام المنۃ ص ۱۷۲) اور امام نسائیؒ و امام احمد بن حنبلؒ و علامہ ابن حزمؒ نے صحیح سند کیساتھ جو صحیح مسلم کی شرط پر ہے اسکا اخراج کیا ہے اور ابوعوانہ نے اپنے صحیح میں اسکا اخراج کیا ہے جیسا فتح الباری حافظ ابن حجر میں ہے۔ نیز علامہ البانیؒ لکھتے ہیں اما الرفع عند الهوی الی السجود و الرفع منه

فضیه احادیث کثیرة عن عشرة من الصحابة قد خرجتها فی التعلیقات الجیاد منها عن مالک بن الحویرث (تمام المنۃ ص ۱۷۲) رفع الیدین سجدہ کرتے وقت اور سجدہ سے سر اٹھاتے ہوئے اس میں دس صحابہ کرام سے احادیث مروی ہیں جن کی تخریج میں نے اپنی کتاب التعلیقات الجیاد میں کی ہے ان میں سے حضرت مالک بن الحویرث کی حدیث بھی ہے = اور علامہ البانی اپنی کتاب صفۃ صلوۃ النبی ﷺ (ص ۱۲۱) میں لکھتے ہیں و کان احیاناً یرفع یدیه اذا سجد اور کبھی رفع الیدین سجدہ کرتے وقت بھی کرتے تھے اس پر حاشیہ نمبر ۵ لگا کر لکھتے ہیں النسائی والدار قطنی والمخلص فی الفوائد (۱/۲/۲) بسندین صحیحین و قدروی هذا الرفع عن عشرة من الصحابة و ذهب الی مشروعیته جماعة من السلف منهم ابن عباس و الحسن البصری و طاؤس و ابنه عبداللّٰه و نافع مولیٰ ابن عمرو سالم ابنه والقاسم بن محمد و عبداللّٰه بن دینار و عطاء و قال عبدالرحمٰن بن مهدی هذا من السنة و عمل به امام السنة احمد بن حنبل وهو قول عن مالک والشافعی ۔ اس حدیث کی تخریج نسائی اور الدار قطنی اور المخلص فی الفوائد (۱/۲/۲) میں دو صحیح سندوں سے کی ہے اور یہ رفع الیدین دس صحابہ کرامؓ سے روایت کیا گیا ہے اور اس کی مشروعیت کی طرف سلف میں سے حضرت ابن عمرؓ حضرت ابن عباسؓ، حسن بصریؒ، طاؤسؒ اور اسکا بیٹا عبداللہؒ اور نافع مولیٰ ابن عمر اور اسکا بیٹا سالمؒ اور القاسم بن محمد و عبداللہؒ بن دینار و عطاءؒ چلے گئے ہیں۔ اور عبدالرحمٰن بن مہدی نے کہا ہے کہ سنت میں سے ہے اور اس پر عمل کیا احمد بن حنبلؒ نے اور ایک قول امام مالکؒ و شافعیؒ کا بھی ہے۔ فتاوی علمائے

حدیث میں ایک الاستفتاء لکھا گیا ہے کہ ایک شخص سنن نسائی ابوداؤد ابن ماجہ دارقطنی مسند احمد جزء رفع الیدین للبخاری طبرانی بیہقی صحیح ابی عوانہ ابویعلی ابن ابی شیبہ مصنف عبدالرزاق اور تلخیص الحبیر کی احادیث کی بناء پر سجدہ میں جاتے ہوئے اور بین السجدتین (پہلے سجدہ سے سر اٹھاتے ہوئے) احیانا رفع الیدین کرتا ہے۔

(۱) مانعین مصیب ہیں یا عامل

(۲) کیا یہ حدیث صحیح ہے

(۳) اگر صحیح ہے تو اس زمانے میں متروک العمل کیوں ہو چکی ہے

(۴) اگر مجروح ہے تو سنن نسائی کی دو روایتیں (جو من طریق شعبہ اور سعید بن ابی عروبہ مروی ہیں) ان پر کیا جرح ہے مبہم جرح نہ ہو اصل بناء انہی دو حدیثوں کو وہ شخص قرار دیتا ہے باقی سب روایت ان ہی کی تائید میں ہیں.... (۱۱) جو شخص اسکو زندہ کرے وہ من احیٰ سنتی الحدیث کا مصداق ہو سکتا ہے.... المستفتی ابو حفص العثمانی الداجلی از ملتان محلہ قدیر آباد جامع المحدیث (۲۱/۱/۳۶)

جواب: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۱) عامل رفع بین السجود پر جو دائما یہ عمل رکھے مصیب نہیں ہے کیونکہ آنجناب ﷺ سے اس پر ادامت نہیں ہے و کان لا یفعل ذالک فی السجود اسکا نفی ہونا ثابت کرتا ہے اور مطلقاً مانع جو ہو وہ بھی حق پر نہیں ہے

(۲) حدیث ہذا صحیح ہے متروک العمل نہیں ہے

(۳) عامل بالسنہ لوگ وقتاً فوقتاً جن کو اللہ تعالیٰ نے یہ توفیق دی ہے اس پر عمل

کرتے ہیں

(۴) جہاں تک مجھ کو معلوم ہے ان دونوں احادیث میں سے کسی حدیث پر کوئی جرح نہیں ہے...... (۱۰) مردہ سنت اسے کہتے ہیں جسکا کوئی عامل نہ ہو اور اس سنت پر عمل نہ ہو رہا ہو (۱۱) اوپر جواب آ چکا ہے.... ہذا واللہ اعلم محمد عبدالتواب از ملتان بقلم خود۔

جواب نمبر۲: جواب سوال نمبر ا عامل رفع الیدین عند ارادۃ السجدۃ و بین السجدتین مصیب ہے اور مانع مخطی لان المنع وقع الامر المشروع و کل منع وقع علی الامر المشروع فھو خطاء جواب سوال نمبر۲ بلاشک حدیث صحیح ہے فتح الباری ملاحظہ ہو

جواب سوال نمبر۳: یہ حدیث تغافل یا تساہل کی وجہ سے متروک العمل ہوئی ہے ورنہ کوئی وجہ ترک کی نہیں جواب سوال نمبر۴ اس حدیث میں سوائے تدلیس قتادہ کے اور کوئی جرح نہیں لیکن شعبہ کے قول سے یہ تدلیس مرتفع ہے شعبہ کی عادت تھی کہ قتادہ سے مدلس حدیث کو روایت نہیں کرتا تھا.... جواب سوال نمبر۱۰، نمبر۱۱ بلاشبہ اسکا عامل محیی السنۃ المیتۃ ہے اور مستحق اجر سو شہید کا ہے کما ورد فی الحدیث.... ہذا ما عندی واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم بالصواب حررہ محب السنۃ ابومحمد عبدالحق العمری الحمدی عفی عنہ ریاست بہاولپور (فتاوی علمائے حدیث (ص ۳۰۴ ج ۴ تا ص ۳۰۷) حضرت وائل بن حجر کی روایت کا حال شمس العلی میں ملاحظہ فرماویں۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت حال بھی شمس العلی میں ملاحظہ فرماویں۔ حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث نور العینین

کے (ص ۱۰۷) میں ذکر کرنے کے باوجود پھر حافظ زبیر علیزئی صاحب نے نور العینین (ص ۲۳۶) میں بھی ذکر کی ہے ابوداود کے حوالہ سے واذا رفع للسجود فعل مثل ذالک کا معنی کرتے ہیں جب (رکوع کے بعد) سجدوں کیلئے کھڑے ہوتے (نور العینین ص ۲۳۶) جبکہ صحیح معنی یہ ہے اور جب سجدہ کیلئے سر اٹھاتے تو بھی رفع الیدین کرتے = مگر حافظ زبیر علیزئی غیر مقلد کے دماغ میں بھوسہ بھرا ہوا ہے معنی بگاڑنے کی کوشش کرتا ہے لیکن کوشش بار آور ثابت نہیں ہوتی پھر اس کی سند میں یحیی بن ایوب الغافقی المصری واقع ہے۔ مولانا زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں آپ صحاح ستہ کے راوی ہیں آئمہ ستہ نے آپ سے حجت پکڑی ہے (سیر اعلام النبلاء ص ۹ ج ۸) امام احمد وغیرہ نے آپ پر جرح کی امام ابن معینؒ امام بخاریؒ وغیرہ ھما نے آپ کو ثقہ کہا چونکہ جمہور محدثین آپ کی توثیق کرتے ہیں لہٰذا آپ حسن الحدیث ہیں آپ روایت میں منفرد نہیں ہیں بلکہ عثمان بن الحکم الجذامیؒ نے بھی یہ روایت امام ابن جریج سے بیان کی ہے (صحیح ابن خزیمہ ص ۳۴۴ ج ۱) نور العینین ص ۲۴۷ تا ص ۲۴۸)

الجواب: امام احمدؒ فرماتے ہیں سیئی الحفظ ہے (برے حافظہ والا ہے) امام ابو حاتمؒ فرماتے ہیں محل یحیی کا صدق ہے اس کی حدیث لکھی جائے لیکن حجت نہ پکڑی جائے امام نسائی کی ایک روایت لیس بالقوی کی ہے محدث ابن سعدؒ نے منکر الحدیث قرار دیا ہے امام دارقطنیؒ فرماتے ہیں اسکی بعض حدیثوں میں اضطراب ہے محدث اسماعیلیؒ فرماتے ہیں اس سے حجت نہ پکڑی جائے احمد بن صالحؒ فرماتے ہیں بعض اوقات اسکے حافظہ میں خلل ہوتا ہے محدث ابن شاہین فرماتے ہیں محدث ابن صالحؒ نے فرمایا

اس کے لئے ایسی روایات ہیں جو ثقہ راویوں کے مخالف ہیں محدث الساجیؒ نے فرمایا سچا ہے بھول جاتا ہے امام احمدؒ فرماتے تھے کہ یحیی ابن ایوب بہت خطاء کرتا ہے اور جب کتاب سے حدیث بیان کرے تو کوئی حرج نہیں محدث عقیلیؒ نے بھی ضعفاء راویوں میں شمار کیا ہے (تہذیب التہذیب ص ۱۸۶ ج ۱۱ تا ص ۱۸۷) علامہ ذھبی لکھتے ہیں ابن القطان الفاسیؒ فرماتے ہیں هو ممن علمت حاله وانه لا يحتج به (میزان ص ۳۶۲ ج ۴) کہ یہ انہی سے ہے جن کا حال میں جانتا ہوں کہ اس سے حجت نہ پکڑی جائے۔ اب جمہور محدثین اس پر جرح کرتے ہیں حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں صدوق ربما اخطاء (تقریب) کہ یہ راوی سچا ہے اکثر اوقات خطاء کی ہے باقی رہا عثمان بن الحکم الجذامی کی متابعت اولاً تو اس میں رفع الیدین للسجود کا ذکر ہے وثانیاً علامہ زیلعیؒ لکھتے ہیں و قد تابع يحيى بن ايوب على هذا المتن عثمان بن الحكم الجذامي عن ابن جريج ذكره الدار قطني في علله و كذالك تابعه صالح بن ابى الا خضر عن ابن جريج رواه ابن ابى حاتم في علله ايضاً لكن ضعّف الدارقطني الاول و ابو حاتم الثاني قال الدارقطني و قد خالفه عبدالرزاق فرواه عن ابن جريج بلفظ التكبير دون الرفع وهو الصحيح (نصب الرایہ ص ۴۱۲ ج ۱) یحیی بن ایوب کی متابعت کی ہے اس متن پر عثمان بن الحکم الجذامی نے ابن جریج سے اسکا ذکر دارقطنیؒ نے اپنی کتاب العلل میں کیا ہے اور اسی طرح صالح بن ابی الاخضر نے بھی متابعت کی ہے ابن جریج سے اسکو ابن ابی حاتمؒ نے اپنی کتاب العلل میں روایت کیا ہے لیکن امام دارقطنیؒ نے پہلی روایت کو ضعیف قرار دیا ہے (کیونکہ اسکی سند میں عثمان بن الحکم الجزامی ضعیف راوی

موجود ہے) اور امام ابو حاتمؒ نے دوسری روایت کو ضعیف قرار دیا ہے (کیونکہ اسکی سند میں صالح بن ابی الاخضر ضعیف راوی موجود ہے) امام دارقطنیؒ نے فرمایا محدث عبدالرزاق جو ثقہ راوی ہے اس نے عثمان بن الحکم الجذامی کی مخالفت کی ہے پس اس نے ابن جریج سے تکبیر کے لفظ سے روایت کیا ہے رفع الیدین کا ذکر اس میں موجود نہیں اور یہی صحیح بات ہے = اور امام مالکؒ بھی ابن شہاب الزہری عن ابی سلمۃ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہؓ ان کو نماز پڑھاتے تھے پس ہر نیچ اونچ میں تکبیر کہتے تھے جب فارغ ہوتے تو فرماتے واللّٰہ انی اشبھکم صلوۃً برسول اللّٰہ ﷺ (نسائی ص ١٧٣ ج ١) بخاری ص ١٠٨ ج ١) اور اللہ تعالیٰ کی قسم بے شک میں تم سے زیادہ مشابہت کرنے والا ہوں رسول اللہ ﷺ کی نماز کے ساتھ۔ اسی طرح معمر عن الزھری عن ابی بکر بن عبدالرحمن وعن ابی سلمہ بن عبدالرحمن عنھما صلیا خلف ابی ہریرۃ فلما رکع کبر فلما رفع رائسہ قال سمع اللہ لمن حمدہ ربنا و لک الحمد ثم سجد و کبر و رفع رائسہ وکبر ثم کبر حین قام من الرکعۃ ثم قال والذی نفسی بیدہ انی لاقربکم شبھاً برسول اللہ ﷺ ما زالت ھذہ صلوۃ حتی فارق الدنیا (نسائی ص ١٧٣ ج ١) کہ حضرت ابو بکرؒ بن عبدالرحمٰن تو سمع اللّٰہ لمن حمدہ ربنا و لک الحمد کہا پھر سجدہ کیا اور تکبیر کہی پھر سجدہ سے سر اٹھایا اور تکبیر کہی پھر تکبیر کہی جب رکعت کی طرف کھڑے ہوئے پھر فرمایا مجھے اس ذات کی قسمؓ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے بیشک میں تم سے زیادہ قریب مشابہ نماز پڑھتا ہوں رسول اللہ ﷺ کے آپ کی یہ نماز ہمیشہ رہی حتی کہ دنیا فانی سے رحلت فرما گئے۔ اسی طرح (صحیح ابن خزیمہ و صحیح

ابوعوانہ ص ٩٥ ج ٢) ص ٢٩٠ ج ١) میں عبدالرزاق عن ابن جریج سے تکبیر کا ذکر کرتا ہے اس میں رفع الیدین کا ذکر نہیں اسی طرح عبدالرزاق اخبرنا معمر عن الزھریؒ سے بھی صرف تکبیر کا ذکر کرتا ہے (صحیح ابن خزیمہ ص ٢٩١ ج ١) و صحیح ابوعوانہ ص ٩٥ ج ٢) اسی طرح یحیی بن ابی کثیر ان ابا سلمۃ حدثہ قال رایت اباھریرۃ یکبر فی الصلوۃ کلما خفض ورفع رائسہ (الحدیث) صحیح ابوعوانہ ص ٩٦ ج ٢) یحیی بن ابی کثیر فرماتے ہیں کہ انہیں ابو سلمہؒ نے بتایا کہ میں نے حضرت ابو ہریرہؓ کو دیکھا وہ ہر نیچ اونچ میں تکبیر کہتے تھے میں نے پوچھا ابو ہریرہؓ یہ کون سی نماز ہے پس فرمایا بے شک یہ رسول اللہ ﷺ کی نماز ہے۔ امام مالکؒ، معمرؒ، یحیٰ بن ابی کثیرؒ عبدالرزاق عن ابن جریج یہ سب ثقات تکبیر کے الفاظ کے ساتھ روایت کرتے ہیں یزید بن ھارون قال اخبرنا محمد بن عمرو عن ابی سلمۃ عن ابی ھریرۃ انہ کان اذا صلی بنا کلما رفع ووضع و اذا انصرف قال انا اشبھکم صلوۃ برسول اللّٰہ ﷺ (ابن ابی شیبہ ص ٢١٨ ج ١) حدیث نمبر ٢٤٩٦) فلھذا یحیٰی بن ایوب اور عثمان بن الحکم الجذامی کی روایت ضعیف ہونے کے ساتھ شاذ بھی ہے۔ حافظ زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں کہ عثمان بن الحکم پر امام ابو حاتم نے معمولی جرح کی ہے (نور العینین ص ٤٨) امام ابو حاتمؒ نے معمولی جرح نہیں کی بلکہ وہ فرماتے ہیں لیس بالمتقن (میزان الاعتدال ص ٣٢ ج ٣) کہ مضبوط نہیں ہے وقال ابو عمر لیس بالقوی (میزان) اور محدث ابو عمر ابن عبدالبرؒ نے فرمایا کہ قوی نہیں ہے۔ اور آپ حضرت پڑھ چکے ہیں کہ امام دارقطنیؒ نے بھی اس کی حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔ مگر جناب علیزئی صاحب لکھتے ہیں کہ جناب انور شاہ کاشمیری فرماتے ہیں کہ اور جان لو کہ احادیث کو

ٹکڑوں کی صورت میں جمع کیا گیا ہے (نور العینین ص ۲۵۱) جب اس میں محدثین کرامؒ رفع الیدین کو صحیح نہیں مانتے تو احادیث کو ٹکڑوں میں ماننے کا کیا فائدہ۔ حافظ زبیر علیزئی صاحب فرماتے ہیں امام ابن حجرؒ وغیرہم (بتصحیح حدیثه نے اس کی توثیق کی ہے (نور العینین ص ۲۴۸) یہ خالص جھوٹ ہے کہ حافظ ابن حجرؒ نے عثمان بن الحکم الجذامی کی روایت کو صحیح قرار دیا ہے حالانکہ وہ التلخیص الحبیر (ص ۲۱۹ ج ۱) میں فرماتے ہیں رواہ ابوداؤد ورجالہ رجال الصحیح کہ ابوداؤد کی روایت کی رجال صحیح کے رجال ہیں اور ابوداؤد میں عثمان ابن الحکم الجذامی نہیں ہے نہ صحیح کے رجال میں سے ہے۔ حافظ زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں اس کتاب کے مقدمہ (ص ۱۸ بترقیمی) پر ڈیروی صاحب لکھتے ہیں ابن جریج ایک راوی ہے جس نے نوے ۹۰ عورتوں سے متعہ وزنا کیا تھا تذکرۃ الحفاظ پر وزنا کے الفاظ قطعاً موجود نہیں ہیں اور نہ کسی دوسری کتاب میں یہ گندا لفظ موجود ہے بلکہ یہ لفظ تو ڈیروی صاحب کا اکاذیب ومفتریات میں سے ہے رہا مسئلہ متعہ کا تو یہ ابن جریج کی اجتہادی خطا تھی جس کا انکی عدالت و ثقاہت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ امام ابن جریج اپنی اس اجتہادی خطاء سے رجوع بھی کر چکے ہیں دیکھیے فتح الباری ص ۱۷۳ ج ۹) نور العینین ص ۲۴۸) متعہ کو زنا سے تعبیر کرنا درست ہے چنانچہ محدث ابن عدیؒ لکھتے ہیں ان رجلاً سأل عبدالله بن عمرؓ عن المتعه فقال حرام قال ان فلاناً یقول فیها فقال والله لقد علم ان رسول الله ﷺ حرمها یوم خیبر وما کنا مسافحین (الکامل ابن عدی ج 5 ص 1680) ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے متعہ کے بارے میں سوال کیا آپ نے فرمایا حرام ہے اس شخص نے کہا کہ فلاں شخص اس کے جواز کا

قائل ہے تو عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی قسم کہ وہ بے شک جانتا ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے موقعہ پر حرام قرار دیا اور ہم زناء کرنے والے نہیں = السفاح بمعنی زناء کے آتا ہے۔ اور ابن ابی شیبہ (ص ۲۹۲ ج ۴) قسم میں ہے ابن عیینة عن الزهری عن سالم عن ابیه قال سئل عن متعة النساء قال لا نعلمها الا السفاح حضرت ابن عمرؓ سے عورتوں کے متعہ کے بارے میں سوال ہوا تو آپ نے فرمایا کہ ہم نہیں جانتے مگر اس کو زناء شمار کرتے ہیں۔ اب رہی بات ابن جریج کی متعہ سے رجوع کی اور مسئلہ کا اجتہادی ہونا تو اس بناء پر ابن جریج کو معاف کر دیا گیا ہے۔ مولانا زبیر علیزئی غیر مقلد نور العینین (ص ۲۵ طبع اول وص ۳۰ طبع دوم) میں لکھتے ہیں ڈیروی صاحب نے اپنی کتاب کے ص ۲۲ پر ابن جریج کی روایت کو بطور حجت پیش کیا ہے لکھتے ہیں رفع الیدین کے چھوٹ جانے یا چھوڑ دینے سے نماز کا اعادہ لازم نہیں حضرت عطاء بن ابی رباح کا فتوی ملاحظہ ہو عبدالرزاق عن ابن جریج قال قلت لعطاء۔ ابن جریج فرماتے ہیں... معلوم ہوا کہ خود ڈیروی صاحب مسلمانوں کو دھوکہ دے رہے ہیں ایک راوی پر سخت جرح کرتے ہیں اور پھر اس راوی کی روایت کو بطور حجت پیش کرتے ہیں اس پر سہا گہ یہ کہ اپنی کتاب کے ص ۲۲۲ پر لکھتے ہیں اس کی سند میں ابن جریج راوی واقع ہے جو کہ ثقہ ہے مگر سخت قسم کا مدلس ہے .... لہٰذا عبدالرشید بے چارے پر الزام تراشی کس لئے ہے آہ۔

الجواب: محترم زبیر علیزئی صاحب کچھ سوچ سمجھ کر بات کرنی چاہیے ابن جریج پر الزام ہے کہ یہ مدلس ہے مگر ثقہ ہے جب ثقہ سے سماع کی تصریح کرے تو اس کی

روایت معتبر ہوگی اور راقم الحروف نے ابن جریج کی جس روایت کو بطور احتجاج قبول کیا ہے وہ ابن جریج اپنے استاد محترم عطاء بن ابی رباح سے سماع کی تصریح کرتے ہیں جیسا کہ زبیر علیزئی نے ابن جریج قال قلت لعطاء کے الفاظ سے نقل کی ہے اور عبدالرشید انصاری کی الرسائل میں ابن جریج کی روایت جس پر اعتراض ہے اس سے اس کی مدلس اور غلط روایت مراد ہے۔ بے حیاء باش وہر آنچہ خواہی کن۔ زبیر علیزئی غیر مقلد ایک قسم کا بے حیاء ہے جو کہ خود نقل کر رہا ہے کہ (ڈیروی) اپنی کتاب کے ص ۲۲۲ پر لکھتے ہیں اس کی سند میں ابن جریج راوی واقع ہے جو ثقہ ہے= زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں کوثری گروپ کے ایک غالی متعصب حنفی جناب حبیب اللہ ڈیروی نے بھی اسے ثقہ لکھا ہے (رفع الیدین کا ثبوت ص ۵۳) ع: عقل نبود تولد چہ سود۔ مولانا زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں صحیح ابن خزیمہ میں ابن جریج کے سماع کی تصریح موجود ہے لہٰذا تدلیس کا الزام اصلاً باطل ہے (نور العینین ص ۲۴۹) معلوم ہوا کہ تدلیس کا اعتراض ابن جریج پر مسلّم ہے اور محدثین کرام کے ہاں اس کی روایت میں رفع الیدین بیان کرنا غلط ہے تکبیر بیان کرنا ہی صحیح ہے۔ حضرت عمرؓ سے ایک اثر کا حال۔ عبداللہ بن القاسم فرماتے ہیں "لوگ رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے (اچانک) انکے پاس عمر بن خطابؓ تشریف لائے اور فرمایا لوگو اپنے چہرے میری طرف کر دو میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی نماز پڑھ کر دکھاتا ہوں جو آپ پڑھتے تھے اور جس کا حکم دیتے تھے پس آپ قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہوگئے اور اپنے کندھوں تک رفع الیدین کیا اور اللہ اکبر کہا پھر آپ نے اپنی نظر جھکالی پھر رکوع کیا اور اس طرح رفع الیدین کیا جب آپ رکوع سے کھڑے ہوتے تو آپ نے (

نماز کے بعد) لوگوں سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں اسی طرح نماز پڑھاتے تھے (نصب الرایہ ص ۴۱۶ ج ۱ مسند الفاروق لابن کثیر ص ۱۶۵ شرح ترمذی ص ۲۱۷ ج ۲ واللفظ لہ) نور العینین ص ۱۹۴ تا ص ۱۹۵)

الجواب: نصب الرایہ اور مسند الفاروق میں یہ روایت خلافیات بیہقی سے ان الفاظ کی ساتھ روایت کی گئی ہے عن عبد اللّٰہ بن القاسم قال بینما الناس یصلّون فی مسجد رسول اللہ ﷺ اذ خرج علیہم عمر بن خطاب فقال اقبلو علی بوجوھکم اصلی صلوۃ رسول اللہ ﷺ التی کان یصلی و یامر بھا فقام مستقبل القبلۃ ورفع یدیہ حتی حاذی بھما منکبیہ ثم رکع و کذالک حین رفع فقال للقوم ھکذا کان رسول اللہ ﷺ یصلی بنا انتھی (نصب الرایہ ۴۱۵ ج ۱ تا ص ۴۱۶) کہ عبداللہ بن قاسم سے روایت ہے کہ لوگ مسجد رسول اللہ ﷺ میں نماز پڑھ رہے تھے کہ ان پر اچانک عمر بن خطاب نکلے تو انہوں نے فرمایا کہ تم میری طرف متوجہ ہو جاؤ میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی نماز پڑھ کر دکھاتا ہوں جو آپ پڑھتے رہے اور اسکا حکم کرتے تھے پس آپ کھڑے ہوگئے قبلہ کی طرف منہ کر کے اور رفع الیدین کیا پھر تکبیر کہی پھر رکوع کیا اور اسی طرح تکبیر کہی۔ جب رکوع سے سر اٹھایا پس قوم کو کہا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ اسی طرح نماز پڑھایا کرتے تھے (امام بیہقی کے الفاظ ختم ہو گئے ہیں) اب اس روایت میں رفع الیدین صرف تکبیر افتتاح کے وقت ہے۔ البتہ شرح ترمذی جو ابن سید الناس کی ہے اس نے خلافیات سے جو الفاظ نقل کئے ہیں ان سے رفع الیدین عند الرکوع وبعد الرکوع ثابت

ہوتا ہے اب خلافیات بیہقی گمنام کتاب ہے اب تک طبع نہیں ہوئی اور نہ قلمی نسخہ اسکا کہیں سے مکمل میسر ہو سکا اس لئے ایسی مشکوک روایت سے حجت پکڑنا دل گردہ کا کام ہے۔

جواب نمبر۲: یہ روایت بھی متصل نہیں بلکہ منقطع ہے کیوں کہ عبداللہ بن قاسم کی کوئی روایت حضرت عمرؓ سے مروی نہیں۔ عبداللہ بن قاسم نے حضرت عمرؓ کو دیکھا ہے مگر اس سے کوئی روایت نہیں کی جیسا کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ نے بعض صحابہ کرامؓ کو دیکھا ہے مگر ان سے روایت ثابت نہیں چنانچہ حافظ زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں کہ یہ بات عقلاً بعید ہے کہ سیدنا ابوبکرؓ کے آزاد کردہ غلام کی سیدنا عمرؓ سے ملاقات ثابت نہ ہو لہٰذا معاصرت کی وجہ سے راجح یہی ہے کہ سند متصل ہے حافظ مزی عبداللہ بن قاسم مذکور کے بارے میں لکھتے ہیں رأی عمر بن خطاب اس نے عمر بن خطاب کو دیکھا ہے (تہذیب الکمال ص ۴۲۱ ج ۱۰) نور العینین ص ۱۹۸) الجواب زبیر علیزئی کا یہ کہنا کہ حضرت ابوبکرؓ کے آزاد کردہ غلام۔ یہ بالکل جھوٹ ہے کیونکہ مولیٰ کا معنی آزاد کردہ غلام کا کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ اگر یہ معنی کیا جائیں تو پھر وہ ابوبکر صدیقؓ کا دور پانے والا ہے پھر اس نے ابوبکر صدیقؓ کو بھی دیکھا ہے مگر علامہ ابوالحجاج مزیؒ کا یہ کہنا کہ رأی عمرؓ کہ اس نے حضرت عمرؓ کو دیکھا ہے یہ دلالت کرتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اس کو آزاد نہیں کیا بلکہ یہ لونڈی کا بیٹا ہوگا جو حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور میں سال یا دو سال کا ہوگا اس نے حضرت عمرؓ کو دیکھا ہے اس سے کوئی روایت نہیں کی چنانچہ اس کی ایک روایت ابوداؤد مجتبائی ص ۲۵۷ ج ۱) میں یوں آتی ہے ابــو

عیسی الخراسانی عن عبداللہ بن القاسم عن سعید بن المسیب ان رجلاً من اصحاب النبی ﷺ اتی عمر بن الخطاب الخ ابوعیسی الخراسانی کہتے ہیں کہ عبداللہ بن القاسم نے سعید بن مسیب سے روایت کی ہے کہ بے شک ایک مرد صحابیؓ حضرت عمرؓ کے پاس آیا۔ معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ اور عبداللہ بن قاسم کے درمیان دو واسطے سے روایت متصل ہوتی ہے فلھذا یہ روایت رفع الیدین کی منقطع بلکہ معضل ہے۔

جواب نمبر۳: عبداللہ بن قاسم مجہول راوی ہے حافظ زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں بخاری رحمۃ اللہ اور ابوحاتمؒ نے اس پر کوئی جرح نہیں کی حافظ ابن حبان نے اسے ثقہ کہا ہے (کتاب الثقات لابن حبان ص ۴۶ ج ۵) نور العینین ص ۱۹۵) مولانا ارشاد الحق صاحب اثری غیر مقلد لکھتے ہیں کہ امام ابن ابی حاتمؒ کا ربیعہ کو ذکر کرنا اور جرح نہ کرنا اس بات کا قرینہ ہے کہ وہ ان کے نزدیک مجہول ہے۔ بلکہ امام بخاری نے تو اس کے تفرد اور ضعف کی صراحت کر دی ہے لہٰذا امام ابن حبانؒ کی یہ توثیق معتبر نہیں (توضیح الکلام ص ۱۸۶ ج ۱) نیز مولانا موصوف لکھتے ہیں کہ عبداللہ بن نافع کو امام بخاری اور ابن ابی حاتم نے ذکر کیا ہے لیکن اس پر جرح نہیں کی اور ابن حبان نے کتاب الثقات میں حسب عادت ذکر کیا ہے (توضیح الکلام ص ۱۸۶ ج ۱) مولانا زبیر علیزئی فرماتے ہیں کہ جناب ظفر احمد صاحب تھانوی دیوبندی فرماتے ہیں اور اسی طرح ہر وہ راوی جسے بخاری نے اپنی تاریخوں میں ذکر کر کے جرح نہیں کی وہ ثقہ ہے کیوں کہ آپ کی عادت ہے کہ جرح اور مجروحین کا ذکر کرتے ہیں.... تھانوی صاحب کا یہ قول مرجوح

ہے (نورالعینین ص ۱۹۵) جناب زبیر علیزئی نے ظفر احمد تھانوی کے قول کو خود مرجوح کہدیا ہے علامہ زیلعیؒ (نصب الرایہ ص ۴۱۶ ج ۱) میں لکھتے ہیں ولم یعرف من حاله ایضاً بشئی کہ عبداللہ بن القاسم کے حال سے کچھ علم نہ ہو سکا۔ اور حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں و قال ابن القطان مجهول. (تہذیب ص ۳۵۹ ج ۵) کہ ابن القطان فاسیؒ نے عبداللہ بن قاسم کو مجہول کہا ہے۔ مولانا زبیر علیزئی صاحب فرماتے ہیں ابوداؤد (حدیث نمبر ۱۵۱۴ اور ترمذی حدیث نمبر ۳۵۵۹) کی ایک روایت عن ابی نصیرة عن مولی عن ابی بکر و لکن جهالته مثله لا تضرلان تابعی کبیر و یکفیه نسبته الی ابی بکر فهو حدیث حسن والله اعلم (تفسیر ابن کثیر ص ۱۰۶ ج ۲ و فی نسخۃ ص ۴۱۶ ج ۱) ابن مدینی اور ترمذی کا یہ قول اس حدیث کی سند قوی نہیں ہے ظاہراً مولی ابی بکر کی جہالت کی وجہ سے ہے لیکن ایسے شخص کی جہالت مضر نہیں کیوں کہ وہ بڑا تابعی ہے اور اس کیلئے ابوبکر سے نسبت کافی ہے پس یہ حدیث حسن ہے واللہ اعلم۔ یہ قول اگرچہ مرجوح ہے لیکن معلوم ہوا کہ عبداللہ بن القاسم حافظ ابن کثیر کے نزدیک حسن الحدیث ہے (نورالعینین ص ۱۹۷ تا ص ۱۹۸) = محترم زبیر علیزئی فرماتے ہیں کہ یہ قول اگرچہ مرجوح ہے مگر عبداللہ بن قاسم حافظ ابن کثیر کے نزدیک حسن الحدیث ہے۔ سبحان اللہ جب قول ہی مرجوح ہے تو ابن کثیر کے حسن الحدیث کہنے کی وقعت کیا رہ جاتی ہے۔ تو عبداللہ بن القاسم کو مجہول کہنے والے امام علی بن المدینیؒ اور ترمذیؒ بھی ہیں اور امام ترمذیؒ متساہل ہیں اور زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں کہ متساہل جس روایت کو باطل و موضوع کہلائے وہ انتہائی پرلے درجہ کی موضوع و باطل ہوتی ہے (نورالعینین ص ۵۶ طبع اول و ص ۶۷ طبع دوم) فلھذا یہ روایت انتہائی

درجہ کی مجہول ہے (وللہ الحمد)۔

جواب نمبر ۴: امام بیہقیؒ کے شیخ ابوعبداللہ الحاکم ہیں جو کہ تفضیلی شیعہ تھے اور شیعہ کے ہاں رکوع و بعد الرکوع رفع الیدین کرنا مذہباً ثابت ہے چنانچہ من لا یحضر الفقیہ (ص ۶۲ ج ۱) میں ہے ثم قال الله اکبر و رفع یدیه حیال وجهه و هو قائم ثم رکع (الیٰ ان قال) قال سمع الله لمن حمده ثم کبر و هو قائم و رفع یدیه حیال وجهه۔ پھر اللہ اکبر کہا اور منہ کے برابر رفع الیدین کیا اور وہ کھڑے تھے پھر رکوع کیا..... پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہا پھر تکبیر کہی اور وہ کھڑے تھے اور رفع الیدین منہ کے برابر کیا۔ اور جوابات بھی ہیں مگر ان پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔

حضرت سعیدؒ بن جبیر کے اثر کی تحقیق: سعید بن جبیر تابعی بھی رحمۃ اللہ علیہ سے رفع الیدین کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ نماز کی زینت ہے اور رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین شروع نماز میں رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد رفع الیدین کرتے تھے (السنن الکبریٰ بیہقی ص ۷۵ ج ۲) بحوالہ نورالعینین ص ۱۵۴ طبع دوم) الجواب نمبر ۱: اس روایت کی سند میں امام بیہقیؒ کے شیخ ابوعبداللہ الحاکم ہیں جو کہ تفضیلی شیعہ تھے اور شیعہ کے مذہب میں رفع الیدین عند الرکوع و بعد الرکوع مذکور ہے ملاحظہ ہو شیعہ کی مشہور کتاب (من لا یحضر الفقیہ ص ۶۲ ج ۱) فلھذا ہم اہلسنت والجماعت شیعہ راوی کی ہر اس روایت کو رد کر دیں گے جو انکے مذہب کے مطابق ہو چنانچہ جزء رفع الیدین المنسوب للبخاری ص ۱۰۸ مع جلاء العینین میں صحابہ کرامؓ کے رفع الیدین کا کوئی ذکر نہیں بلکہ عبدالملک کہتے ہیں سألت سعید

بن جبیر عن رفع الیدین فی الصلوٰۃ فقال ھو شیی تزین بہ صلوٰتک کہ میں نے سعیدؒ بن جبیر سے پوچھا کہ رفع الیدین کرنا نماز میں کیسا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ یہ شیئ ہے کہ تیری نماز کو مزین کریگا اور مصنف ابن ابی شیبہ (ص ۲۷۲ ج ۱) میں عبدالملک کی روایت تکبیر کے بارے میں ہے کہ تکبیر نماز کی زینت ہے رفع الیدین کا کوئی ذکر نہیں ہے نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔ عبدالملک بن ابی سلیمان العزرمی متکلم فیہ راوی ہے حافظ ابن حزم ظاہریؒ فرماتے ہیں کہ یہ راوی ساقط (گرا) ہوا ہے (محلّی ص ۲۳۱ ج ۳ مسئلہ نمبر ۳۵۳) حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں لایحتج بہ اذا انفرد (الدرایہ ص ۱۶ ج ۱) کہ اکیلا ہو تو قابل حجت نہیں ہے۔ الجواب نمبر ۳: یعقوب بن یوسف الاخرم المتوفی ۲۸۷ھ کا استاد الحسن بن عیسی المتوفی ۲۳۹ھ اس روایت کی سند میں واقع ہے جب کہ اسماء الرجال کی کتابوں میں یعقوب کا استاد الحسن بن عیسی مذکور نہیں اور نہ الحسن بن عیسی کے شاگردوں میں یعقوب الاخرم کا نام مذکور ہے یہ محض امام حاکم شیعہ کی تنگ بندی کا نتیجہ ہے (لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم) باقی ایک روایت سعید۔ عن قتادہ عن الحسن قال کان اصحاب رسول اللہ ﷺ یرفعون ایدیھم فی الصلوٰۃ اذا رکعوا او اذا رفعوا کانھا المراوح

کہ حسن بصری فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کہ اصحاب کرامؓ نماز میں رفع الیدین کرتے تھے جب کہ رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے گویا کہ وہ پنکھے ہیں تو یہ روایت حافظ زبیر علیزئی صاحب نے پیش نہیں کی کیوں کہ وہ اس سند پر جرح کر چکے ہیں۔ چنانچہ حافظ صاحب موصوف ایک روایت کی سند کے بارے میں لکھتے ہیں غرض یہ روایت سعید بن ابی عروبہ کی سند سے ہے اور تدلیس سعید۔ اختلاط سعید اور

تدلیس قتادہ... کی وجہ سے ضعیف ہے (نور العینین ص ۷۰ طبع اول ص ۹۲ طبع دوم) بحمد اللہ تعالیٰ ہم رفع الیدین کی بحث سے فارغ ہو گئے ہیں۔ اب ترک رفع الیدین کی بحث شروع ہے۔ حافظ زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں پہلا مغالطہ ڈیروی صاحب لکھتے ہیں عثمان بن الحکم الجذامی ضعیف ہے ابن حجرؒ فرماتے ہیں لہ اوھام تقریب) اس کی روایتوں میں غلطیاں ہیں اور علامہ ذھبیؒ (میزان ص ۳۲ ج ۳) میں فرماتے ہیں لیس بالقوی کہ راوی قوی نہیں ہے (نور الصباح مقدمہ طبع دوم ص ۱۹) تنقیحی جواب یہ سارا بیان غلط ہے عثمان بن الحکم کسی نے بھی ضعیف نہیں کہا..... امام ذھبیؒ نے عثمان مذکور کو لیس بالقوی نہیں کہا بلکہ میزان کے بعض نسخوں میں ہے کہ ابو عمر نے کہا ہے (ص ۳۲ ج ۳) یہ ابو عمر یہاں غیر متعین ہے اور اس عبارت کی صحت بھی مشکوک ہے تیسرے یہ کہ القوی نہ ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے قوی بھی نہیں ہے واللہ اعلم.... ابن حجرؒ کہا صدوق لہ اوہام (تقریب ص ۲۳۳) ان کے مقابلہ میں ابو حاتم نے فرمایا لیس بالمتین لیس بالمتقن (تہذیب و میزان) یاد رہے کہ عثمان مذکور حدیث ابو ھرۃؓ میں منفرد نہیں بلکہ یحیی بن ایوب نے اس کی متابعت کر رکھی ہے (نور العینین ص 33 تا ص 35 طبع دوم)

الجواب: حافظ زبیر علیزئی غیر مقلد بھی جہل مرکب میں گرفتار ہیں لکھتے ہیں کہ عثمان بن الحکم کو کسی نے ضعیف نہیں کہا نیز لکھتے ہیں کہ القوی نہ ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ قوی بھی نہیں ہے لکھتے ہیں ابن حجرؒ نے کہا صدوق لہ اوھام (تقریب) ان کے مقابلہ میں ابو حاتم نے فرمایا لیس بالمتین لیس بالمتقن۔ ابو عمر نے کہا لیس بالقوی (نور العینین

ص۳۴)اس موقعہ کی مناسبت سے ایک شعر ملاحظہ ہو۔

ہر کس کہ نداند و بداند کہ داند
کہ در جہل مرکب ابد الدھر بماند

نیز حافظ صاحب موصوف لکھتے ہیں کہ عثمان مذکور حدیث ابی ہریرہؓ میں منفرد نہیں بلکہ یحیی بن ایوب نے اس کی متابعت کر رکھی ہے = الجواب نمبر۲: یہ دونوں راوی مجروح و متکلم فیہ ہیں امام دار قطنیؒ نے عثمان بن الحکم الجذامی کی روایت کو ضعیف قرار دیا ہے قال الدار قطنی و قد خالفه عبدالرزاق فرواه عن ابن جریج بلفظ التکبیر دون الرفع و ھو الصحیح (نصب الرایہ ص۴۱۴ ج۱) امام دار قطنیؒ نے فرمایا عثمان الجذامی کی عبدالرزاق نے مخالفت کی ہے پس اسے اب ابن جریج سے تکبیر کے لفظ سے روایت کیا ہے نہ کہ رفع الیدین کے لفظ سے اور یہی صحیح روایت ہے اور عبدالرزاق کی موافقت کی ہے امام مالکؒ نے ابن شہاب الزہری عن ابی سلمۃ الخ سے اور یحیی بن ابی کثیر عن ابی سلمہؒ سے اور یزید بن ہارون عن محمد بن عمرو عن ابی سلمہ الخ سے اس طرح معمر عن ابی بکر بن عبدالرحمٰن و عن ابی سلمہؒ سے تو معلوم ہوا کہ ابن جریج کی روایت میں تکبیر کا لفظ درست ہے رفع الیدین کا غلط ہے (وللہ الحمد)

حافظ زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں تیسرا مغالطہ ڈیروی صاحب نے کہا ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ.....رفع الیدین کرنے والوں کو منع کرتے تھے حافظ ابن حجر لسان المیزان (ص ۳۲۲ ج ۲) میں لکھتے ہیں تنبیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابومقاتل کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ میں نے امام ابوحنیفہؒ کے پہلو میں نماز پڑھی اور میں رفع الیدین کرتا رہا۔ جب امام ابوحنیفہؒ نے سلام پھیرا تو کہا کہ اے ابومقاتل شاید کہ تو پنکھے والوں میں

سے ہے (نور الصباح ص 31، نور العینین ص 35 تا 36) حافظ زبیر علیزئی کا اعتراض یہ ہے کہ ابومقاتل راوی کذاب و وضاع ہے اور ڈیروی صاحب اپنے دعوی کی اس پر بنیاد رکھ رہے ہیں کیا ظلم نہیں الجواب امام ابوحنیفہؒ رفع الیدین عند الرکوع سے منع کرتے تھے چنانچہ عبداللہ بن مبارک کو بھی منع کیا تھا (جزء رفع الیدین المنسوب للبخاری) اور زبیر علیزئی کی تصنیف ھدیۃ المسلمین ص12 پر ناشر نے امام ابوحنیفہؒ سے جرابوں پر مسح کرنیکی روایت ابومقاتل سمرقندی کے ترمذی شریف سے نقل کی ہے فلھذا زبیر علیزئی کی ڈیروی پر بک بک مناسب نہیں ہے۔

چوتھا مغالطہ: حافظ زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں کہ (ڈیروی صاحب) مزید لکھتے ہیں حضرت امام شعبیؒ بھی ترک رفع الیدین کرتے تھے عن اشعث عن الشعبیؒ (کتاب ڈیروی ص ۴۵) جواب اشعث سے مراد اشعث بن سوار الکندی الکوفی ہے......اشعث بن سوار مختلف فیہ راوی ہے (نور العینین ص36 تا 37) الجواب: اگر یہ روایت کمزور ہے تو دوسری روایت عبدالملک بن الابجر فرماتے ہیں میں نے شعبیؒ اور ابراہیمؒ اور ابواسحاقؒ کو دیکھا کہ وہ رفع الیدین نہ کرتے تھے مگر افتتاح صلوٰۃ کے وقت (نور الصباح ص48) چنانچہ حافظ زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں اول اس کی سند صحیح ہے (رفع الیدین کا ثبوت ص34، و نور العینین ص232) طبع دوم نیز لکھتے ہیں آثار تابعین میں صرف دو اثر (ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ شعبی رحمۃ اللہ علیہ اور ابواسحٰق رحمۃ اللہ علیہ) بلحاظ سند صحیح ہیں (رفع الیدین کا ثبوت ص 37 و نور العینین ص 234)

پانچواں مغالطہ: ڈیروی صاحب تحریر کرتے ہیں حضرت اسود بن یزید التابعی اور حضرت علقمہ دونوں ترک رفع الیدین کرتے تھے (ص 47 طبع دوم)

جواب: اس کی سند ڈیروی صاحب نے اس طرح لکھی ہے عن جابر عن الاسود وعلقمۃ جابر سے مراد جابر بن یزید الجعفی الکوفی ہے.....اس ضعیف وکذاب مدلس رافضی کی روایت سے ڈیروی صاحب استدلال کر رہے ہیں کیا یہ کذب نوازی نہیں ہے (نور العینین ص 22 تا ص 23 طبع اول ص 37 تا ص 38 طبع دوم)

الجواب: اگر اس سند میں بالفرض جابر بن یزید الجعفی ہے دوسری سند میں نہیں ہے چنانچہ امام بخاریؒ کے شیخ حضرت امام ابوبکر بن ابی شیبہؒ فرماتے ہیں حدثنا وکیع و ابو اسامۃ عن شعبۃ عن ابی اسحق قال کان اصحاب عبداللہ و اصحاب علیؓ لا یرفعون ایدیھم الا فی افتتاح الصلوۃ قال وکیع ثم لا یعودون (ابن ابی شیبہ ص 214 ج 1 نمبر 2446) ابو اسحٰق فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود کے شاگرد اور حضرت علیؓ کے شاگرد تکبیر تحریمہ کے سوا رفع الیدین نہ کرتے تھے امام وکیع نے فرمایا پھر دوبارہ نہ کرتے تھے یہ سند صحیح ہے اور عبداللہ بن مسعود کے شاگرد اول درجہ کے اسودؒ وعلقمہؒ ہیں تو اس طریقہ سے ان سے ترک رفع الیدین ثابت ہوا

چھٹا مغالطہ: زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں۔ ڈیروی صاحب نے کہا حضرت امام حسن بن زیاد اور حضرت امام زفرؒ بھی رفع الیدین نہ کرتے تھے (نور الصباح ص 33) زبیر علیزئی نے حضرت حسن بن زیاد پر جرح نقل کی ہے پھر آخر میں لکھتے

ہیں ایسا گندہ شخص ڈیروی صاحب کا حضرت امام ہے انا للہ وانا الیہ راجعون (نور العینین ص 23 تا ص 24 طبع اول وص 38 تا ص 39 طبع دوم)

الجواب: حضرت حسن بن زیادؒ پر جرح اکثر لغو ہے اور زبیر علیزئی کا حق تھا کہ ان جارحین حضرات سے با سند نقل کرتا اور اس سند کی تصحیح بھی نقل کرتا مگر ایسا کرنا زبیر علیزئی کے بس کی بات نہ تھی امام ابوعوانہ نے اپنی صحیح میں حسن بن زیاد سے حدیث کا اخراج کیا ہے اور امام حاکمؒ نے اس کی حدیث کو صحیح کہا ہے۔

ساتواں مغالطہ: امام ہیثم بن عدیؒ بھی فرماتے ہیں کہ حضرت ابوقتادہؓ 38ھ میں فوت ہوئے ہیں (دیکھیے البدایہ والنھایہ ص 68 ج 8، نور الصباح ص 207)

جواب: ڈیروی صاحب کے امام ھیثم بن عدی کا مختصر تعارف..... غرض اس کذاب شخص کو ڈیروی صاحب نے اپنا امام قرار دیا ہے (نور العینین ص 24 طبع اول وص 39 طبع دوم)

الجواب: علامہ ذھبیؒ لکھتے ہیں قلت کان اخباریا علامۃ (میزان ص 324 ج 4) میں ذھبیؒ کہتا ہوں کہ یہ اخباری خبر دینے والے علامہ تھے = تو مورخ ہونے کے لحاظ سے امام ہے اور اس نے حضرت ابوقتادہ کی تاریخ وفات صحیح نقل کی ہے شمس العلیٰ بجواب شمس الضحیٰ میں ابوقتادہ کی وفات کی تحقیق ملاحظہ ہو = نیز اسی کتاب سرور العینین میں عبدالحمید بن جعفر کی روایت کی تحقیق ملاحظہ ہو۔

آٹھواں مغالطہ: ڈیروی صاحب نے لکھا ہے ابن جریج ایک راوی ہے (نور العینین ص 24 طبع اول وص 4 طبع دوم)

الجواب: اس کی بحث اسی کتاب میں حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت کے تحت ہو چکی ہے

نواں مغالطہ: ڈیروی صاحب مزید لکھتے ہیں مثلاً مسند (ابی حنیفہ ص 355 ج 1) جو روایت آئی ہے اس میں بھی عاصم بن کلیب نہیں بلکہ اس کی سند اس طرح ہے ابوحنیفہ عن حماد عن ابراہیم عن الاسود ان عبداللہ بن مسعود (پھر حافظ زبیر علیزئی نے) مسند ابو حنیفہ کے ایک راوی ابو محمد عبداللہ بن محمد یعقوب الحارثی البخاری التوفی 340ھ پر جرح کی ہے۔

الجواب: راقم الحروف نے نور الصباح حصہ اول کے ص 156 میں مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوری غیر مقلد اور قاضی شوکانی غیر مقلد کے حوالے سے وان کان فیہ المقال المعروف فقد شد من عضدہ ما ذکرناہ فیصلح بعد ذالک للاحتجاج بہ اور اگر چہ مسند حارثی میں مشہور کلام ہے لیکن اس کے بازو کو مضبوط کر دیا ہے جو ہم نے ذکر کیا ہے پس اس کے بعد یہ احتجاج کی صلاحیت رکھتا ہے = تو بطور تائید کہ یہ مسند حارثی کا حوالہ درست ہے

دسواں مغالطہ: ڈیروی صاحب آنکھوں میں دھول جھونکتے ہوئے لکھتے ہیں محمد بن ابی لیلیٰ..... پھر بھی جمہور کے ہاں صدوق اور ثقہ ہیں (ص 164) جواب آپ میری اس کتاب میں ملاحظہ فرماویں ابن ابی لیلیٰ کو 31 محدثین نے ضعیف وغیرہ قرار دیا ہے اور صرف 7 سے اس کی توثیق ملتی ہے 31 کی بات جمہور ہے یا 7 کی (نور العینین ص 43)

الجواب: ابن ابی لیلیٰ کی سند سے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مرفوعاً حدیث آتی

ہے لا ترفع الایدی الا فی سبع مواطن۔ تو اس حدیث کے متعلق غیر مقلدین حضرات کے نواب صدیق حسن خان صاحب مرحوم لکھتے ہیں من حدیث ابن عباس بسند جید.... قال الهیثمی فی مجمع الزوائد فی الاسناد الاول محمد بن ابی لیلیٰ و هو سیی الحفظ و حدیثه حسن ان شاء الله تعالیٰ (نزل الابرار با لعلم المأثور من الادعیة والاذکار ص 44) کہ حضرت ابن عباسؓ کی حدیث کی سند جید ہے اور علامہ ہیثمیؒ نے مجمع الزوائد میں فرمایا کہ پہلی سند میں محمد بن ابی لیلیٰ ہے اور وہ خراب حافظہ والا ہے اور حدیث اس کی حسن درجہ کی ہے انشاء اللہ تعالیٰ راقم الحروف نے نور الصباح حصہ اول ص 165 میں لکھا تھا کہ محدث منذریؒ الترغیب والترهیب جلد 5 ص 535 طبع مصر بابی حلبی میں لکھتے ہیں الانصاری الکوفی صدوق امام ثقة ردئ الحفظ کثیرا کذا قال الجمهور فیه الخ کہ محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ انصاری ہے کوفی ہے صدوق (سچا) ہے امام ہے ثقہ ہے حافظہ بہت خراب ہے جمہور محدثین کرامؒ کا یہی فیصلہ ہے۔ حافظ زبیر علیزئی صاحب نے 30 نمبر پر المنذری کا حوالہ میری کتاب سے یوں لیا ہے المنذری ثقه ردی الحفظ کثیرا کذاقال الجمهور فیه ترغیب ص 525 ج 5) بحوالہ ڈیروی ص 165 (نور العینین ص 81 طبع دوم) اس بد بخت غیر مقلد نے صدوق امام کے الفاظ درمیان سے کاٹ دیئے ہیں۔ اور تحریف اور خیانت کا ارتکاب کیا ہے۔ کیا اس عبارت کا مطلب یہی نہیں ہوتا کہ جمہور کے ہاں یہ راوی صدوق ہے امام ہے ثقہ ہے۔ پھر یہ طعنہ دینے کا کیا مطلب کہ محمد بن ابی لیلیٰ پھر بھی جمہور کے ہاں صدوق اور ثقہ ہے (نور العینین ۴۳) بے حیاء باش و ہر آنچہ خواہی کن: نور الصباح حصہ اول

۱۶۴ تا ۱۶۶ دوبارہ ملاحظہ کریں۔

گیارھواں مغالطہ: حافظ زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں ۱۸ اپرڈیروی صاحب سوار بن مصعب کی ایک روایت پیش کی ہے اور لکھا ہے غیر مقلدین حضرات کے محمد بن اسحٰق کذاب اور دجال کی روایت سے تو کسی طرح یہ کم نہیں جواب سب سے پہلے سوار بن مصعب کا تعارف ملاحظہ فرماویں (پھر زبیر علیزئی نے) سوار بن مصعب پر جرح نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اسے کسی نے بھی ثقہ یا صدوق وغیرہ نہیں کہا لہٰذا بالا جماع ضعیف ومتروک ہے اس کے برعکس حضرت امام بن اسحٰق الخ نور العینین ۴۳ تا ۴۴ طبع دوم)

الجواب: سوار بن مصعب بے شک بالاتفاق ضعیف ومتروک ہے لیکن دجال من الدجاجلۃ نہیں ہے کذاب مدلس نہیں ہے شیعہ بھی نہیں ہے تقدیر کا منکر نہیں ہے خارجی بھی نہیں علامہ ذھبیؒ ترجمہ ہشام بن حسان میں فرماتے ہیں **فالجمهور على انہ لا یحتج بہ** (میزان ص ۲۹۶ ج ۴) پس جمہور کا مذہب یہ ہے کہ ان دونوں ابن اسحٰق اور حجاج بن ارطات سے احتجاج نہ کیا جائے۔ معتزلی بھی نہیں زندیق بھی نہیں مرغ باز بھی نہیں۔ حدثنی واخبرنی کہنے کے باوجود تدلیس نہیں کرتا جبکہ محمد بن اسحٰق میں یہ صفات پائی جاتی ہیں مولانا محمد اعظم غیر مقلد گوجرنوالہ لکھتے ہیں محمد بن اسحٰق ضعیف ہے قال یحییٰ بن القطان اشھد ان محمد بن اسحٰق کذاب قال مالک دجال من الدجاجلۃ محمد بن اسحٰق جھوٹا اور دجال ہے (تعزیہ وماتم اور واقعہ کربلاء (ص ۳۰) راقم الحروف نے توضیح الکلام پر ایک نظر کے (ص ۲۸۳ تا ص ۳۰۳) میں ابن اسحٰق پر ایک مستقل

باب جرح کا قائم کیا ہے ملاحظہ ہو یہ ہے حافظ زبیر علیزئی کا حضرت امام محمد بن اسحٰق (سبحان اللہ) زبیر علیزئی کا ایک بھاری اعتراض حافظ زبیر علیزئی صاحب راقم الحروف کے متعلق لکھتا ہے جو شخص اپنی کتاب کے ص ۲۲۴ پر حجاج بن ارطات کو ضعیف، مدلس کثیر الخطاء اور متروک الحدیث کہتا ہو اور اپنی کتاب (ص ۱۶۷ تا ص ۱۶۸) پر اسی حجاج بن ارطات کی روایت پیش کر کے اسے صحیح قرار دیتا ہو علمی دنیا میں اسکا کیا مقام ہو سکتا ہے (نور العینین ص ۴۸ طبع دوم)

الجواب: جھوٹ بولنا گناہ ہے مگر غیر مقلد ثواب سمجھتے ہیں راقم الحروف نے حجاج بن ارطات کی روایت کے بعد مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری" غیر مقلد تحفۃ الاحوذی ص 223 ج 1، ص 245 ج 1) میں لکھتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے ایک شخص کو نماز میں دعاء مانگتے ہوئے رفع الیدین کرتے دیکھا تو فرمایا کہ جناب رسول اللہ ﷺ تو نماز میں رفع الیدین نہ کرتے تھے حتیٰ کہ نماز سے فارغ ہو جاتے اس کو طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں اس صحیح حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نماز میں بالکل رفع الیدین نہ کرتے تھے (نور الصباح ص 168) اب یہ طبرانی کی حدیث کے متعلق صحیح حدیث کہا گیا ہے۔ جس کے تمام راوی ثقہ ہیں یا حجاج بن ارطات کی روایت کو صحیح حدیث کہا گیا ہے دھوکہ باز خائن جھوٹے غیر مقلد ہر دور میں موجود ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی شرارتوں سے مسلمانوں کے ایمان کو محفوظ رکھے (آمین)

غیر جانب دارانہ تحقیق: حافظ زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں مثلاً رفع الیدین کے

حق میں دو روایتوں کو پیش نہیں کیا گیا۔

1. حضرت جابرؓ سے منسوب حدیث یہ حدیث امام حاکم کی کتاب معرفۃ علوم الحدیث ص 121 پر موجود ہے اس کے سارے راوی ثقہ ہیں مگر علت یہ ہے کہ ابوالزبیر اسے جابر سے عن کے ساتھ روایت کر رہے ہیں ابوالزبیر جمہور محدثین کی تحقیق کے مطابق مدلس ہیں لہٰذا ان کی یہ معنعن روایت ضعیف ہے۔

2. حضرت انسؓ سے منسوب حدیث یہ امام ابویعلیٰ الموصلی کی مسند (ص 424 ج 6 تا ص 425 رقم 379) میں موجود ہے اس کے سارے راوی ثقہ ہیں اس میں علت یہ ہے کہ حمید الطویل اسے حضرت انس سے عن کے ساتھ روایت کر رہے ہیں حمید الطویل مدلس ہیں لہٰذا ان کی یہ معنعن روایت ضعیف ہے (نور العینین ص 48 تا ص 49) حافظ زبیر علیزئی صاحب ابوالزبیر کی یہ معنعن روایت ضعیف ہے پر حاشیہ لگاتے ہیں اس تحقیق کے کافی عرصہ بعد ابوالعباس محمد بن اسحٰق الثقفی السراج النیسا بوری کی المسند (قلمی مصور) میں ابوالزبیر کے سماع کی تصریح مل گئی ص 25 لہٰذا یہ حدیث بھی صحیح ہے والحمدللہ (مصنف) حاشیہ نور العینین ص 49 طبع دوم) اس حدیث کے سارے راوی ثقہ نہیں ہیں ابوحذیفہ موسیٰ بن مسعود النہدی ضعیف ہے اور ابراہیم بن طہمان بھی متکلم فیہ ہے نور الصباح ص 213 تا ص 215 حصہ اول دیکھیں) حافظ زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں ثوری مدلس ہیں اور ابن ادریس مدلس نہیں ہیں۔ ابن ادریس بالا جماع ثقہ ہے ایک جماعت ان کی متابع ہے (نور العینین ص 47 طبع دوم)

الجواب: ثوریؒ بعض کے ہاں مدلس ہیں لیکن طبقہ ثانیہ کے مدلس جن کی تدلیس مضر نہیں ثوریؒ بھی بالا جماع ثقہ ہیں ایک جماعت عبداللہ بن ادریس کی متابع ہے یہ بالکل غلط ہے ابن ادریس اکیلا ہے حافظ زبیر علیزئی ابن ادریس کی ایک جماعت سے متابعت ثابت نہیں کر سکتے؟ نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے۔ یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں۔

حمیدی اور حدیث رفع الیدین: حافظ زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں مسند الحمیدی کو اس کے معلق حبیب الرحمٰن اعظمی دیوبندی ہندوستانی نے نسخہ دیوبندیہ و ہندوستانیہ سے شائع کیا ہے اس کی تائید نسخہ سعیدیہ اور نسخہ عثمانیہ سے مدد لی ہے (مقدمہ مسند الحمیدی ص 3-2) نسخہ سعدیہ کی تاریخ نوشت 1311ھ نسخہ دیوبندیہ کی تاریخ نوشت 1324ھ نسخہ عثمانیہ کی تاریخ نوشت 1159ھ سے پہلے کی ہے (ایضاً) اعظمی ہندوستانی دیوبندی نے نسخہ دیوبند کو اصل بنایا ہے (ایضاً ص 3) مسند حمیدی کا ایک دوسرا نسخہ بھی ہے جسے نسخہ ظاہریہ کہتے ہیں (مقدمہ ص 25-4) یہ نسخہ شام میں ہے اور اس کی تصاویر مکہ مکرمہ وغیرہ میں ہیں نسخہ ظاہریہ کی تاریخ نوشت 689ھ (مقدمہ مسند الحمیدی ص 19) نور العینین ص 49 طبع دوم)۔ حافظ زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں مکتبہ ظاہریہ کے مسند الحمیدی کے قدیم مخطوطے میں یہ حدیث علی الصواب (رفع الیدین عندالرکوع وبعدہ کے اثبات کے ساتھ) موجود ہے

2. اس حدیث کے مرکزی راوی امام سفیان بن عیینہ سے رکوع سے پہلے اور بعد والا رفع الیدین باسند صحیح ثابت ہے (نور العینین ص 70 طبع دوم) نیز حافظ صاحب

موصوف لکھتے ہیں عصر حاضر سے پہلے کسی حنفی نے اس روایت کو اپنے استدلال میں پیش نہیں کیا۔ سفیان بن عیینہؒ سے رفع الیدین کا اثبات بالتواتر ہے (نور العینین ص 208) طبع دوم۔

الجواب:۔ دیوبند شریف کا نسخہ اور خانقاہ سراجیہ کندیاں ضلع میانوالی کا قلمی نسخہ میں اور ہندوستانی نسخوں میں یہ حدیث ترک رفع الیدین میں مروی ہے۔ مسند حمیدی قلمی نسخہ دیوبند شریف کا ص 76 و نسخہ قلمی خانقاہ سراجیہ کندیاں ضلع میانوالی کا ص 79 ہے۔

اس کی فوٹو کاپی حاضر خدمت ہے۔

مسند ابی بکر عبد اللہ بن الزبیر بن عیسی الحمیدی رحمہ اللہ تعالی

عبد الله بن دينار عن ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم بمثله حدثنا الحميدي قال ثنا سفيان قال ثنا
اسمعيل بن ابي امية والوليد بن كثير عن نافع عن ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم مثله حدثنا الحميدي
قال ثنا سفيان قال ثنا الزهري عن سالم عن ابيه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان بلالا يؤذن
بليل فكلوا واشربوا حتى تسمعوا اذان ابن ام مكتوم حدثنا الحميدي قال ثنا سفيان قال ثنا الزهري
عن سالم عن ابيه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اذا استأذنت احدكم امرأته الى المسجد فلا يمنعها
قال سفيان نرى انه بالليل حدثنا الحميدي قال ثنا سفيان قال ثنا الزهري وحفظته وما سمعه احد
قال اخبرني سالم بن عبد الله عن ابيه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من باع عبدا وله مال
فماله للبائع الا ان يشترط المبتاع حدثنا الحميدي قال ثنا سفيان قال ثنا الزهري قال اخبرني سالم
بن عبد الله عن ابيه قال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا افتتح الصلوة رفع يديه حذو
منكبيه واذا اراد ان يركع وبعد ما يرفع راسه من الركوع ولا يرفع بين السجدتين حدثنا
الحميدي قال ثنا سفيان قال ثنا الوليد بن مسلم قال سمعت زيد بن واقد [illegible] نافع عن [illegible]
ابن عمر كان اذا ابصر رجلا يصلي لا يرفع يديه كلما خفض ورفع حصبه حتى يرفع يديه حدثنا
الحميدي قال ثنا سفيان قال ثنا الزهري قال اخبرني سالم عن ابيه قال رأيت رسول الله صلى الله [illegible]
اذا جد به السير جمع بين المغرب والعشاء حدثنا الحميدي قال ثنا سفيان قال ثنا الزهري قال [illegible]
عن ابيه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا حسد الا في اثنين رجل آتاه الله القرآن
فهو يقوم به آناء الليل وآناء النهار ورجل آتاه الله مالا فهو ينفق منه آناء الليل [illegible]
حدثنا الحميدي قال ثنا سفيان قال ثنا الزهري عن سالم بن عبد الله عن ابيه قال قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم لا تتركوا النار في بيوتكم حين تنامون حدثنا الحميدي قال ثنا سفيان قال ثنا
الزهري عن سالم عن ابيه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال خمس من الدواب لا جناح
في قتلهن على من قتلهن في الحل والحرم الغراب والحدأة والعقرب والفارة والكلب العقور
فقيل لسفيان ان معمرا يرويه عن الزهري عن عروة عن عائشة فقال حدثنا والله الزهري عن سالم
عن ابيه ما ذكر عروة عن عائشة حدثنا الحميدي قال ثنا سفيان قال ثنا الزهري عن سالم عن
ابيه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اقتلوا الحيات وذا الطفيتين والابتر فانهما يلتمسان
البصر ويسقطان الحبل قال وكان عبد الله يقتل كل حية وجدها فأبصره ابو لبابة او زيد
ابن الخطاب وهو يطارد حية فقال انه قد نهي عن ذوات البيوت قال سفيان كان الزهري ربما
يقول فيه زيد او ابو لبابة حدثنا الحميدي قال ثنا سفيان قال ثنا الزهري عن سالم عن ابيه
ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال الشؤم في ثلاث في الفرس والمرأة والدار فقيل لسفيان [illegible]
يقولون فيه عن حمزة قال سفيان ما سمعت الزهري ذكر في هذا الحديث حمزة قط حدثنا
الحميدي قال ثنا سفيان قال ثنا الزهري عن سالم عن ابيه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى
عن بيع الثمر حتى يبدو صلاحه ونهى عن بيع الثمر بالتمر قال ابن عمر واخبرني زيد [illegible]
ان رسول الله صلى الله عليه وسلم رخص في بيع العرايا حدثنا الحميدي قال ثنا سفيان قال [illegible]
الزهري عن سالم عن ابيه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال يهل اهل المدينة من ذي
الحليفة ويهل اهل الشام من الجحفة ويهل اهل نجد من قرن قال قال ابن عمر وذكر لي ولم اسمعه
ان رسول الله صلى الله عليه وسلم ويهل اهل اليمن من يلملم حدثنا الحميدي قال ثنا سفيان قال
ثنا الزهري عن سالم بن عبد الله عن ابيه قال سمع النبي صلى الله عليه وسلم عمر وهو يحلف بابيه [illegible]

١١١

پہلے نوٹ کی کس قوت سے تردید ہو جاتی ہے۔ فوٹو میں نیچے سے پانچویں حدیث کے آخر میں
[illegible]
التسخ ثابت ہے یا نہیں۔

[illegible]

احاديث عبد الله بن عمر بن الخطاب حدثنا [illegible]

[illegible]

باقی نسخہ ظاہر یہ جو شام میں ہے فلا یرفع نہیں ہے تو نسخہ ظاہر یہ غیر مقلدین کا ہے پھر یہ کوئی صحیفہ آسمانی نہیں کہ اس میں غلطی وتحریف واقع نہ ہو سکے (کامل ابن عدی ص1582 ج4) کے نسخہ ظاہر یہ میں تحریف وتصحیف ہوئی ہے عبدالرحمٰن کی بجائے عبدالرحیم لکھا گیا ہے چنانچہ محشی لکھتے ہیں فی نسخة الظاهرية عبدالرحيم و هو تصحيف (حاشیہ کامل ابن عدی) اور نسخہ طبرانی کبیر کے نسخہ ظاہر یہ میں تحریف ہوئی ہے المغیرۃ بن ابی رافع کے بجائے المعتمر بن ابی رافع لکھا گیا ہے چنانچہ معلق صاحب لکھتے ہیں وفی نسختی الظاهرية عن المعتمر بن ابی رافع وهو خطاء (تعلیق طبرانی ص322 ج1) ظاہر یہ کے نسخہ میں عن المعتمر بن ابی رافع لکھا گیا جو کہ خطاء ہے اسی طرح کتاب الضعفاء والمتروکین لدار قطنی ص162 طبع بیروت نمبر 521 کے تحت موسیٰ بن عمیر العنبری عن عبدالجبار و ابن وائل بن حجر۔ وابن وائل پر محشی ومعلق صبحی البدری السامرائی لکھتے ہیں تحرفت فی نسخة الظاهرية الى (و ابى) وهو خطاء (3 حاشیہ) کہ نسخہ ظاہر یہ میں تحریف ہوئی ابن وائل کے بجائے ابی وائل کی طرف اور وہ غلطی وخطاء ہے۔ تو ظاہر یہ کے نسخوں میں بھی تحریف واقع ہو چکی ہے۔ تو یہاں بھی مشہور روایت کہ بناء پر ظاہر یہ میں تحریف کی گئی ہو تو کون سی بڑی بات ہے۔ باقی رہی یہ بات کہ اب تک کسی حنفی نے مسند حمیدی کا حوالہ ترک رفع الیدین میں ذکر نہیں کیا۔ تو جواباً عرض ہے کہ کیا کسی شافعی یا حنبلی نے مسند کا حوالہ رفع الیدن میں پیش کیا ہے یہ تو وسعت علمی کی بات ہے کتابوں کے طبع ہونے پر معلومات بڑھتی ہیں۔ باقی رہی یہ بات کہ امام سفیان بن عیینہؒ سے رفع الیدین کرنا متواتر ہے تو یہ بات غلط ہے حافظ ابن عبدالبرؒ نے اپنی سند سے امام احمدؒ

سے نقل کیا ہے قال وكان يحى ابن سعيد و ابن عليته و يزيد بن هارون يرفعون قال وكان ابن عيينة ربما فعله و ربما لم يفعله (التمہید ابن عبدالبر ص226 ج9) کہ یحییٰ بن سعید وابن علیہ ویزید بن ہارون رفع الیدین کرتے تھے اور سفیانؒ بن عیینہ کبھی رفع الیدین کرتے اور کبھی رفع الیدین نہ کرتے۔ تو حضرت سفیانؒ بن عیینہ کبھی رفع الیدین نہیں کرتے تھے اسی ترک کی روایت کی بناء پر نہیں کرتے تھے۔

ایک بہت بڑی بھاری دلیل: مولانا بدیع الدین سندھی غیر مقلد لکھتے ہیں کان البخاری اذا وجد الحديث عنده لا يخرجه الى غيره من الثقة كما فى (التهذيب ص216 ج5، جلاء العینین ص28) مولانا مبارک پوری مرحوم لکھتے ہیں كان البخارى اذا وجد الحديث عندالحميدى لا يعدوه الى غيره كذا فى التقريب (تحفۃ الاحوذی ص269 ج3) امام بخاریؒ جب حدیث کو اپنے استاد امام حمیدیؒ سے پا لیتے تو اس سے آگے نہ بڑھتے تھے جیسا کہ تقریب ابن حجر میں مذکور ہے۔ معلوم ہوا کہ امام حمیدیؒ نے حضرت ابن عمرؓ کی حدیث ترک رفع الیدین میں بیان کی ہے جو کہ امام بخاریؒ کے خلاف تھی اس لئے امام بخاریؒ نے اپنی کسی تصنیف میں امام حمیدیؒ کی بیان کردہ حدیث کو ذکر نہیں کیا ورنہ تو بخاری شریف کی پہلی حدیث امام حمیدیؒ سے مذکور ہے۔ حافظ زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں اس تحقیق کے بعد المستخرج لابی نعیم الا صبهانی (ص12 ج2) دیکھنے کا موقعہ ملا وہاں بھی روایت مسند حمیدی کی سند کے ساتھ منقول ہے جس میں اثبات رفع

الیدین ہے نفی نہیں و الحمد للہ فوٹو سٹیٹ آخر میں ملاحظہ فرمائیں (نور العینین ص 71 طبع دوم)

الجواب: نور العینین طبع اول کے آخر میں تو الی التأسیس کی فوٹو کاپی لگائی تھی وہ حمیدیؒ کی روایت محمد بن ادریس الشافعیؒ سے ہے نہ کہ ابن عیینہ سے دوسری بات یہ ہے کہ اس کی سند میں ابوطاہر عبدالغفار بن محمد بن جعفر ہے روی عن ابی بکر الصواف قال الخطیب کتبته عنه و سالته عن مولده فقال فی ذی الحجة سنة خمس و اربعین و ثلاث مائة و توفی ربیع الاول سنة ثمان و عشرین و اربعمائة قال و سمعت الصوری . یغمزه و یذکره بما یوجب ضعفه (لسان المیزان ص 43 ج 4) اس راوی نے ابوبکر الصواف سے روایت کی ہے خطیب بغدادیؒ نے کہا کہ میں نے اس راوی سے لکھا ہے اور اس کی ولادت کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا ذوالحجہ 345ھ میں ہوئی ہے اور اس راوی نے وفات بھی 428ھ میں پائی ہے اور میں نے محدث صوریؒ سے سنا وہ اس پر اعتراض کرتا تھا اور اس کو ایسے الفاظ سے ذکر کرتا تھا جو موجب ضعف ہیں۔ اس سند کے اور راوی بھی قابل تحقیق ہیں کہ وہ کیسے ہیں۔ معلوم ہیں یا مجہول۔ باقی رہا المستخرج علی صحیح مسلم لابی نعیم اصبہانی تو اس کا فوٹو کتاب کے آخر میں ہے تو اس کی کئی سندیں ہیں صرف حمیدیؒ کی سند نہیں ہے۔ اس میں تحریف کا قوی امکان ہے کیوں کہ حلیۃ الاولیاء 197 ج 3) لابی نعیم میں حضرت امام اعظم اور امام جعفر صادق " کا مکالمہ ہے ۔ اول من قاس ابلیس (الیٰ) اتق الله و لا تقس الدین برأیک. پہلے پہل

جس نے قیاس کیا ابلیس نے کہا اللہ تعالیٰ سے ڈر جاؤ اور دین میں رائے اور قیاس کو دخل نہ دے۔ اس کی دو سندیں ہیں ایک سند یوں ہے حدثنا حسن بن محمد حدثنا عمرو بن جمیع قال دخلت علی جعفر بن محمد وابن ابی لیلیٰ و ابو حنیفه (حلیۃ الاولیاء ص 196 ج 3) اس سند میں عمرو بن جمیع کذاب ووضاع واقع ہے اور سند جھوٹی ہے (میزان ص 251 ج 3 لسان ص 358 ج 4 کامل ابن عدی ص 1764 ج 5) دوسری سند یوں ہے وحدثنا محمد بن علی بن جیش حدثنا احمد بن زنجویه حدثنا هشام بن عمار حدثنا محمد بن عبدالله القرشی بمصر ثنا عبدالله بن شبرمة قال دخلت انا و ابن ابی لیلیٰ و ابو حنیفة وقال لابن ابی لیلیٰ الخ (حلیۃ الاولیاء ص 196 ج 3) میں پیش کی ہے اب سند میں ابونعیم نے تحریف کر دی ہے اصل سند ابن حزم نے الاحکام لابن حزم جلد 8 ص 34 میں پیش کی ہے حدثنا علی بن عبدالعزیز حدثنا ابوالولید القرشی حدثنا محمد بن عبداللہ بن بکار القرشی حدثنا سلیمان بن جعفر حدثنا محمد بن یحییٰ الربعی عن ابن شبرمة انا جعفر بن محمد بن علی بن الحسین قال لابی حنیفۃ الخ اور خطیب بغدادیؒ نے بھی شرف اصحاب الحدیث ص 46 میں ابن حزمؒ کی سند کے ساتھ ملتی جلتی سند پیش کی ہے۔ اب ابوالولید القرشی کو جو کذاب راوی ہے (تاریخ بغداد ص 241 تا ص 243) اس کو ابوالولید السلمی ہشام بن عمار بنا دیا ہے جو متکلم فیہ راوی ہے پھر محمد بن عبداللہ القرشی جو کہ مجہول راوی ہے اس کے درمیان اور ابن شبرمہ کے درمیان حدثنا سلیمان بن جعفر حدثنا محمد بن یحییٰ الربعی سند کو کاٹ دیا ہے جو کہ مجہول راوی ہیں اتنی تحریف کی ہے کہ خدا پناہ دے تو ابونعیم سے کیا توقع کی جا سکتی ہے کہ اس نے حمیدیؒ سے روایت

صحیح بیان کی ہے ہرگز نہیں

2. ابونعیم اصبہانی نے اپنی کتاب الضعفاء ص 154 پر امام ابوحنیفہؒ کا ترجمہ نقل کیا ہے قال بخلق القرآن و استتیب من کلامه الردی غیر مرة کثیر الخطاء و الاوھام ۔کہ امام ابوحنیفہؒ قرآن مجید کے مخلوق ہونے کا قائل تھا اور ردی کلام سے کئی مرتبہ ان کو توبہ تائب کرا گیا کثیر الخطاء والاوھام ہے۔ یہ ابونعیم نے غلط بات کی ہے کہ امام ابوحنیفہؒ خلق قرآن کے قائل تھے چنانچہ امام بیہقیؒ کتاب الاسماء والصفات ص 251 میں لکھتے ہیں محمد سابق یقول سألت ابا یوسف فقلت اکان ابو حنیفه یقول القرآن مخلوق قال معاذ الله ولا انا اقوله فقلت اکان یری رأی جهم قال معاذ الله ولا انا اقوله رواته ثقات ۔محمد بن سابق فرماتے ہیں میں نے امام ابویوسفؒ سے سوال کیا کیا امام ابوحنیفہؒ قرآن مجید کو مخلوق کہتے ہیں تو انہوں نے فرمایا معاذ اللہ اور نہ میں کہتا ہوں پھر میں نے کہا کہ کیا امام ابوحنیفہؒ جہم بن صفوان کی رائے رکھتے تھے تو انہوں نے فرمایا معاذ اللہ اور نہ میں رکھتا ہوں اس قول کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ امام بیہقیؒ کتاب الاسماء والصفات 251 میں لکھتے ہیں۔ امام ابویوسفؒ فرماتے ہیں کلمت ابا حنیفة سنة جرداء فی ان القرآن مخلوق ام لا فاتفق رائیه و رأیی علی من قال القرآن مخلوق فهو کافر قال ابو عبدالله رواة هذا کلهم ثقات. میں نے امام ابو حنیفہؒ سے پورا سال مکالمہ کیا کہ کیا قرآن مجید مخلوق ہے یا نہ پس ان کی اور میری رائے اس بات پر متفق ہوگئی کہ جو شخص قرآن مجید کو مخلوق کہتا ہے وہ کافر ہے امام حاکمؒ ابوعبداللہ فرماتے ہیں اس روایت کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ باقی اعتراض ابونعیم کا امام

ابوحنیفہؒ پر ردی وفضول ہے۔ حافظ ابن طاہر المقدسیؒ فرماتے ہیں۔ اسخن الله عین ابی نعیم یتکلم فی ابی عبدالله ابن مندة و قد اجمع الناس علی امامته و یسکت عن لاحق و قد اجمع الناس علی کذبه (لسان المیزان ص 201 ج 1) کہ اللہ تعالیٰ ابونعیم کی آنکھ کو آگ میں جلائے یہ محدث ابی عبداللہ بن مندہ پر کلام کرتا ہے حالانکہ لوگوں کا اس کی امامت پر اجماع ہو چکا ہے اور سکوت کرتا ہے لاحق سے جس کے کذب پر لوگوں کا اجماع ہو چکا ہے۔

مسند ابوعوانہ اور حدیث رفع الیدین: مولانا سید بدیع الدین سندھی غیر مقلد نے ابوعوانہ کے نسخہ کی عبارت و اذا اراد ان یرکع و بعد ما یرفع رائسه من الرکوع لایر فعهما نقل کیا ہے اور اس نسخہ کو صحیح قرار دیا اور اس طرح دار المعرفۃ بیرون لبنان سے مطبوعہ نسخہ بتحقیق ایمن بن عارف الدمشقی نے مسند ابوعوانہ ص 432 ج 1 میں و اذا اراد ان یرکع و بعد ما یرفع رائسه من الرکوع لایر فعهما کے الفاظ سے نقل کیا ہے اس کی فوٹو کاپی لگائی جا رہی ہے

مُسْنَدُ أَبِي عَوَانَة

لِلإِمَامِ الجَلِيلِ أَبِي عَوَانَة يَعْقُوبَ بْنِ إِسْحَاق
الأَسْفَرَايِينِيِّ المُتَوَفَّى ٣١٦هـ
رَضِيَ اللهُ عَنْه

تَحْقِيق
أَيْمَنُ بْنُ عَارِفٍ الدِّمَشْقِيِّ

الجُزْءُ الأَوَّل

دَارُ المَعْرِفَة
بَيْرُوت. لُبْنَان

[١٥٦٩] حدثنا عمار بن رجاء قال : ثنا الحفري قال : ثنا زائدة عن المختار ، عن أنس قال : ما صليت مع أحد أتم صلاة وأوجز من النبي ﷺ .

[١٥٧٠] حدثنا عبيد الله بن سعيد بن كثير بن عفير قال : ثنا أبي قال : ثنا سليمان بن بلال قال : حدثني شريك بن عبد الله بن أبي نمر عن أنس بن مالك أنه قال : ما صليت وراء إمام قط أخف صلاة ولا أتم من رسول الله ﷺ وإن كان ليسمع بكاء الصبي فيخفف مخافة أن تفتن أمه[١] .

[١٥٧١] حدثنا يونس بن حبيب قال : ثنا أبو داود قال : ثنا حماد بن سلمة عن ثابت ، عن أنس قال : ما صليت خلف أحد أخف صلاة من رسول الله ﷺ في تمام ، وكانت صلاة أبي بكر متقاربة . فلما كان عمر مدَّ في الفجر[٢] .

٣٧- بيان رفع اليدين في افتتاح الصلاة قبل التكبير بحذاء منكبيه وللركوع ولرفع رأسه من الركوع ، وأنه لا يرفع بين السجدتين

[١٥٧٢] حدثنا عبد الله بن أيوب المخرمي وسعدان بن نصر وشعيب بن عمرو في آخرين قالوا : ثنا سفيان بن عيينة عن الزهري ، عن سالم ، عن أبيه قال : رأيت رسول الله ﷺ إذا افتتح الصلاة رفع يديه حتى يحاذي بهما وقال بعضهم : حذو منكبيه ، وإذا أراد أن يركع ، وبعد ما يرفع رأسه من الركوع ، لا يرفعهما - وقال بعضهم : ولا يرفع بين السجدتين[٣] . والمعنى واحد .

[١٥٧٣] حدثنا الربيع بن سليمان عن الشافعي ، عن ابن عيينة بنحوه : ولا يفعل ذلك بين السجدتين .

[١٥٧٤] حدثني أبو داود قال : ثنا علي قال : ثنا سفيان : ثنا الزهري : أخبرني سالم عن أبيه قال : رأيت رسول الله ﷺ بمثله[٤] .

(١) مسلم (٤٦٩ / ١٩٠) من طريق شريك به .
(٢) مسلم (٤٧٣ / ١٩٦) من طريق حماد بن سلمة به .
(٣) مسلم (٣٩٠ / ٢١) من طريق سفيان به .
(٤) انظر الحديث السابق .

بسم اللہ الرحمن الرحیم

واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا

بانی ◄ مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ

ہفت روزہ

الاعتصام

لاہور

پاکستان

جماعت اہل حدیث کا ترجمان اور مسلک اہل حدیث کا داعی

جلد نمبر ۴۴ ‖ جمعۃ المبارک : ۲ محرم الحرام ۱۴۱۳ھ ۳ جولائی ۱۹۹۲ء ‖ شمارہ نمبر ۲۷

مندرجات

اداریہ	۳
احکام و مسائل	۴
عاشورۂ محرم	۷
شیعہ سنی اختلافات	۱۳
تحقیق و تنقید	۱۹
پردہ اٹھتا ہے	۲۰
میاں عبد المجید صاحب کا انتقال	۲۳
اطلاعات و اعلانات	۲۶

... الصلاة ○ حدثنا [illegible]

[illegible] حدثنا [illegible]

[illegible] حدثنا [illegible]

[illegible] حدثنا [illegible]

[illegible] حدثنا [illegible]

[illegible] ○ حدثنا [illegible]

حدثنا [illegible]

بيان رفع اليدين في افتتاح الصلاة

[illegible]

حدثنا [illegible]

[illegible]

حدثنا [illegible]

[illegible] حدثنا [illegible]

حافظ زبیر علیزئی نے (نورالعینین ص72 طبع دوم) مسند ابوعوانہ کا جو قلمی نسخہ پیش کیا ہے اس میں واذا اراداان یرکع و بعد مایرفع رائسہ من الرکوع فلا یرفعھما مذکور ہے ف کا لڑالا کیساتھ ملا ہوا ہے۔ اور الاعتصام ہفت روزہ ۲ محرم الحرام ۱۴۰۳ھ / ۳۱ جولائی ۱۹۹۲ء ص ۲۱ میں مولانا محمد ایوب اثری حیدرآباد سندھ نے جو مسند ابوعوانہ قلمی پیر جھنڈا کا نسخہ پیش کیا ہے اسمیں فلا یرفعھما صراحۃً نظر آرہا ہے اسکی فوٹو کاپی بھی ملاحظہ کریں۔ ع۔ حق کا بول بالا جھوٹ کا منہ کالا۔

لاترفع الایدی والی روایت: حد ثنا محمد بن عثمان بن ابی شیبہ حدثنا محمد بن عمران بن ابی لیلیٰ حدثنا ابی ابن ابی لیلیٰ عن الحکم عن مقسم عن ابن عباس ؓ عن النبی ؐ قال لا ترفع الا یدی الا فی سبع مواطن حین یفتح الصلوۃ و حین ید خل المسجد الحرام فینظر الی البیت و حین یقوم علی الصفا وحین یقوم علی المروۃ ویقف مع الناس عشیۃ عرفتہ و بجمع و المقامین حین یرمی الجمرۃ (طبرانی کبیر ص385 ج11 طبرانی طبع دوم ص305 ج 11) حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ رفع الیدین نہ کیا جائے مگر سات مقامات میں جس وقت نماز شروع کی جائے اور جس وقت مسجد حرام میں داخل ہو پس بیت اللہ پر نظر پڑے اور جس وقت پہاڑی صفا پر اور مروہ پر کھڑا ہو۔ اور جس وقت عرفہ کی شام کو لوگوں کے ساتھ کھڑا ہو اور مزدلفہ میں کھڑا ہو اور دو مقام رمی الجمار کرنے کے لئے۔ موقوف روایت: حدثنا ابو بکر قال حد ثنا ابن فضیل عن ابن ابی

لیلیٰ عن الحکم عن مقسم عن ابن عباس ؓ قال لا ترفع الایدی الا فی سبعمواضع اذا قمت الی الصلوٰۃ و اذا جئت من بلد و اذا رأیت البیت و اذا قمت علی الصفا والمروۃ و بعرفات و بجمع (ابن ابی شیبہ ص96 ج4 قسم دوم) اس کا ترجمہ مرفوع حدیث کی طرح ہے۔ موقوف روایت نمبر 2: حدثنا ابن فضیل عن عطاء عن سعید بن جبیر عن ابن عباس ؓ قال لا ترفع الا یدی الا فی سبع مواطن اذا قام الی الصلوۃ و اذا رای البیت و علی الصفا والمروۃ و بعرفات وبجمع و عند الجمار (مصنف ابن شیبہ ص 236 تا ص237 ج1)

ترفع الایدی والی روایت: حدثنا احمد بن شعیب ابو عبدالرحمن النسائی انا عمرو بن یزید ابو یزید الجرمی حدثنا سیف بن عبیداللہ حدثنا ورقاء عن عطاء بن السائب عن سعید بن جبیر عن ابن عباس ؓ ان النبی ﷺ قال السجود علی سبعۃ اعضاء الیدین و القدمین والرکبتین و الجبھۃ ورفع الایدی اذا رائت البیت و علی الصفاء و المروۃ و بعرفۃ وبجمع و عند رمی الجمار و اذا اقیمت الصلوۃ (طبرانی کبیر ص452 ج11 طبع دوم ص358 ج 11) حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سجدہ سات اعضاء پر ہے دونوں ہاتھوں پر، دونوں قدموں پر دونوں گھٹنوں اور پیشانی پر اور رفع الیدین کرنا جب بیت اللہ شریف کو دیکھے اور پہاڑی صفا مروہ پر اور عرفتہ کے موقعہ پر اور مزدلفہ میں اور رمی الجمار کے

وقت اور جب نماز شروع کی جائے۔ اس حدیث کی سند میں عطاء بن السائب ہے جسکا آخری عمر میں حافظہ خراب ہوگیا تھا لیکن اس سے روایت کرنے والے ورقاء بن عمر ہیں جو امام شعبہؒ کے ہم عصر ہے اور امام شعبہؒ نے عطاء بن السائب سے تغیر حفظ سے پہلے سنا ہے پس یہ سند قوی ہے (نیل الفرقدین ص 119) اس کے علاوہ مختلط الحدیث راوی کی روایت متابعۃ سے بھی درست ہوجاتی ہے اور طبرانی کی پہلی روایت لاترفع الایدی والی میں حکمؒ عطاء بن السائب کے متابع ہیں اسی طرح موقوف روایت میں بھی حکمؒ عطاء بن السائب کے متابع ہیں۔ اعتراض: پہلی حدیث کی سند میں محمد بن ابی لیلیٰ ضعیف ہے اور الحکم مدلس ہے اور عمران بن ابی لیلیٰ مجہول الحال ہے صرف ابن حبان نے ثقہ کہا ہے (نور العینین ص 82)

الجواب: نواب صدیق حسن خان غیر مقلد لکھتے ہیں من حدیث ابن عباس بسند جید..... قال الهيثمی فی مجمع الزوائد فی الا سناد الاول محمد بن ابی لیلیٰ و هو سیی الحفظ و حدیثه حسن انشاء الله تعالیٰ (نزل الابرار ص 44) کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی کھری سند سے مروی ہے اور علامہ ہیثمیؒ نے فرمایا کہ پہلی سند میں محمد بن ابی لیلیٰ ہے جو کہ خراب حافظہ والا ہے اور حدیث اس کی حسن ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔ محدث منذریؒ لکھتے ہیں الا نصاری الکوفی صدوق امام ثقة ردی الحفظ کثیرا کذا قال الجمهور فیه الخ (الترغیب والترہیب ص 535 ج 5 طبع مصر بابی حلبی) یہ انصاری الکوفی ہے سچا ہے امام ہے ثقہ ہے حافظہ بہت خراب ہے جمہور محدثین کرامؒ نے یہی فیصلہ دیا ہے پھر یہ اکیلا

نہیں اور متابعات بھی اس کے موجود ہیں تو اس کی حدیث جید اور صحیح ہے۔ باقی رہی حکمؒ کی تدلیس کی بات تو حکمؒ طبقہ ثانیہ کا مدلس ہے جس کی تدلیس مضر نہیں۔ پھر اکیلا بھی نہیں دوسرے مقامات موجود ہیں اور عمران بن محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کو صرف ابن حبانؒ نے ہی ثقہ نہیں کہا بلکہ حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں مقبول من الثامنة (تقریب ص 225) کہ یہ آٹھویں طبقہ کا ہے اور مقبول ہے۔ مدونہ کبریٰ للما لکیہ عن ابن وهب و ابن القاسم عن مالک عن ابن شهاب عن سالم عن ابیه ان رسول اللهﷺ کان یرفع یدیه حذ و منکبیه اذا افتح الصلوٰۃ حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہﷺ رفع الیدین اپنے کاندھوں کے برابر اس وقت کرتے تھے جب نماز شروع کرتے۔ حافظ زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں اس روایت کو کسی مستند مالکی نے رفع الیدین کے خلاف پیش کیا اور نہ کوئی عقل مند اسے پیش کرسکتا ہے (نور العینین ص 74)

الجواب: مدونہ کبریٰ والوں نے یہ روایت دلائل ترک رفع الیدین میں بیان کی ہے اور یہ مالکیوں کی مستند کتاب ہے اس میں عبدالرحمٰن ابن القاسمؒ نے امام مالکؒ سے رفع الیدین تکبیر تحریمہ کے سوا ضعیف ہونا امام مالک سے نقل کیا ہے چنانچہ حافظ ابن عبدالبر المالکی لکھتے ہیں واختلف العلماء فی رفع الیدین فی الصلوٰۃ فروی ابن القاسم وغیرہ عن مالک انه کان رفع الیدین فی الصلوٰۃ ضعیفاً الا فی تکبیرة الاحرام وحدها وتعلق بهذه الروایته عن مالک اکثر المالکین. (التمہید ص 212 ج 9) اور علماء نے اختلاف کیا ہے نماز میں رفع

الیدین کے کرنے پر پس امام ابن القاسمؒ وغیرہ نے امام مالکؒ سے روایت کیا ہے ۔کہ امام مالکؒ نماز میں رفع الیدین کرنا ضعیف سمجھتے ہیں مگر تکبیر تحریمہ میں صرف اور اس روایت کے ساتھ اکثر مالکیوں نے تعلق پکڑا ہے ۔اور مدونہ کبری ص68ج1میں ہےقال مالک لا اعرف رفع الیدین فی شئی من تکبیر الصلوٰۃ لا فی خفض ولا فی رفع الا فی افتتاح الصلوٰۃ قال ابن القاسم و کان رفع الیدین عند مالک ضعیفاً الا فی تکبیر الاحرام ۔امام مالک نے فرمایا کہ رفع الیدین میں نہیں پہچانتا کسی شئی میں نماز کی تکبیر میں نہ نیچ میں نہ اونچ میں مگر نماز کی ابتداء میں ابن القاسم فرماتے ہیں کہ رفع الیدین کرنا امام مالکؒ کے ہاں ضعیف ہے مگر تکبیر تحریمہ میں عبداللہ بن عون الخراز والی روایت کا حال ۔حافظ زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں کہ ڈیروی کہتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ رفع الیدین اس وقت کرتے تھے جب نماز شروع کرتے پھر رفع الیدین کرنے کیلئے نہ لوٹتے تھے ۔اس روایت سے استدلال کئی لحاظ سے باطل ومردود ہے امام ابوعبداللہ الحاکم نے کہا ہذا باطل موضوع.....یہ روایت باطل موضوع ہے(نور العینین ص75)

الجواب: شیخ محمد عابد سندھیؒ محدث مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفاً و کرامۃ فرماتے ہیں قلت تضعیف الحدیث لا یثبت بمجرد الحکم وانما یثبت ببیان و جوہ الطعن فیہ و حدیث ابن عمر الذی رواہ البیھقی فی خلافیا تہ رجالہ رجال الصحیح فما اریٰ لہ ضعفا بعد ذالک اللھم الا ان

یکون راوی عن مالک مطعونا لکن الا صل العدم فھذا الحدیث عندی صحیح لا محالتہ (بحوالہ معارف السنن ص498ج2) میں عابد سندھی کہتا ہوں کہ حدیث کا ضعف ہونا محض کسی کے حکم لگانے سے ثابت نہیں ہوتا بلکہ اسباب جرح کے بیان کرنے سے ہوتا ہے اور یہ حدیث (ترک رفع الیدین) کی جو امام بیہقیؒ نے خلافیات میں حضرت ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے اس کے رجال صحیح (بخاری و مسلم کے ہیں) پس اس حدیث کا ضعف مجھے نظر نہیں آتا مگر یہ امام مالکؒ سے راوی مجروح ہو لیکن ایسا بھی نہیں پس یہ حدیث میرے نزدیک بالیقین صحیح ہے ۔اور اس حدیث کی سند بقول علامہ مغلطائی امام بیہقیؒ نے الخلافیات میں محمد بن غالب عن احمد بن محمد البرقی عن عبداللہ بن عون الخراز سے روایت کیا ہے علامہ البانیؒ غیر مقلد لکھتے ہیں قلت و ھذا سند ظاھرہ الجودۃ و قداغتر بہ بعض الحنفیۃ فقال الحافظ مغلطائی لاباس بسندہ (سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ والموضوعۃ ص347ج2) میں البانی کہتا ہوں کہ یہ سند ظاہراً کھری ہے اس لئے بعض حنفیہ دھوکہ کھا گئے ہیں پس حافظ مغلطائیؒ نے فرمایا کہ اس کی سند میں جرح نہیں ہے باقی اس سند میں حافظ مغلطائیؒ واقع نہیں ہے زبیر علیزئی اپنی بدفطرت کی بناء پر لکھتا ہے الکنجری کی عدالت نامعلوم ہے (نور العینین ص79) ہاں حافظ مغلطائی کی تردید یوں ممکن تھی کہ امام بیہقیؒ نے خلافیات میں محمد بن غالب عن احمد بن محمد بن البرقی عن عبداللہ بن عون الخراز کی سند سے یہ حدیث بیان کی ہے ۔مگر اس کے ثبوت یا تردید میں زبیر علیزئی خاموش ہیں زبان پر تالے لگے ہوئے اور قیامت تک انشاءاللہ زبان پر تالہ لگا رہے گا ۔باقی لفظ الکنجری نہیں بلکہ الکجری ہے جیسا کہ اکمال تھذیب الکمال

فی اسماء الرجال کے باہر والے ٹائٹل میں ہے۔

حضرت جابر بن سمرہؓ کی روایت کا حال: خرج علینا رسول اللہ ﷺ فقال مالی اراکم رافعی ایدکم کانہا اذناب خیل شمس اسکنوا فی الصلوٰۃ (صحیح مسلم ص 181 ج 1، نور الصباح ص 76 تا ص 77) حضرت جابرؓ بن سمرہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ گھر سے نکل کر ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ مجھے کیا ہو رہا ہے کہ میں تمہیں مست گھوڑوں کی طرح رفع الیدین کرتا دیکھ رہا ہوں جیسا کہ ان کی دمیں اٹھی ہوئی ہوتی ہیں نماز میں سکون کرو۔ اعتراض: حافظ زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں تمام محدثین کا اس پر اجماع ہے کہ اس حدیث کا تعلق تشہد کے ساتھ ہے.... مثلاً درج ذیل محدثین نے اس حدیث پر سلام کے ابواب باندھے ہیں (نور العینین ص 116 طبع دوم)

الجواب: یہ دو الگ الگ حدیثوں کو خلط ملط کر کے ایک حدیث بنانا درست نہیں ہے اس حدیث پر امام ابوداؤد نے یوں باب باندھا ہے باب النظر فی الصلوٰۃ (ابوداؤد ص 138 ج 1) امام عبدالرزاقؒ نے یوں باب باندھا ہے باب رفع الیدین فی الدعاء (مصنف عبدالرزاق ص 252 ج 2) اور امام بخاریؒ کے استاد ابوبکر بن شیبہ نے بھی اس پر باب من کرہ رفع الیدین فی الدعا کا باب باندھا ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، ص 486 ج 2) معلوم ہوا کہ اس حدیث سے اشارہ بوقت سلام مراد لینا درست نہیں ہے اور محدثین کا اس پر حقیقی اجماع نہیں بلکہ یہ حافظ زبیر علیزئی کا خالص جھوٹ ہے۔ اور قاضی عیاض المالکیؒ اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں۔ و قد

ذکر ابن القصار هذا الحديث حجة فی النهی عن رفع الایدی علی رواية المنع من ذالک جملة (لاکمال المعلم بفوائد مسلم ص 344 ج 2) اور بے شک المالکیؒ نے اس حدیث کو رفع الیدین نماز میں منع کرنے پر حجت کے طور پر پیش کیا ہے۔ مولانا تقی عثمانی سے گفتگو: مولانا عثمانی نے مدرسہ اشرف العلوم گوجرانوالہ میں جمعہ کی نماز پڑھائی تو ایک مجلس میں راقم الحروف کی موجودگی میں سید مشتاق علی شاہ صاحب نے مولانا تقی عثمانیؒ صاحب سے دریافت کیا کہ کیا وجہ ہے کہ آپ نے درس ترمذی میں حضرت جابرؓ بن سمرہ کی حدیث مالی اراکم رافع ایدیکم الخ سے ترک رفع الیدین پر استدلال نہیں کیا جبکہ علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے فتح الملہم شرح مسلم میں اس سے استدلال کیا ہے اور حافظ محمد حبیب اللہ ڈیروی نے نور الصباح میں اس سے استدلال کیا ہے تو مولانا تقی عثمانی نے فرمایا کہ علامہ انور شاہ صاحب دام مجدھم نے نیل الفرقدین میں اس سے استدلال نہیں کیا اگر آپ چند اکابر کی عبارات پیش کر دیں جنہوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے تو میں رجوع کر لوں گا اور آئندہ اس کو درس ترمذی میں بطور ترک رفع الیدین کی دلیل کے ذکر کروں گا اس سلسلہ میں اس مجلس والوں نے راقم الحروف حافظ محمد حبیب اللہ ڈیروی کو مقرر کیا کہ اکابر کی عبارات آپ پیش کریں گے۔ چنانچہ راقم الحروف نے پہلا خط جو مولانا تقی عثمانی صاحب کو بھیجا اس میں یہ عبارات تھیں:

(۱) فلا يرفع يديه عندا لركوع و لا عند الرفع منه و لا فی تكبيرات الجنائز بحديث ابی داؤد عن البراء بن عازب (الیٰ) و بحديث جابر ابن سمرة قال خرج علينا الخ (البحر الرائق ص 322 ج 1)

(۲) و عن جابر بن سمرة قال خرج علينا رسول الله ﷺ فقال مالی اراکم رافعی ایدیکم (تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق ص 120 ج 1)

(۳) ملا علی قاریؒ شرح نقایہ ص 78 ج 1 میں لکھتے ہیں رواہ مسلم و یفید النسخ

(۴) اور شرح مشکوۃ جو مرقات کے نام سے ملا علی قاریؒ نے لکھی ہے اس میں ہے و لیس فی غیر التحریمة رفع یدیه عندابی حنیفة لخبر مسلم عن جابر بن سمرة قال خرج علینا رسول الله ﷺ (الحدیث) حاشیہ مشکوۃ ص 75)

(۵) بدائع الصنائع والے نے بھی ترک رفع الیدین عندالرکوع پر استدلال کیا ہے

(۶) علامہ زیلعیؒ نے نصب الرایہ میں دو حدیثیں بنائی ہیں ایک ترک رفع الیدین عندالرکوع پر ایک اشارہ بالسلام پر اور پھر اس کے دلائل ذکر کئے ہیں

(۷) مولانا محمد ہاشمی سندھیؒ المتوفی 1174ھ بھی اپنے رسالہ کشف الرین میں حدیث مالی اراکم رافعی ایدیکم سے رفع الیدین عندالرکوع کی منسوخیت پر دلیل پکڑی ہے

(۸) مبسوط سرخسی ص 14 ج 1) میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بعض صحابہ کرامؓ کو رفع الیدین عندالرکوع کرتے دیکھا تو کرہ ذالک فقال مالی اراکم رافعی ایدیکم الخ

(۹) مولانا محمد زکریا صاحب بھی حدیث مالی اراکم الخ سے ترک رفع الیدین پر استدلال کیا ہے (تقریر بخاری ص 106 ج 3) امید ہے کہ جناب مولانا تقی عثمانی صاحب اب آپ رجوع کریں گے۔

مولانا تقی عثمانی کا جواب

محمد تقی عثمانی

سابق رکن اسلامی نظریاتی
کونسل پاکستان و نائب مہتمم دارالعلوم کراچی 14
فون 131217 رہائش 312788
مورخہ 18 رمضان 1406ھ

۴۸۶

محترمی و مکرمی السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

گرامی نامہ ملا حدیث مالی اراکم الخ کے بارے میں آپ کے دلائل پر غور کیا ان سے بات تو ثابت ہوتی ہے کہ اس حدیث سے ترک رفع الیدین پر استدلال بہت سے حضرات نے کیا ہے لیکن اس حدیث کے رفع الیدین عندالسلام سے الگ ہونے پر اب بھی اطمینان نہیں اور اگر اس کو رفع الیدین عندالرکوع سے متعلق مانا جائے تو ایک اشکال یہ ہے کہ اس صورت میں رفع الیدین عندالرکوع ناجائز مکروہ تحریمی اور حنفیہ کے نزدیک موجب اعادہ نماز ہونا چاہیے کیونکہ حدیث میں صرف نہی ہی نہیں بلکہ تشنیع وارد ہوئی ہے جو کم از کم کراہت تحریمی کی متقاضی ہے حالانکہ حنفیہ رفع یدین کو صرف خلاف اولیٰ کہتے ہیں مکروہ تحریمی نہیں کہتے۔ حیات النبی سے متعلق آپ نے فریقین کی ایک متفق علیہ تحریر احقر کو دی تھی میری رائے فریقین اگر اس پر متفق ہو کر فضول بحث و مباحثہ بند کر دیں تو بہت اچھا ہو گا اور وہ تحریر اور اس پر فریقین کے اتفاق کا واقعہ اگر آپ قلم بند کر کے بھیج دیں تو شاید البلاغ "میں اس کی اشاعت مفید ہو۔

والسلام محمد تقی عثمانی۔ نوٹ فریقین کی متفق علیہ تحریر سے مراد وہ مناظرہ حیات النبی ﷺ کی تحریر ہے جو مولانا حافظ حبیب اللہ ڈیروی حیاتی اور مولانا امیر عبداللہ مماتی کے درمیان واقع ہوا ہے جس کو قہر حق کے ص میں شائع کیا گیا ہے

مولانا حبیب اللہ ڈیروی کا تحریری جواب بسم اللہ الرحمٰن الرحیم . بخدمت اقدس حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب دام مجدہ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ بعد

ازیں گذارش ہے کہ جناب کا گرامی نامہ موصول ہوا۔ یاد آوری کا شکریہ۔ جناب نے یہ تو تسلیم کرلیا ہے کہ حدیث مالی اراکم الخ سے ترک رفع یدین پر استدلال بہت سے حضرات نے کیا ہے مگر جناب نے یہ اشکال پیش کیا ہے کہ اگر اس حدیث کو رفع یدین عندالرکوع کے منع پر چسپاں کیا جائے تو پھر رفع یدین عندالرکوع ناجائز مکروہ تحریمی ہونا چاہیے کیونکہ حدیث میں صرف نہی ہی نہیں بلکہ تشنیع وارد ہوئی ہے جو کم از کم کراہت تحریمی کی متقاضی ہے حالانکہ حنفیہ رفع یدین کو صرف خلاف اولیٰ کہتے ہیں مکر وہ تحریمی نہیں کہتے۔

الجواب: جناب مفتی صاحب۔ راقم الحروف کو فقہ کی کتابوں اور فتاوی کی کتابوں کا مطالعہ بہت کم ہے مگر جناب تو ماشاء اللہ خود بھی مفتی اعظم ہیں اور مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے ہیں۔ لیکن جناب نے جو یہ فیصلہ دیا ہے۔ درست نہیں

(۱) حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوریؒ فرماتے ہیں: ثم اعلم ان الرفع قبل الركوع وبعده غير معمول به وغير مندوب عندنا معاشر الحنفية لانه مكروه ولم يصرح بالكراهت الا صاحب منية المصلى حيث قال ويكره ان يرفع يديه عندالركوع وعندرفع الراس من الركوع الخ (معارف السنن ص458 ج2) حضرت مولانا بنوریؒ نے فقہ کی کتاب منیۃ المصلی سے اس رفع یدین کے مکروہ ہونیکا ذکر تو فرمادیا مگر فرمایا کہ ان کے علاوہ کسی نے بھی کراہت کا قول نہیں کیا لیکن مولانا بنوریؒ کا یہ فیصلہ درست نہیں

(۲) مولانا موصوف کے استاد محترم علامہ سید محمد انور شاہ صاحب فرماتے ہیں فـما فی الكبيرى شرح المنيته والبدائع انه مكروه تحريما متروك عندى (فیض الباری ص 257 ج2) اس حوالہ سے معلوم ہوا کہ رفع یدین عندالرکوع کو صاحب کبیری اور صاحب بدائع نے بھی مکروہ تحریمی لکھا ہے منیۃ المصلی والا اس میں متفرد نہیں۔ لیکن علامہ سید محمد انور شاہ صاحبؒ کے فرمان سے معلوم ہوتا ہے کہ رفع یدین عندالرکوع کو مکروہ تحریمی کہنے والے صرف دو حضرات ہیں حالانکہ ان حضرات کے علاوہ بھی مکروہ کہنے والے موجود ہیں

(۳) مبسوط سرخسی ص 14 ج 1 کا حوالہ بھی آپ نے ملاحظہ کرلیا ہوگا جس میں رفع یدین عندالرکوع کی کراہت کی تصریح ہے

(۴) صاحب مراقی الفلاح ص 140 مطبوعہ نور محمد کراچی میں فرماتے ہیں ويكره الرفع في غير هذه المواطن فلايرفع يديه عند الركوع ولاعندالرفع منه ولا في تكبيرات الجنائز غير الاولىٰ لحديث مسلم مالي اراكم رافعي ايديكم كانها اذناب خيل شمس اى صعب اسكنوافي الصلوة

(۵) اور صاحب طحطاوی علی مراقی الفلاح ص 177 میں فرماتے ہیں ويكره رفع اليدين عندارادة الركوع والرفع عندنا (باب صفۃ الصلوۃ)

(۶) علامہ شامیؒ فرماتے ہیں (تتمہ) بقى من المكروهات اشياء اخرذكر ها المنية ونور الايضاح وغير هما (الىٰ ان قال) ورفع يديه عندالركوع والرفع منه (شامی ص484 ج1 مطبوعہ مصر)

(۷) نیز علامہ شامیؒ فرماتے ہیں اشار الی انہ لا یرفع عند تکبیرات الانتقالات خلافاً للشافعی فیکرہ عندنا ولایفسد الصلوۃ الافی روایۃ مکحول عن الامام (شامی ص473 ج1 فصل فی بیان تالیف الصلوۃ)

(۸) فتاوی عالمگیری ص105 ج1، ص106 میں الفصل الثانی فی ما یکرہ فی الصلوۃ ومالا یکرہ کے تحت یوں لکھا ہے ویکرہ ان یفترش ذراعیہ و ان یرفع یدیہ عند الرکوع وعند رفع الرأس من الرکوع

(۹) مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ فرماتے ہیں قلت و الحاصل ان حدیث جابر بن سمرۃ یشمل علی امور عدیدۃ احدھا کراھت رفع الایدی فی الصلوۃ والامر بالسکون (بذل المجہود ص90 ج2) جناب تو اچھی طرح جانتے ہیں کہ مکروہ کا لفظ جب بولا جاتا ہے تو اس سے مراد مکروہ تحریمی ہوتا ہے

(۱۰) قطب وقت حضرت مولانا رشید صاحب گنگوہیؒ حدیث مالی اراکم الخ کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں فیہ دلالۃ علی ان رفع الیدین فی غیر تکبیرۃ الاولیٰ لا یجوز (الحل المفہم ص79 ج1) الناشر المکتبہ الشیخ 367/3 بہادر آباد کراچی نمبر5)

(۱۱) خلاصہ کیدانی والے تو رفع الیدین عندالرکوع کو حرام لکھا ہے

(۱۲) علامہ امیر کاتب اتقانیؒ رفع یدین عندالرکوع کرنے والے کی نماز کو فاسد شمار کرتے ہیں۔ دیگر احناف میں سے امام طحاویؒ حافظ ابن ہمام علامہ عینیؒ ملا علی قاریؒ حضرت شیخ الہند (تقریر ترمذی میں) وغیرہم رفع الیدین عندالرکوع کو منسوخ شمار

کرتے ہیں اور مفتی حضرات خوب جانتے ہیں کہ منسوخ چیز پر عمل کرنا کیا حکم رکھتا ہے

فقط والسلام حافظ محمد حبیب اللہ ڈیروی مدرس نصرۃ العلوم نزد گھنٹہ گھر گوجرانوالہ

26 ذوالقعدہ 1406ھ 3 اگست 1986ء۔ امید ہے کہ جناب خط کا جواب جلد از جلد عنایت فرمائیں گے۔ مگر مولانا محمد تقی عثمانی نے حسب وعدہ نہ رجوع فرمایا اور نہ اس خط کا جواب عنایت کیا راقم الحروف ایک زمانہ میں دارالعلوم کراچی میں مولانا اشرف سیفی صاحب سے ملاقات کی اور اس خط کا ذکر کیا تو مولانا سیفی صاحب نے فرمایا کہ خط انکو پہنچ گیا ہے مگر جواب دینے سے وہ عاجز ہیں میں نے کہا کہ میں اس تحریر کو شائع کروں گا تو مولانا سیفی نے فرمایا آپ اس کو شائع نہ کریں مولانا عثمانی کی بے عزتی ہے۔ قال عبداللہ بن مسعود الا اصلی بکم صلوۃ رسول اللہ ﷺ فصلی فلم یرفع یدیہ الا فی اول مرۃ (سنن ترمذی ص59 ج1) وقال حدیث حسن والمحلی ابن حزم ص87 ج4 تا ص88) و قال ان ھذا الخبر صحیح حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا میں تم کو رسول اللہ ﷺ کی نماز پڑھاؤں پھر آپ نے نماز پڑھی اور ہاتھ نہیں اٹھائے سوائے پہلی دفعہ کے۔ امام ترمذی نے فرمایا اس حدیث کی سند حسن ہے اور ابن حزمؒ نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ علامہ ناصر الدین البانی غیر مقلد فرماتے ہیں و الحق انہ حدیث صحیح و اسنادہ صحیح الا شرط مسلم ولم نجد لمن اعلہ حجۃ یصلح التعلق بھا ورد الحدیث من اجلھا۔ تعلیقات مشکوۃ (حدیث نمبر 809) اور حق بات بھی ہے کہ حدیث صحیح ہے اور اس کی سند مسلم کی شرط پر صحیح ہے اور ہم کوئی ایسی علت نہیں پاتے جس کی وجہ سے اس حدیث کا رد کیا جا سکے۔ علامہ سندھیؒ فرماتے ہیں ابن مسعودؓ

کی حدیث کی سند صحیح ہے (مرعاۃ شرح مشکوٰۃ ص 293 ج 2) لعبید اللہ غیر مقلد)
حکیم محمود صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں کہ مولانا لکھنویؒ نے موطا کے حاشیہ ص 89 میں فرمایا.... پھر عدم رفع یدین کی حدیثوں کی سندیں بھی صحیح نہیں سوائے حدیث ابن مسعود کے (شمس الضحیٰ ص 118) علامہ احمد محمد شاکر غیر مقلد لکھتے ہیں و هـــذا الحديث صححه ابن حزم فی المحلی و غیرہ من الحفاظ و هو حديث صحيح وما قالو هو فی تعليله ليس بعلة (تعلیقات ترمذی ص 41 ج 2) اور یہ حدیث اس کو ابن حزم نے محلی میں صحیح قرار دیا ہے اور دوسرے حفاظ حدیث نے بھی اور یہ حدیث صحیح ہے اور جو معترضین نے اس میں علتیں بیان کیں ہیں وہ کوئی علت قابل اعتماد نہیں ہے اور یہی بات علامہ احمد محمد شاکر کے دو شاگردوں علامہ شعیب الارناؤط غیر مقلد اور علامہ محمد زہیر الشاویش غیر مقلد نے حاشیہ شرح السنہ ص 24 ج 3 مطبوعہ مصر میں فرمائی ہے۔ علامہ ابن دقیق العید المالکی الشافعی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا دارومدار عاصب بن کلیب پر ہے امام ابن معینؒ نے اس کو ثقہ قرار دیا ہے (بحوالہ نصب الرایہ ص 359 ج 1) مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی غیر مقلد ایک حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں امام ترمذی نے اس حدیث کے متعلق یہ لکھی ہے کہ یہ حدیث حسن ہے اور حدیث حسن مقبول و قابل عمل ہوتی ہے (واضح البیان ص 399)

اعتراض: لایعود کی زیادت صحیح نہیں ہے امام دار قطنیؒ نے فرمایا کہ سند اس کی صحیح ہے مگر اس میں ایک لفظ ہے لایعود وہ محفوظ نہیں ہے ابو حذیفہؒ نے اپنی حدیث میں سفیان ثوری سے ذکر کیا ہے اور وہ قول لم یعد ہے (کتاب العلل لدار قطنی ص 172 ج 5 تا ص 173) زہیر بن حرب نے امام وکیعؒ سے لایعود نقل کرتے ہیں (

محلی ابن حزم ج 3 ص 235 اور ج 4 ص 87) امام احمدؒ بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ لا یعود کی زیادۃ امام وکیعؒ اپنی طرف سے کہتے ہیں (مسائل الامام احمد بن حنبل رواية ابنه عبدالله ص 70) امام احمدؒ نے اپنے شیخ پر خوب اعتماد کیا ہے ماشاء اللہ حدیث کے طالبعلم ایسے ہی ہوں جن کو اپنے اساتذہ پر اعتماد بھی نہ ہو۔ حالانکہ عبداللہ بن مبارکؒ نے بھی وکیعؒ کی متابعت کی ہے اور نسائی ص 158 ج 1) میں سفین ثوریؒ سے ثم لم يعد روایت کیا ہے اور مولانا ارشاد الحق الاثری حاشیہ جلاء العینین ص 87 میں لکھتے ہیں و تابعه معاوية و خالد بن عمر و وابو حذيفة ايضاً عند ابی داؤد (ص 273 ج 1) کہ امام وکیعؒ کے متابع معاویہ خالد بن عمرو اور ابو حذیفہؒ نے بھی ابوداؤد میں متابعت کی ہے۔ اور نعیم بن حماد اور یحیی بن یحییٰ نے بھی امام وکیعؒ سے ثم لایعود روایت کیا ہے (طحاوی ص 132 ج 1) باقی فصلی فلم یرفع یدیه الا مرة کے الفاظ سے مروی ہے یہ امام دار قطنیؒ ابن قطان فاسیؒ امام احمدؒ امام ابو بکر بن ابی شیبہؒ وعثمان بن ابی شیبہ محمد بن اسمٰعیل احمسیؒ محمود بن غیلانؒ ھناد بن السریؒ روایت کرتے ہیں اور یہ الفاظ ان حضرات کے ہاں صحیح ہیں اور اس کا معنی لا یعود والا بنتا ہے امام دار قطنیؒ فرماتے ہیں کہ یہ روایت عاصم بن کلیب عن عبدالرحمٰن بن الاسود عن علقمہ سے مروی ہے اور ثوریؒ اسکو عاصم بن کلیب سے روایت کیا ہے اور اسی طرح ابو بکر النھشلی نے عن عاصم بن کلیب عن عبدالرحمٰن بن الاسود عن ابیہ وعلقمہ عن عبداللہ روایت کی ہے اور اسی طرح عبداللہ بن ادریس نے عاصم بن کلیب عن عبدالرحمٰن بن الاسود عن علقمہ عن عبداللہ روایت کی ہے واسنادہ صحیح اور سند اسکی صحیح ہے (کتاب العلل ص 176 ج 5) مولانا محمد ظہیر احسن محدث شوق نیمویؒ لکھتے ہیں اور

اگر کوئی یہ کہے کہ زیادت ثم لا یعود کی غیر محفوظ ہونے کا دعویٰ غلط ہے اور محض غلط ہے۔نسائی ص168 میں یہ روایت بسند صحیح بطریق عبداللہ بن مبارک عن سفیان مروی ہے جس سے وکیع کا تفرد باطل ہوتا ہے اور سفیان کی متابعت ابوبکر نھشلی اور ابن ادریس نے کی ہے دار قطنی کی کتاب العلل ص143 میں ہے و سئل عن حدیث علقمه عن عبدالله قال الا اریکم صلوة رسول الله ﷺ فرفع یدیه فی اول تکبیرة ثم لم یعد فقال (ای الدارقطنی) یرویه عاصم بن کلیب عن عبدالرحمن بن الاسود عن علقمة حدث به الثوری عنه و رواه ابو بکر النهشلی عن عاصم بن کلیب عن عبدالرحمن بن الاسود عن ابیه و علقمة عن عبدالله و کذالک رواه ابن ادریس عن عاصم بن کلیب عن عبدالرحمن بن الاسود عن علقمة عن عبدالله و اسناده صحیح دیکھو اس عبارت سے تفرد سفیان باطل ہو گیا جب تفرد باطل ہے تو غیر محفوظ ہونے کا دعویٰ بھی باطل ہو گا اس حدیث کو جس کی ترمذی نے تحسین کی ہے ابن حزم نے المحلّی میں صحیح کہا ہے اور علامہ ہاشم سندھی نے کشف الرین ص 11 میں لکھا ہے۔سند ابی داؤد صحیح علی شرط الشیخین یعنی ابوداؤد کی سند امام بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے (جلاء العینین فی رفع الیدین قومی پریس لکھنو ص 6 تا ص7)۔حافظ زبیر علیزئی صاحب اعتراض کرتے ہیں کہ عبداللہ بن مبارک نے کہا لم یثبت حدیث ابن مسعود (سنن ترمذی ص59 ج1 واسنادہ صحیح) (نور العینین ص119 تا120)

الجواب: حضرت عبداللہ بن مبارک سے حدیث ترک رفع الیدین ایسی سند سے

ثابت ہے جس کے صحیح ہونے پر شبہ نہیں چنانچہ سند یوں ہے اخبرنا سوید بن نصر حدثنا عبدالله بن المبارک عن سفیان الخ امام نسائی عظیم ثقہ ہیں اور سوید بن نصر بھی اعلیٰ درجہ کے ثقہ ہیں اور عبداللہ بن مبارکؒ تو عبداللہ بن مبارک ہی ہیں جو بالاتفاق ثقہ ہیں۔اب اس روایت کی سند پر نظر کر لیں جو عبداللہ بن المبارک سے جرح نقل کی ہے۔امام ترمذی فرماتے ہیں حدثنا بذالک احمد بن عبدة الآملی حدثنا وھب بن زمعة عن سفین بن عبدالملک عن عبداللہ بن المبارک۔اس میں امام ترمذیؒ کا استاد احمد بن عبدة کے حالات معلوم نہیں یہاں تک کے اس کی تاریخ ولادت اور وفات بھی معلوم نہیں اندازہ یہ ہے کہ یہ تیسری صدی میں فوت ہوا ہے اس زمانہ میں نہ تو کسی شاگرد نے اس کی توثیق و تعریف کی ہے اور نہ کسی اور معاصر نے بلکہ آٹھویں صدی تک کسی محدث نے اس کی تعریف نہیں کی سوا علامہ ذھبیؒ کے کہ انہوں نے اس کو صدوق (سچا) کہا ہے (الکاشف ص23 ج1 وتھذیب ص59 ج1) اور علامہ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ راوی کی توثیق جو صدوق کے لفظ سے کی جاتی ہے اس کا درجہ ثقہ اور متقن کے الفاظ سے کم ہے اور صدوق کے ساتھ ضعیف کا لفظ بھی مل سکتا ہے چنانچہ علامہ ذھبیؒ ایک راوی کے بارے میں فرماتے ہیں قلت ھو صدوق و لیس بمتقن (میزان ص65 ج3) کہ یہ راوی صدوق ہے لیکن متقن نہیں ہے امام ابوحاتمؒ حماد بن ابی سلیمان کے بارے میں لکھتے ہیں صدوق لا یحتج به (التعلیق المغنی ج3 ص269) کہ یہ راوی صدوق ہے مگر اس کے ساتھ حجت نہ پکڑی جائے۔تو اعلیٰ درجہ کی حدیث جو ترک رفع یدین میں مروی ہے اس کو گھٹیا درجہ کی سند سے رد کرنا انصاف کے خلاف ہے اس لیے امام ترمذی نے ابن المبارکؒ کی جرح کو ذکر کرنے

کے باوجود حدیث کو حسن کہا ہے۔ پھر سفین بن عبدالملک محدثین کرامؒ سے حدیث بیان نہیں کرتے یہ صرف عبداللہ بن المبارک سے روایت کرتے ہیں (دیکھئے خلاصہ تھذیب الکمال ص445) حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ یہ ۲۰۰ھ سے بھی پہلے فوت ہوا ہے عبداللہ بن المبارکؒ سے قدیم السماع ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے (مجہول کے صیغہ سے) کہ سفیان عبدالملک نے ابو معاویہ الضریر سے بھی روایت کی ہے (تھذیب التھذیب ص 116 ج 4) اور دارقطنی ص 239 ج 1 اور بیہقی ص 79 ج 2) میں اس جرح کی ایک سند عبداللہ بن محمود حدثنا عبدالکریم بن عبداللہ عن وھب بن زمعہ عن سفین بن عبدالملک عن عبداللہ بن المبارکؒ۔ اس میں راوی عبدالکریم بن عبداللہ السکری مجہول ہے اس کا ترجمہ کتب اسماء الرجال سے ہمیں نہیں مل سکا۔ فلھذا ایسی مجہول سند کا کوئی اعتبار نہیں ہے اور حضرت عبداللہ بن المبارک سے صحیح سند کے ساتھ ترک رفع الیدین کی حدیث ثابت ہو چکی ہے (والحمد للہ)۔ حافظ زبیر علیزئی فرماتے ہیں (۱۳) یحیٰ بن معین واللہ تعالیٰ اعلم بھی اس کو ضعیف قرار دیتے ہیں حاشیہ جلاء العینین ص28 نور العینین ص123)۔

الجواب: یہ خالص جھوٹ ہے لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ حافظ زبیر علیزئی لکھتے ہیں (۹) ابوبکر احمد بن عمر (و) البزار نے کہا و ھو حدیث لا یثبت و لا یحتج بہ (التمھید ص220 ج9 تا ص221) یعنی یہ حدیث ثابت نہیں اور حجت نہیں (نور العینین ص122)

الجواب: پہلے تو اس کو امام بزارؒ کی طرف نسبت کرنا غلط ہے کیوں کہ محشی کہتا ہے

فی الاصل عمرو البراء والصواب ما اثبتہ اصل میں عمرو البراء تھا اور بہتر وہ ہے جس کو میں نے بنایا پھر دوسرے نمبر پر امام بزارؒ کی جرح یزید بن ابی زیاد کی روایت پر ہے (عمدۃ القاری للعینی ص 273 ج5 و التلخیص الحبیر ص221 ج1) نور العینین ص14 علامہ محمد انور شاہ صاحب فرماتے ہیں ثم رایت عبارۃ التمھید نقلھا بعضھم و قد نقل فیھا کلام البزار فی حدیث ابن مسعودؓ وھو فی العمدۃ و التلخیص فی حدیث یزید فیحتاط فی النقل فقد کثر التصحیف (نیل الفرقدین ص63) پھر میں نے تمھید کی عبارت دیکھی جس کو بعض نے نقل کیا ہے اور اس میں امام بزارؒ کی کلام عبداللہ بن مسعود کی حدیث کے بارے میں نقل کی ہے حالانکہ عمدۃ القاری اور التلخیص میں یہ جرح یزید بن ابی زیاد کے بارے میں ہے۔ پس نقل میں احتیاط ہونی چاہیے کیوں کہ تحریف بہت زیادہ ہو چکی ہے۔ حافظ زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں کہ امام شافعیؒ نے اس حدیث کو رد کر دیا کہ یہ ثابت نہیں (شرح الزرقانی علی موطا مالک ص158 ج1 سبل السلام ص168 ج1 فتح الباری ص175 ج2، نور العینین ص120) اس جرح کی سند منقطع ہے ان میں سے کسی صاحب کی امام شافعیؒ سے ملاقات نہیں ہے فلھذا مردود ہے۔ حافظ زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں احمد بن حنبل نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے (التمھید لما فی المؤطا من المعانی والاسانید ص219 ج9) امام احمدؒ کی تعلیل کے لیے ملاحظہ ہو ہے۔ العلل و معرفۃ الرجال ص116 ج1 تا ص117) مسائل احمد بروایۃ ابنہ ص 71 تلخیص الحبیر ص222 ج1، نور العینین ص120) الجواب امام احمدؒ نے ثم لا یعود کی زیادت پر

کلام کیا ہے اور باقی حدیث کو مسند احمد ص388 ج1 میں فلم یرفع یدیہ الامرۃ کے الفاظ سے خود روایت کیا ہے امام احمد کی جرح پیش کر کے گڑ بڑی کرنا مسلمان کا کام نہیں بلکہ منافق کا کام ہے پھر یہ بات بھی گذر چکی ہے کہ امام وکیعؒ ثم لا یعود کے روایت کرنے میں اکیلے نہیں ہیں بلکہ عبداللہ بن المبارک ابو حذیفہ وغیرہ بھی متابع ہیں حافظ زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں ابو حاتم الرازی نے کہا هذا خطاء يقال و هم الثوری فقد رواه جماعة عن عاصم و قالو اكلهم ان النبی ﷺ افتتح فرفع يديه ثم ركع فطبق و جعلهما بين الركبتين ولم يقل ماروی الثوری (علل الحدیث ص96 ج1) مفہوم یہ حدیث خطاء ہے کہا جاتا ہے کہ سفیان ثوری کو اس کے اختصار میں وہم ہوا ہے کیوں کہ ایک جماعت نے اس کو عاصم بن کلیب سے ان الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے کہ نبی ﷺ نے نماز شروع کی پس ہاتھ اٹھائے پھر رکوع کیا اور تطبیق کی اور اپنے ہاتھوں کو گھٹنوں کے درمیان رکھا کسی دوسرے نے ثوری والی بات بیان نہیں کی ہے الجواب عاصم بن کلیب سے ایک جماعت نے روایت تطبیق کی کی ہے یہ روایت یہ غلط اور محض غلط ہے بلکہ عبداللہ بن ادریس کے علاوہ کسی نے بھی بیان نہیں کی۔ جبکہ سفین ثوریؒ کی طرح ابو بکر النھشلیؒ اور ابن ادریسؒ نے بھی بیان کیا ہے (کتاب العلل لدار قطنی) فھذا ابو حاتمؒ کی جرح مردود ہے۔ حافظ زبیر علیزئی فرماتے ہیں (۵) الامام الدار قطنی نے کہا لم یثبت (تلخیص الحبیر ص222 ج1) یہ روایت ثابت نہیں نیز ملاحظہ فرمائیں کتاب العلل للدار قطنی ص346 ج1۔ نور العینین ص121)۔

الجواب: امام دار قطنی نے اپنی کسی کتاب میں یہ نہیں فرمایا کہ یہ حدیث ثابت نہیں بلکہ وہ کتاب العلل میں فرماتے ہیں اسنادہ صحیح جیسا کہ حوالہ گذر چکا ہے حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں و كذا قال الدار قطنی انه صحيح الا ان هذه اللفظة (الدرایہ ص150 ج1) اور اسی طرح امام دار قطنیؒ نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے مگر لا یعود کا لفظ صحیح نہیں ہے۔ مگر ثم لم یعد کا لفظ صحیح ہو چکا ہے امام وکیعؒ امام عبداللہ بن المبارکؒ ابو حذیفہؒ وغیرہ کی روایت میں۔ حافظ زبیر علیزئی صاحب فرماتے ہیں حافظ ابن حبان نے کتاب الصلوٰۃ میں کہا هو فی الحقيقة اضعف شئی يعول عليه لا ن له عللاً تبطله (تلخیص الحبیر ص222 ج1) مفہوم یہ روایت حقیقت میں سب سے زیادہ ضعیف ہے کیوں کہ اس کی علتیں ہیں جو اسے باطل قرار دیتی ہیں (نور العینین ص121)

الجواب: ابن حبانؒ کی کوئی کتاب کتاب الصلوٰۃ کے نام سے مرتب نہیں ہوئی یہ محض حافظ ابن حجرؒ کی کاروائی کا نتیجہ ہے ورنہ ابن حبان کی کتاب الصلوٰۃ دنیا کی سطح پر موجود ہی نہیں ہوئی آج کی دنیا نے بہت سی نایاب چیزوں کو یاب بنا دیا ہے مگر ابن حبان کی کتاب الصلوٰۃ نایاب ہی رہی اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک نایاب ہی رہے گی۔ حافظ زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں امام ابو داود السجستانی نے کہا هذا حديث مختصر من حديث طويل و ليس هو بصحيح على هذا اللفظ (ابو داود نسخہ حمصیہ ص478 ج1 و مشکوٰۃ المصابیح۔ نور العینین ص121) چودھویں صدی میں بعض لوگوں نے امام ابو داود کی اس حدیث پر جرح کا انکار کیا ہے اور صاحب مشکوٰۃ

کے اوہام جمع کر کے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ ابوداؤد سے اس قول کا انتساب وھم ہے حالانکہ درج ذیل ائمہ حدیث نے اس قول کو امام ابوداؤد سے منسوب کیا ہے۔ جن میں ابن الجوزی ابن عبد البر ابن عبد الهادی ابن حجر العسقلانی فی تلخیص الحبیر ص222 ج1 شمس الحق عظیم آبادی نے کہا واعلم ان هذه العبارة موجودة فی نسختین عتیقتین عندی و لیست فی عامة نسخ ابی داؤد الموجودة عنـــــدی ۔معلوم ہوا یہ عبارت امام ابوداؤد کی ہی ہے اسی حدیث پر (نور العینین ص122)

الجواب: شمس الحق عظیم آبادی غیر مقلد نے تحریف سے کام لیا ہے اور وہ دونوں نسخے پرانے صرف دنیا میں ان کے پاس ہیں اور کسی کے کتب خانہ میں نہیں (سبحانک هذا ابهتان عظیم) پھر ابن عبدالبر کی التمہید میں بھی غیر مقلد محشی نے تحریف کا ارتکاب کیا ہے مولانا سید محمد انور شاہ صاحبؒ نے پہلے سے خبردار کر دیا ہے کہ التمہید میں تحریف واقع ہو چکی ہے اور وہاں سے نقل بڑی احتیاط سے کرنی چاہیے باقی ابن الجوزی ابن عبدالهادی اور ابن حجر کو اشتباہ ہو گیا کہ امام ابوداؤد نے حضرت براء بن عازبؓ کی حدیث پر جرح کی ہے تو انہوں نے سمجھا کے امام ابوداؤد نے حضرت ابن مسعود کی حدیث پر جرح کی ہے حالانکہ یہ حقیقت کے برخلاف ہے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ابن الجوزی اور ابن عبدالهادی کی عبارت میں غیر مقلد نے تحریف کا ارتکاب کر دیا ہو اور ابن حجر تخلیص الحبیر میں نقل کرنے میں محتاط نہیں ہیں ابن حجر نے خود کہا ہے کہ تخلیص الحبیر پر میں راضی نہیں ہوں۔ (9) حافظ زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں یحی

بن آدم ملاحظہ فرمائیں تلخیص الحبیر ص222 ج1۔نور العینین ص122)۔

الجواب: یحیی بن آدم نے بھی جرح نہیں کی صرف امام احمد بن حنبل نے یوں کہا ہے کہ عبداللہ بن ادریس کی حدیث میں یحی بن آدم فرماتے ہیں کہ میں نے نظر کی تو اس میں ثم لم یعد نہیں تھا (جز رفع الیدین ص14) اب حافظ ابن حجرؒ کا اس کو یہ رنگ دینا کہ قال احمد و شیخ یحی بن آدم ھو ضعیف کہ امام احمدؒ اور اس کے شیخ یحی بن آدم کے ہاں یہ حدیث ضعیف ہے۔ بہت بری بات ہے (اللہ تعالی انہیں معاف فرمائے) (10) حافظ زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں محمد بن وضاح نے اس قسم کی حدیث کو ضعیف کہا ہے (التمہید ص221 ج9۔نور العینین ص122)

الجواب: محمد بن وضاح یقول الا حادیث التی تروی عن النبی ﷺ فی رفع الیدین ثم لا یعود ضعیفة کلها (التمہید)۔ کہ محمد بن وضاح نے کہا کہ وہ احادیث رسول اللہ ﷺ سے ثم لا یعود سے روایت کیا ہے ضعیف ہیں ۔اول تو اس کی سند کی صحت ثابت کریں وثانیاً لا یعود کے علاوہ والی روایات تو صحیح ہیں۔ فلھذا زبیر علیزئی کا یہ بھی دھوکہ ہے اور مردود ہے۔ (11) حافظ زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں کہ امام بخاری نے بحوالہ تلخیص الحبیر حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے (نور العینین ص123)۔

الجواب: امام بخاری سے جرح منقول کرنا صحیح نہیں اور جزء رفع الیدین ان کی طرف منسوب ہے جیسا کہ بحث آ رہی ہے۔ نیز حافظ ابن قیمؒ نے تہذیب السنن ص368 ج1 میں فرمایا ہے و ضعفه الدارمی والدارقطنی و البیهقی کہ اس

حدیث ابن مسعود کو امام دارمی دارقطنی ؒ وبیہقی ؒ نے ضعیف قرار دیا ہے۔حالانکہ التلخیص الحبیر ص 221 ج 1 میں یزید بن ابی زیاد والی روایت کے بارے میں ہے ضعفہ البخاری واحمد و یحی والدارمی والحمیدی۔اللہ تعالیٰ حافظ ابن قیم کو معاف فرمائے آمین) حالانکہ الدارمیؒ یا الدارقطنی یا بیہقیؒ نے حضرت ابن مسعودؓ کی حدیث کو ضعیف قرار نہیں دیا۔اور سفین ثوریؒ کی تدلیس کی بحث گذر چکی ہے کہ اس کی تدلیس مضر نہیں کیوں کہ یہ طبقہ ثانیہ کا مدلس لکھا ہے جبکہ محمد یحی گوندلوی غیر مقلد نے اپنی کتاب کے اندر اس کی تدلیس کو غیر مضر قرار دیتے ہوئے اس سے حجت پکڑی ہے۔

حضرت براء بن عازبؓ کی حدیث کی تحقیق: **عن البراء بن عازب قال كان النبي ﷺ اذا كبر لا فتاح الصلوٰة رفع يديه حتى يكون ابها ماه قريباً من شحمتي اذنيه ثم لا يعود** (معانی الآثار للطحاوی ص 224 ج 1) نبی ﷺ شروع نماز میں رفع الیدین تھے یہاں تک کے آپ کے انگوٹھے کانوں کی لو تک ہو جاتے تھے پھر آپ دوبارہ نہیں کرتے تھے (نور العینین ص 134)

الجواب: حافظ زبیر علیزئی نے یہ حدیث طحاوی شریف سے پیش کی ہے حالانکہ صحاح ستہ کے مرکزی مؤلف امام ابوداؤد نے اس کو سنن ابی داؤد میں روایت کیا ہے۔(۲) دوسری دلیل سنن ابی داؤد ص 109 ج 1 میں محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کے طریق سے ایک روایت یوں آتی ہے۔حضرت براء بن عازب فرماتے ہیں رأیت **رسول الله ﷺ رفع يديه حين افتتح الصلوٰة ثم لم يرفعهما حتى انصرف**۔

کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ رفع الیدین کیا جس وقت نماز شروع کی پھر نماز میں دوبارہ رفع الیدین نہ کیا حتی کہ نماز سے فارغ ہو گئے۔امام ابوداؤد نے اس حدیث کو لیس بصحیح فرمایا یعنی کہ یہ صحیح نہیں لیکن حافظ زبیر علیزئی صاحب فرماتے ہیں نصب الرایہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یزید بن ابی زیاد بھی حکم نے متابعت کی ہے لہٰذا اس سند کے حسن ہونے میں شک نہیں ہے واللہ اعلم (جرابوں پر مسح تحریری مناظرہ زبیر علیزئی وعبدالرشید انصاری طبع اول ص 41) یعنی پہلی حدیث میں یزید بن ابی زیاد ہے اور اس نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت کی ہے اور دوسری حدیث میں حکم اور عیسی بن عبدالرحمٰن، عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت کر رہے ہیں تو صرف یزید حکم کے متابع نہ ہوئے بلکہ عیسی بن عبدالرحمٰن کے بھی متابع ہوئے تو اس سند کے حسن ہونے میں شک نہیں ہے۔تیسری حدیث مسند ابوحنیفہ **بروایت ابو نعیم الا صبهانی** ص 156 مطبوعۃ الریاض) میں حضرت امام ابوحنیفہ نعمانؒ بن ثابت سے روایت ہے **قال سمعت الشعبي يقول سمعت البراء بن عازب يقول كان رسول الله ﷺ اذا افتتح الصلوٰة رفع يديه حتى يحاذى منكبيه و لا يعود لرفعهما حتى يسلم من صلوته.** امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں میں نے امام شعبیؒ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں نے براء بن عازب سے سنا وہ فرماتے تھے کہ رسول ﷺ جب نماز شروع کرتے تھے تو رفع الیدین کاندھوں کے برابر کرتے تھے پھر نماز میں رفع الیدین کرنے کیلئے نہ لوٹتے حتی کہ نماز سے سلام پھیرتے تھے۔اس سند میں نہ یزید بن ابی زیاد ہے نہ محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ ہے۔

چوتھی حدیث: حدثنا القاضی ابو احمد محمد بن احمد بن ابراهیم حدثنا محمد بن جعفر بن محمد حدثنا رجاء بن صهیب سمعت الحسین بن حفص عن ابی یوسف و عن ابن ابی لیلیٰ عن الحکم عن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ عن البراءؓ قال رأیت رسول الله ﷺ حین افتتح الصلوة کبر حتی رأیت ابهامیه حذاء اذ نیه ثم لم یر فعهما حتی سلم (کتاب ذکر اخبار اصبهان تالیف الامام الحافظ ابی نعیم احمد بن عبدالله الاصبهانی طبع لیدن باب الراء ص 315 ج 1) حضرت براءؓ فرماتے ہیں میں نے رسول ﷺ کو دیکھا جسوقت نماز شروع کی تو اللہ اکبر کہا حتیٰ کہ میں نے دیکھا کہ اپنے دونوں انگوٹھوں کو کانوں کے برابر کیا پھر دونوں ہاتھ نہ اٹھائے حتیٰ کہ سلام پھیرا۔ اس سند میں امام ابو یوسفؒ۔ محمد بن ابی لیلیٰ کا متابع ہے۔ پہلی حدیث جو طحاوی کے حوالے سے مذکور ہوئی ہے اسکی سند یوں ہے حدثنا ابو بکرۃ قال حدثنا مؤمل قال حدثنا سفیان الثوری قال حدثنا یزید بن ابی زیاد عن ابن ابی لیلیٰ عن البراء بن عازب الخ اس سند میں سفیان ثوریؒ نے یزید بن ابی زیاد سے لایعود کا جملہ نقل کیا ہے اور سفیان قدماء اصحاب یزید سے ہے۔

پانچویں حدیث: اخبرنا علی ابن احمد بن عمر المقرئی حدثنا ابراهیم بن احمد القرمیسینی حدثنا بشر بن موسی الاسدی واخبرنا عبدالباقی بن محمد بن احمد الطحان اخبرنا محمد بن احمد الحسن الصواف حدثنا بشر بن موسی حدثنا موسی بن داؤد حدثنا عافیه بن

یزید عن ابن ابی لیلیٰ عن الحکم عن بن ابی لیلیٰ عن البراءؓ عن النبی ﷺ مثل حدیث قبله انه کان اذا افتتح الصلوة رفع یدیه ثم لایعود (تاریخ بغداد ص 307 ج 12) حضرت براءؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ جب نماز شروع کرتے تھے تو رفع یدین کرتے تھے پھر نہ لوٹتے تھے۔ ''نوٹ عن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کا واسطہ کتابت کی غلطی کیوجہ سے گر گیا ہے''

چھٹی حدیث: حدثنا احمد بن علی بن العلاء حدثنا ابو الاشعث حدثنا محمد بن بکر حدثنا شعبته عن یزید بن ابی زیاد قال سمعت ابن ابی لیلیٰ یقول سمعت البراءؓ فی هذا المجلس یحدّث قوماً منهم کعب بن عجرة قال رأیت رسول ﷺ حین افتتح الصلوة یرفع یدیه فی اول تکبیرة (سنن الدار قطنی ص 110 ج 1 تحتی کلاں) عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ فرماتے ہیں سنا میں نے حضرت براءؓ سے اس مجلس میں ایک قوم کو حضرت براءؓ حدیث بیان کر رہے تھے جس میں کعبؓ بن عجرة صحابی بھی تھے کہ دیکھا میں نے رسول ﷺ جسوقت نماز شروع کی تو رفع یدین کر رہے تھے پہلی تکبیر میں اب اس روایت میں یزید بن ابی زیاد کا سماع کا ذکر بھی ہے اور روایت بھی امام شعبہؒ سے ہے جو یزید کے قدیم اصحاب میں سے ہیں اور پہلی تکبیر میں رفع الیدین کا بیان کر رہا ہے۔

ساتویں حدیث: حدثنا اسحق حدثنا ابن ادریس قال سمعت یزید بن ابی زیاد عن ابن ابی لیلیٰ عن البراءؓ قال رأیت رسول الله ﷺ رفع یدیه حین استقبل القبلته حتی رأیت ابهامیه قریباً من اذنیه ثم لم یرفعهما

(مسند ابویعلی ص 291 ج 2) عبداللہ بن ادریس فرماتے ہیں کہ میں یزید بن ابی زیاد سے سنا عن ابن ابی لیلیٰ عن البراءؓ سے حضرت براءؓ نے فرمایا کہ دیکھا میں نے رسول ﷺ کو رفع یدین کیا جسوقت قبلہ کا استقبال کیا حتی کہ دیکھا میں دونوں انگوٹھوں کو کانوں کے قریب کیا پھر رفع یدین نہ کیا۔ عبداللہ بن ادریس بھی قدماء اصحاب یزید سے ہیں اور وہ پھر یہ لم یرفعہما روایت کررہا ہے۔

آٹھویں حدیث: حدثنا اسحٰق حدثناھشیم عن یزید بن ابی زیاد عن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ عن البراء قال رأیت رسول اللہ ﷺ حین افتتح الصلوٰۃ کبرورفع یدیہ حتی کادتا تحا ذیا ن اذنیہ ثم لم یعد (مسند ابویعلی ص 290 ج 2) حضرت براءؓ فرماتے ہیں کہ دیکھا میں نے رسول اللہ ﷺ جسوقت نماز شروع کی تو اللہ اکبر کہا اور رفع الیدین کیا حتی کہ دونوں ہاتھ کانوں کے برابر تھے پھر نہیں لوٹے۔ (نوٹ) امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ ہشیم نے یزید بن ابی زیاد سے نہیں سنا۔ حالانکہ ہشیم یزید سے تحدیث کرتا ہے مثلاً ترمذی ص 171 ج 1) بـــاب ماجاء مایقتل المحرم من الدواب میں ہے حدثنا احمد بن منیع حدثنا ھشیم حدثنا یزید ابی زیاد. اور ابن ابی شیبہ ص 222 ج 1 میں ہے حدثنا ابوبکر قال حدثنا ھشیم قال حدثنا یزید بن ابی زیادالخ۔ معلوم ہوا کہ صرف کوفی رواۃ ہی ثم لم یعد روایت نہیں کرتے بلکہ دوسرے حضرات بھی یہ الفاظ نقل کرتے اور ہشیم واسطی ہیں اور ہشیم کا سماع یزید سے اول عمر میں ہوا ہے سنن بیہقی ص 76 ج 2)

نویں حدیث: حدثنا محمد بن الصباح البزار حدثنا شریک عن یزید بن ابی زیاد عن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ عن البراء ان رسول اللہ ﷺ کان اذا افتتح الصلوٰۃ رفع یدیہ الی قریب من اذنیہ ثم لا یعود (ابوداؤد ص 109 ج 1) حضرت براءؓ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تھے تو رفع الیدین کرتے کانوں کے برابر پھر نہیں لوٹتے تھے۔ اس میں شریک نے یزید بن ابی زیاد سے لایعود روایت کیا ہے۔

دسویں حدیث: حدثنا عبدالوارث بن سفیان قال حدثنا قاسم بن اصبح قال حدثنا احمد بن زوھیب قال حدثنا ابو نعیم قال حدثنا موسی بن محمد الانصاری عن یزید بن ابی زیاد عن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ عن البراء بن عازب قال صلیت خلف النبی ﷺ فکبر فرفع یدیہ حتی حاذی اذنیہ فی اول مرۃ لم یزد علیھا (التمہید لابن عبدالبر ص 214 ج 9) حضرت براءؓ بن عازب سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی پس اللہ اکبر کہا پس رفع یدین کیا حتی کہ ہاتھ کانوں کے برابر کئے پہلی مرتبہ میں اس اس پر زیادہ نہ کیا۔ اس روایت کی سند میں موسیٰ بن محمد الانصاریؒ نے یزید بن ابی زیاد سے لایعود کے ہم مثل روایت کیا ہے۔

گیارہویں حدیث: سفیان بن عیینہ المصنف عبدالرزاق ص 71 ج 2 یزید بن ابی زیاد سے لایعود کے الفاظ سے روایت کرتے ہیں اصل الفاظ عبدالرزاق عن ابن عیینہ عن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ عن البراء بن

عازب مثله و زاد قال مرة واحدة ثم لا یعود لرفعهما تلک الصلوٰة ۔ تو سب حضرات یزید بن ابی زیاد سے ثم لا یعود سے روایت کرتے ہیں محدث ابن عدیؒ فرماتے ہیں و رواه هشیم و شریک و جماعته معهما عن یزید با سنا ده و قالو افیه ثم لم یعد (کامل ابن عدی ص 2730 ج 7) کہ اس حدیث کو ہشیم اور شریک نے اور ان دونوں کے ساتھ ایک جماعت ہے جو یزید بن ابی زیاد سے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا ہے اور اس میں انہوں نے لم یعد کہا ہے۔ یزید بن ابی زیاد کی ثقاہت کے دلائل نور الصباح حصہ اول ص 158 تا ص 165 ملاحظہ کریں۔ البتہ چند حوالے پیش کئے جاتے ہیں حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں و یزید فیه ضعف یسیر (التلخیص الحبیر ج 2 ص 117) اور یزید میں تھوڑا سا ضعف ہے علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں وهو حسن الحدیث (العبر) (بحوالہ شذرات الذھب ص 106 ج 1) یزید حسن حدیث والا ہے علامہ عراقیؒ بھی فرماتے ہیں ہذا حدیث حسن و یزید بن ابی زیاد کو امام مسلم نے متابعات میں اخراج کیا ہے اور حافظ ابن حجرؒ یزید بن ابی زیاد کی ایک سند کو اسنادہ مقارب لکھتے ہیں (الدرایہ ص 6 ج 2) اعتراض: سفین بن عیینہ فرماتے ہیں کہ ہمیں یزید بن ابی زیاد نے مکہ میں حدیث سنائی تو اس میں ثم لا یعود نہیں تھا پھر کوفہ میں آیا تو میں نے ان سے سنا کہ ثم لم یعد کہتا تھا (نور العینین ص 136 و 137)

الجواب: یزید بن ابی زیاد کی ولادت 47ھ میں ہوئی۔ یزید بن ابی زیاد سفیان بن عیینہ سے ساٹھ سال پہلے پیدا ہو ہے۔ اب سفین مکہ میں 163ھ میں منتقل ہوا اور یزید کوفہ میں 136ھ میں وفات پا چکا تھا تو محال بات ہے کہ یزید اول زمانہ میں مکہ

میں سفیان بن عیینہ کو حدیث بغیر لا یعود کے روایت کرتا ہے پھر سفین جب کوفہ میں آتا ہے تو لا یعود کی زیادتی سے روایت کرتا ہے اور محدث حمیدی مخالفین اہل کوفہ خصوصاً امام ابو حنیفہ کے ہیں انکی بات مخالف معتبر نہیں ہے جب کہ محدث عبدالرزاقؒ ابن عیینہ سے لا یعود کی زیادت سے یزید سے روایت کرتے ہیں اور کوئی تلقین کی بات نہیں کرتے۔ اور ابن عیینہ نے یزید سے خود سماع کیا ہے۔

حدیث محمد بن جابر السحیمی : محمد بن جابر عن حماد عن ابراهیم عن علقمة عن عبدالله قال صلیت مع النبی ﷺ و مع ابی بکر و مع عمر رضی الله عنهما فلم یرفعوا ایدیهم الا عند التکبیرة الا ولیٰ فی افتتاح الصلوٰة (سنن الدار قطنی ص 295 ج 1) محمد بن جابرؒ نے اپنی سند سے عبداللہ بن مسعودؓ سے نقل کیا ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ اور ابو بکرؓ اور عمرؓ کے ساتھ نماز پڑھی تو وہ شروع نماز میں تکبیر تحریمہ کے سوا ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔ زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں یہ حدیث موضوع ہے اسے کسی امام نے بھی صحیح نہیں کہا بلکہ بے شمار ائمہ نے اسے صاف طور پر ضعیف و موضوع قرار دیا ہے (نور العینین ص 141)

الجواب: محدث ابن عدیؒ فرماتے ہیں قال الشیخ و لمحمد بن جابر من الحدیث غیر ما ذکرت و عندا اسحق بن ابی اسرائیل عن محمد بن جابر کتاب احادیث صالحته و کان اسحق یفضل محمد بن جابر علی جماعته شیوخ هم افضل منه و اوثق الخ (کامل ص 2163 ج 6) شیخ محدث ابن عدی نے فرمایا کہ محمد بن جابر کے لئے حدیثیں اور بھی ہیں جو میں نے ذکر

نہیں کیں اور اسحٰق بن اسرائیل کے پاس محمد بن جابر کی کتاب تھی جس میں صحیح حدیثیں موجود ہیں اور الکامل لابن عدی ص 2158 ج 6) میں ہے قدم عبداللہ بن المبارک علی محمد بن جابر و هو یحدث بمکه فی سنه ثمان و ستین و مائته فقال حدث یا شیخ من کتبک قال من هذا قیل عبدالله بن المبارک فارسل الیه بکتبه و کان عبدالرحمن یسأله من حدیث حماد و عبدالله ساکت ۔عبداللہ بن المبارک محمد بن جابر کے پاس آیا اور محمد بن جابر مکہ مکرمہ میں حدیث بیان کررہا تھا۔ 168ھ میں تو عبداللہ بن مبارکؒ نے فرمایا اے شیخ اپنی کتابوں سے حدیث بیان کریں محمد بن جابرؒ نے کہا یہ کون ہے تو کہا گیا کہ عبداللہ بن مبارک ہیں تو محمد بن جابرؒ نے اپنی کتابیں عبداللہ بن المبارکؒ کے ہاں بھیج دیں اور محدث عبدالرحمٰن (بن مھدیؒ) محمد بن جابرؒ سے حضرت حمادؒ کی حدیث پوچھتے تھے اور عبداللہ بن المبارک خاموش تھے۔ پس معلوم ہوا کہ محمد بن جابر کی حدیثیں جو انکی کتابوں میں ہیں وہ صحیح ہیں اور جو حافظہ سے ہیں ان میں گڑبڑ ہے اور حمادؒ کی حدیث بھی صحیح ہے کیوں کہ عبدالرحمٰن بن مھدی محمد بن جابر سے حماد کی حدیث کے بارے میں سوال کرتے تھے اور عبداللہ بن المبارک خاموش تھے یہ خاموشی رضا کی دلیل ہے ۔پس یہ حدیث ترک رفع یدین کی ان احادیث میں سے ہے جو امام اسحٰق بن ابی اسرائیل کے پاس محمد بن جابر کی کتاب تھی اور اس میں صحیح حدیثیں تھیں اس لئے محدث اسحٰق بن ابی اسرائیل فرماتے ہیں۔ و به نأخذ (الدارقطنی ص 111 ج 1) اور ہم بھی ترک رفع یدین پر عمل کرتے ہیں۔ محمد بن جابرؒ پر کذب کی جرح نہیں ہے کہ اس کی روایت کو معاذ اللہ موضوع قرار دیا جائے جیسا کہ بعض ناعاقبت اندیش لوگوں نے

کہا باقی محمد بن جابرؒ کی توثیق نور الصباح حصہ اول میں کردی گئی ہے۔

عباد بن زبیر کی روایت کا حال: عن عباد ابن الزبیر ان رسول اللہ ﷺ کان اذا افتتح الصلوۃ رفع یدیه فی اول الصلوۃ ثم لم یرفعهما فی شئ حتی یفرغ (نصب الرایه ص 404 ج 1) بحوالہ خلافیات بیہقی: کہ حضرت عباد بن الزبیر فرماتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ رفع الیدین کرتے تھے جب نماز شروع کرتے تھے ابتداء نماز میں پھر رفع الیدین نہ کرتے حتی کہ نماز سے فارغ ہوجاتے۔ اعتراض: حافظ زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں اسی طرح عباد بن الزبیر نامی کسی شخص سے ایک روایت منسوب کی گئی ہے جس میں اول تو انقطاع ہے (بشرط توثیق رواۃ وتسلیم ارسال الزاماً) دوم عباد بن الزبیر نا معلوم ہے (یاد رہے کہ یہ عباد بن عبداللہ بن الزبیر نہیں ہے) سوم اسکے بعض راویوں میں نظر بھی ہے حافظ ابن قیم نے اس روایت کے بارے میں کہا وھو موضوع یعنی یہ روایت موضوع ہے (المنار المنیف فی الصحیح والضعیف ص 139۔ نور العینین ص 147)

الجواب: یہ راوی عباد بن عبداللہ بن الزبیر ہی ہے اور اس کے بعض راویوں پر نظر بھی نہیں ہے راقم الحروف نے نور الصباح حصہ اول کے ص 80 تا ص 81 میں ان راویوں کی توثیق نقل کی ہے باقی رہی حافظ ابن قیمؒ کی بات تو اس کتاب میں انہوں نے صحیح حدیثوں کو موضوع کہا ہے مثلاً ایک حدیث ہے العجوۃ والصخرۃ من الجنته (مسند احمد ص 31 ج 5 و ص 65 ج 5) کہ عجوہ اور صخرۃ (پتھر) جنت سے ہیں اس روایت کی علامہ ذھبیؒ و امام حاکمؒ نے تصحیح کی ہے (مستدرک ص 120 ج 4 مع التلخیص و

ص 203 ج 4) لیکن حافظ ابن قیم صاحب نے المنار المنیف ص 87 میں اس کو بے اصل کہا ہے حالانکہ الحجوۃ من الجنتہ یہ روایت بخاری میں موجود ہے۔المنار المنیف ص 60 میں ہے و کل حدیث فیه یا حمیراء او ذکر الحمیراء فهو کذب مختلق۔ کہ ہر وہ روایت جس میں یا حمیراء ہے یا ذکر حمیراء کا ہے وہ جھوٹ ہے گھڑا ہوا ہے حالانکہ کئی سندوں سے صحیح ہے دیکھئے مستدرک حاکم ص 119 ج 3 و ص 471 ج 4) ونسائی کی سنن کبری میں دو حدیثیں ہیں دونوں صحیح ہیں (بحوالہ فتح الملھم ص 439 ج 2) اور مشکل الآثار طحاوی ج 1 ص 117۔ میں یا حمیراء ہے طبرانی اوسط ص 91 ج 2) میں یا حمیراء ہے اور الترغیب والترھیب بالمنزری ج 4 ص 241 میں یا حمیراء ہے وقال ایضاً هذا موسل جید وغیرہ وغیرہ۔

حضرت عمرؓ کا اثر: ابراهیم عن الا سود کان عمر بن الخطاب یرفع یدیه فی الاول تکبیرۃ ثم لا یعود (الطحاوی و البیهقی) بقول ابراهیم عن اسود میں انہوں حضرت عمرؓ کو دیکھا ہے کہ وہ شروع تکبیر میں رفع الیدین کرتے پھر دوبارہ نہیں کرتے (نور العینین ص 156) امام طحاویؒ فرماتے ہیں وھو حدیث صحیح (شرح معانی الاثار ص 111 ج 1) اور حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں و ہذا رجالہ ثقات (الدرایہ ص 152 ج 1) اور اس سند کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

اعتراض: حافظ زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں امام ابو عبداللہ الحاکم نے اس روایت پر یہ اعتراض کیا ہے کہ یہ روایت شاذ ہے اس کے ساتھ حجت قائم نہیں ہوتی (نصب الرایہ ص 405 ج 1) امام ابوزرعہ رازی نے الحسن بن عیاش کے مقابلہ میں سفیان

الثوری کی اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے جس میں پھر نہ کرنے کا ذکر نہیں ہے (علل الحدیث لابن ابی حاتم ص 95 ج 1) (نور العینین ص 157)

الجواب: امام طحاویؒ حافظ ابن حجر وغیرہ کے مقابلہ میں امام حاکم شیعہ کی بات قابل اعتماد نہیں اور امام ابوزرعہ رازی کا سفین ثوری کی روایت کو صحیح قرار دینا تو انہوں نے سفین کی تدلیس کا اعتبار نہیں کیا۔ کیا یہ روایت اب زبیر علیزئی کے ہاں صحیح ہو گئی ہے سفین ثوری کی تدلیس معاف ہو گئی ہے۔ بے حیا باش و ہر آنچہ خواہی کن۔

اعتراض نمبر 2: دوسرے یہ کہ اس روایت میں ابراہیم نخعی کوفی مدلس ہیں (نور العینین ص 157)

الجواب: ابراہیم نخعی کی تدلیس مضر نہیں کیوں کہ یہ دوسرے درجہ کا ہے جس کی تدلیس کو ائمہ کرامؒ نے برداشت کیا ہے۔ اور زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں میں نے اپنے مضمون میں حضرت انسؓ نافع مولیٰ ابن عمر اور ابراہیم نخعیؒ وغیرہ ھما ائمہ مسلمین سے ثابت کیا ہے کہ جوربین وخفین ایک ہی چیز کے دو نام ہیں (جرابوں پر مسح طبع اول ص 23) اس تحریر میں ابراہیم نخعی کو ائمہ مسلمین میں سے شمار کیا ہے۔

اعتراض نمبر 3: ایک علت یہ بھی ہے کہ اگر سیدنا عمرؓ رفع الیدین نہ کرنے والے ہوتے تو انکا جلیل القدر اور فقیہ بیٹا عبداللہؓ بھی رفع الیدین نہ کرتا حلانکہ معاملہ بر عکس ہے ابن عمرؓ رفع الیدین کرتے تھے بلکہ نہ کرنے والوں کو مارتے تھے (کما تقدم) لہٰذا یہ روایت صحیح نہیں ہے (نور العینین ص 157)

الجواب: کنکریاں مارنے کی روایت میں ولید بن مسلم متفرد ہے امام ابو داؤدؒ

کتاب الطب میں فرماتے ہیں ان الولید بن مسلم اخبرھم عن ابن جریج ...... قال ابو داؤد ھذا لم یروہ الا الولید لا ندری صحیح ھو ام لا (ابوداود ص282 ج2۔ باب فیمن تطبب ولا یعلم منہ طب) ولید بن مسلم نے اگرچہ تصریح سماع اخبرھم کے صیغہ سے روایت کی ہے

(i) امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ ہم نہیں جانتے کہ ولید بن مسلم کی یہ روایت صحیح ہے یا نہیں

(ii) ولید بن مسلم کی روایت باوجود تحدیث کے اور صحیح مسلم میں ہونے کے علاوہ نوویؒ لکھتے ہیں ضعیف بل باطل (شرح مسلم ص90 ج1) کہ یہ روایت ضعیف بلکہ باطل ہے

(iii) تذکرۃ الحفاظ ص688 ج2 میں ہشام بن عمار حدثنا الولید حدثنا الاوزاعی الخ اس سند کے بارے میں علامہ ذھبیؒ لکھتے ہیں رواتہ ثقات لکنہ منکر ۔ کہ راوی اس کے ثقہ ہیں مگر منکر ضعیف ہے۔ اس کے حاشیہ میں علامہ المعلمی غیر مقلد لکھتے ہیں علتہ ان الولید یدلس التسویۃ و کذا ھشام فیما یظھر کہ اس سند کی علت یہ ہے کہ ولید بن مسلم تدلیس التسویہ کرتا ہے اور اسی طرح ہشام جیسا کہ ظاہر ہو رہا ہے۔ تحدیث کے باوجود علامہ معلمی غیر مقلد تدلیس التسویہ کا الزام ولید بن مسلم پر لگا رہے ہیں

(iv) عن مکحول عن محمود عن ابی نعیم انہ سمع عبادۃ بن الصامت الخ کی حدیث قراءۃ خلف الامام کی سند میں ابونعیم کا اضافہ ولید بن مسلم کی غلطی ہے ۔ چنانچہ امام بیہقیؒ فرماتے ہیں و قد غلط الولید بن مسلم فی اسنادہ (کتاب

القراءۃ ص44) اور ولید بن مسلم نے اس کی سند میں غلطی کی ہے۔ ولید بن مسلم حدثنی غیر واحد منھم سعید بن عبد العزیز التنوخی عن مکحول سے حدثنی کے کلمے سے حدیث بیان کر رہا ہے مولانا ارشاد الحق صاحب اثری لکھتے ہیں محمود عن ابی نعیم عن عبادۃ کی سند میں ابونعیم کا ذکر کرنا راوی کا وہم ہے اور یہ وہم ولید بن مسلم کا ہے مکحول کا نہیں امام بیہقیؒ فرماتے ہیں و قد غلط الولید بن مسلم فی اسنادہ (کتاب القراءۃ ص44 اور السنن الکبری ص165 ج2) میں بھی امام ابن صاعد سے ولید کی غلطی قرار دیا ہے مکحول کی نہیں ۔ امام دارقطنی سنن ص319 ج1 میں بھی امام ابن صاعد سے یہی قول نقل کیا ہے کہ یہ غلطی ولید کی ہے (توضیح الکلام ص350 ج1 تا ص351) اب غیر مقلدین حضرات ولید بن مسلم کی روایت کو غلط قرار دے رہے ہیں حالانکہ ولید بن مسلم بے چارہ کلمہ حدثنی سے حدیث بیان کر رہا ہے (مولانا ارشاد الحق صاحب اثری لکھتے ہیں اگر یہ روایت معنعن ہوتی تو ہم مولانا صاحب کا اعتراض کچھ وزنی سمجھتے لیکن یہاں ان سے تحدیث ثابت ہے اور ہم اسے متابعت میں پیش کر رہے ہیں) (مولانا ارشاد الحق صاحب اثری لکھتے ہیں امام احمدؒ کا سبب بھی تدلیس ہی ہے لیکن زیر بحث روایت میں تحدیث ثابت ہے مگر مولانا صفدر صاحب کا فرمانا کہ جو اس کی مسموع اور غیر مسموع روایت کی کوئی تمیز نہیں تو پھر حدثنا وغیرہ کی آڑ لینا بے سود ہے (ملخصا احسن ص86 ج2) صفدر کا اپنا طرز عمل تو یہ محض حدیث سے جان چھڑانے کا نا کام بہانہ ہے جبکہ ولید بن مسلم صحیح بخاری اور صحیح مسلم کا راوی ہے (توضیح الکلام ص308 ج1) حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں بعض الرواۃ ادخل بین محمود خلف الامام فی الصلوت کلھا) بعض راویوں

نے محمود اور حضرت عبادہؓ کے درمیان ایک شخص کو داخل کر دیا ہے اور یہی روایت امام دارقطنیؒ کے ہاں ضعیف ہے (نوٹ) مولانا ارشاد الحق صاحب اثری نے ولید بن مسلم کی روایت توضیح الکلام ص 306 ج 1) میں متابعت کے طور پر ذکر کر کے کہا کہ سند حسن درجہ سے قطعاً کم نہیں مگر جب اضطراب سنن کا مسئلہ درپیش ہوا تو مولانا اثری صاحب ابونعیم کا اضافہ ولید بن مسلم کا وہم قرار دیا۔ اور ائمہ محدثین کرامؒ سے ولید بن مسلم کی غلطی کی نشاندہی کی کیا یہی ایمانداری ہے میاں ارشاد الحق صاحب اثری کی (سبحان اللہ)

(۷) ترمذی باب مسح اعلاہ واسفلہ ص 15 ج 1 و ص 16 میں حضرت مغیرہ بن شعبہؓ سے روایت ہے کہ بے شک نبی اکرم ﷺ موزے کے اعلیٰ اور اسفل حصہ کا مسح کیا ہے۔ جسکی سند یوں ہے حدثنا ابو الولید الد مشقی نا الو لیدبن مسلم اخبر نی ثور بن یز ید الخ امام ترمذیؒ فرماتے ہیں وھذا حدیث معلول لم یسندہ عن ثور بن یزید غیر الو لیدو سألت اباز رعتہ و محمدٌ اعن ھذا الحدیث فقالا لیس بصحیح اور یہ حدیث ضعیف ہے اسکو صیغہ سماع سے ولید بن مسلم کے سوا کسی نے روایت نہیں کیا اور میں نے امام ابو زرعہؒ اور امام بخاری سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو دونوں نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ اور امام عبدالرحمٰن بن ابی حاتمؒ نے اپنے باپ ابو حاتمؒ اور ابو زرعہؒ سے روایت کیا ہے کہ ولید بن مسلم کی یہ حدیث غیر محفوظ ہے اور علامہ ابن حزم نے فرمایا کہ ولید بن مسلم نے دو جگہ پر خطاء کی ہے اور امام اثرمؒ نے فرمایا کہ امام احمدؒ نے ولید بن مسلم کو ضعیف قرار دیا ہے (بحوالہ تحفۃ الاحوذی ص 99 ج 1) نوٹ: یاد رہے کہ ولید بن مسلم نے یہاں بھی صیغہ سماع

اخبرنی سے روایت نقل کی ہے مگر محدثین کرامؒ نے اس حدیث کو رد کر دیا ہے

(vi) امام بیہقیؒ فرماتے ہیں وروی من و جہ آخر ضعیف عن ابی الد رداء کہ اور ایک ضعیف سند سے حضرت ابو الدرداءؓ سے مروی ہے پھر امام بیہقیؒ نے بساب من کرہ اخذا لا جرۃ علیہ کے تحت ایک حدیث ذکر کی ہے جو بواسطہ ولید بن مسلم حدثنا سعید بن عبدالعزیز عن اسماعیل بن عبید اللہ عن ام الد رداءؓ عن ابی الد رداءؓ ان رسول اللہ ﷺ قال من اخذ قوساً علی تعلیم القران قلدہ اللہ قوساً من نار ۔ پھر امام دحیمؒ سے نقل کیا ہے لیس لہ اصل کہ اس حدیث کی کوئی اصل نہیں ہے دیکھئے (السنن الکبریٰ ص 126 ج 6) اب ولید بن مسلم صیغہ سماع حدثنا سے روایت کر رہے ہیں۔ مگر امام بیہقیؒ ضعیف قرار دیتے ہیں اور محدث شام امام دحیمؒ اس حدیث کو بے اصل کہتے ہیں۔ علامہ ماردینی حنفیؒ کا یہ کہنا کہ سند اس کی جید ہے اور اس کے بے اصل ہونے کی وجہ معلوم نہیں ہو سکی۔ بالکل غلط ہے کیونکہ امام دحیمؒ محدث شام ہیں اور ولید بن مسلم بھی شامی ہے اور شام کی حدیثوں کے پرکھنے کے امام دحیمؒ زیادہ ماہر ہیں اور اس روایت کی بے اصل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس کے راوی ولید بن مسلم ہیں نیز سعید بن عبدالعزیز اختلاط کا شکار ہو گئے تھے اور ولید بن مسلم کی روایت فاتحہ خلف الامام کے مسئلہ میں سعید بن عبدالعزیز کے طریق سے غلط ثابت ہو چکی ہے۔ جس کا غیر مقلدین کو بھی اقرار ہے۔

الجواب نمبر۲: ولید بن مسلم کی روایت جو امام احمد بن حنبل کے طریق سے ہے اس میں اتنا ہے کا ن ابن عمر اذا رأی مصلیاً لا یرفع یدیہ فی الصلوۃ حصبہ و

امره ان یرفع یدیه جب عبداللہ بن عمرؓ کسی نمازی کو دیکھتے کہ نماز میں رفع الیدین نہیں کرتا تو اس کو کنکریاں مارتے اور حکم کرتے کہ رفع الیدین کرے (مسائل الامام احمد بن حنبل روایة ابنه عبداللہ بن احمد ص70) ومعرفت علوم الحدیث للحاکم ص218 تاریخ جرجان ص433)

(۲) کان ابن عمر اذارائی رجلاً لایرفع یدیه حصبه وامره ان یرفع یدیه (التمهید لابن عبدالبر ص65 ج5 بحوالہ جلاء العینین ص53) عبداللہ بن عمرؓ جب کسی شخص کو دیکھتے کہ رفع الیدین نہیں کرتا تو اس کو کنکریاں مارتے اور رفع الیدین کرنے کا حکم فرماتے۔ اس تمہید کی روایت میں نماز کا کوئی ذکر نہیں ہے جبکہ مسائل الامام احمد بن حنبل وغیرہ میں ابتداء نماز رفع الیدین کرنے کا ذکر معلوم ہوتا ہے۔ جبکہ مسند حمیدی وسنن دارقطنی میں کلما خفض ورفع کے الفاظ ہیں جس کا معنی یہ کہ ہر نیچ اور اونچ میں جو رفع یدین نہ کرتا تو اس کو کنکریاں مارتے اور ہر نیچ اور اونچ میں رفع الیدین کے غیر مقلدین بھی قائل نہیں ہیں۔ اور جزء رفع الیدین المنسوب للبخاری ص53 مع جلاء العینین میں ہے جب ابن عمرؓ کسی شخص کو دیکھتے کہ رکوع کے وقت اور رکوع کے بعد رفع الیدین نہیں کر رہا تو اس کو کنکریاں مارتے یہ بطریق حمیدی منقول ہے مگر محمود بن اسحٰق الخزاعی جزء رفع الیدین کے راوی نے اپنی طرف سے الفاظ میں تبدیلی کر دی ہے جو کہ قابل اعتماد نہیں فلهذا ولید بن مسلم کی بیان کردہ یہ روایت باوجود تحدیث کے قابل قبول نہیں کیونکہ وہ اس میں منفرد ہے اور کسی راوی نے یہ روایت بیان نہیں کی جس سے اس کی متابعت ثابت ہوتی ہو اور بغیر متابعت کے اس شیر ببر کی روایت قابل قبول نہیں ہے۔

حضرت علی سے منسوب اثر: عن ابی بکر النهشلی حدثنا عاصم بن کلیب عن ابیه ان علیاً کان یرفع یدیه فی اول تکبیرة من الصلوة ثم لا یعود (معانی الآثار للطحاوی ص225 ج1، نصب الرایہ ص406 ج1) یعنی حضرت علی نماز میں پہلی تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرتے تھے پھر نہیں کرتے تھے اس کا جواب یہ ہے سفیان ثوری نے اس اثر کا انکار کیا ہے (جزء رفع الیدین للبخاری ص47) امام عثمان بن سعید الدارمی نے اس کو واہی یعنی کمزور کہا (السنن الکبری ص80 تا 81 ج2) امام احمد نے گویا اس کا انکار کیا ہے (المسائل لاحمد ص343 ج1) بخاری نے ضعیف کہا شرح الترمذی لابن سید الناس بحوالہ حاشیہ جلاء العینین ص48) نور العینین ص158)

الجواب: جزء رفع الیدین مع جلاء العینین ص47 میں ہے قال عبدالرحمٰن بن مهدی ذکرت للثوری حدیث النهشلی عن عاصم بن کلیب فانکرہ کہ عبدالرحمٰن بن مہدی نے کہا کہ میں نے سفیان ثوری کیلئے حدیث نهشلی عن عاصم بن کلیب پیش کی ہے پس سفیان ثوری نے اس کا انکار کیا ہے مگر عبدالرحمٰن بن مہدی اور امام بخاری کی ملاقات ثابت نہیں ہے اس لئے عبدالرحمٰن کی سند سے جرح منقطع ہے دوسری بات یہ کہ جزء رفع الیدین محمود بن اسحٰق الخزاعی کی روایت سے ہے جو کہ مجہول ہے بلکہ کذاب ہے جیسا کہ الجرح الساری علی جزء البخاری میں اس کا ثبوت مہیا کر دیا گیا ہے۔ باقی رہی عثمان بن سعید الدارمی کی جرح تو یہ امام حاکم شیعہ کی سند سے ہے جو کہ معتبر نہیں کیوں کہ شیعہ مذہب والے رفع الیدین کرتے ہیں امام احمد نے گویا اس کا انکار کیا ہے گویا کہ بات بھی کمزور ہے حقیقتاً انکار نہیں کیا امام بخاری نے ضعیف کہا ہے یہ ابن سید الناس کا وہم ہے اس نے جزء رفع الیدین سے یہی سمجھا ہے اور جزء رفع الیدین کی حقیقت واضح کر دی گئی ہے حافظ ابن حجر اس روایت کے بارے میں فرماتے ہیں ورجالہ ثقات (الدرایہ

ص152 ج1) کہ حضرت علی کے اثر کے تمام راوی ثقہ ہیں امام طحاویؒ فرماتے ہیں جب ترک رفع الیدین کی روایت حضرت علیؓ سے صحیح ثابت ہو چکی ہے تو تارکین رفع الیدین کے لئے بھاری حجت ہے (طحاوی ص110 ج1) امام دار قطنیؒ اپنے علل میں فرماتے ہیں کہ اس روایت میں اختلاف کیا گیا ہے ابو بکر النہشلی سے پس عبدالرحیم بن سلیمان نے اس سے عن عاصم بن کلیب عن ابیہ عن النبی ﷺ مرفوع روایت کیا ہے اور یہ وہم ہے و خالفه جماعته من الثقات منهم عبدالرحمن بن مهدی و موسیٰ بن داؤد و احمد بن یونس و غیرهم فرووه عن ابی بکر النهشلی موقوفاً علی علیؓ و هو الصواب (بحوالہ جلاء العینین ص44) اور عبدالرحیم بن سلیمان کی ایک جماعت نے مخالفت کی ہے جو کہ ثقہ بھی ہیں ان میں عبدالرحمٰن بن مہدی اور موسیٰ بن داؤد اور احمد بن یونسؒ وغیرہ نے ابو بکر النہشلی سے حضرت علیؓ پر موقوف روایت کیا ہے اور یہی صواب (درست) ہے اس صحیح حدیث کے مقابلہ میں عبدالرحمٰن بن ابی الزناد کی روایت پیش کرنا سخت غلطی ہے کیوں کہ عبدالرحمٰن عندالجمہور ضعیف ہے حافظ ابن حجر ایک حدیث نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں ابو بکر النهشلی من رجال مسلم فالحدیث صحیح بهذاالاعتبار (فتح الباری ص181 ج10 کتاب الطب) کہ ابو بکر النہشلی رجال مسلم سے ہے پس حدیث اس اعتبار سے صحیح ہے اور علامہ محمد مرتضیٰ زبیدی اتحاف السادہ المتقین بشرح اسرار احیاء علوم الدین ص55 ج3 میں فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر سے ترک رفع یدین کی یہ سند صحیح ہے اور حضرت علیؓ کی حدیث جو بطریق عبدالرحمٰن بن ابی الزناد مروی ہے اس کے راوی عبدالرحمٰن پر جرح کرنے کے بعد فرماتے ہیں وقد رواه ابن جریج عن موسیٰ بن عقبه ولیس فیه الرفع عندالركوع و الرفع منه كما اخرجه البیهقی ایضاً فی سننه و لا نسبته بین ابن جریج و ابن ابی الزناد واخرجه مسلم من

حدیث الماجشون عن الاعرج بسند هذا ولیس فیه ایضاً الرفع عند الركوع و الرفع منه الخ اور بے شک ابن جریج نے موسیٰ بن عقبہ سے روایت کی ہے اور اس میں رفع الیدین عند الرکوع و بعد الرکوع نہیں ہے اور کوئی نسبت نہیں درمیان ابن جریج اور ابن ابی زناد کے جیسا کہ بیہقی نے اپنی سنن میں روایت کی ہے اور امام مسلم نے ماجشون سے روایت کی ہے اسی سند کے ساتھ اور اس میں بھی رفع الیدین نہیں ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا اثر درج ذیل ہے: عن ابراهیم النخعی قال كان عبدالله بن مسعود لا یرفع یدیه فی شیء من الصلوت الا فی الافتتاح (الطحاوی بحوالہ نصب الرایہ ص406 ج1۔ نور العینین ص159) ابراہیم نخعی نے کہا ابن مسعودؓ کسی نماز میں بھی رفع الیدین نہیں کرتے تھے سوائے شروع نماز میں۔

الجواب: وہ اثر بھی صحیح تھا کہ حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ و ابو بکرؓ و عمرؓ کے پیچھے نماز پڑھی تو وہ شروع نماز میں تکبیر تحریمہ کے سوا رفع الیدین نہیں کرتے تھے اور یہ اثر بھی صحیح ہے کیوں کہ ابراہیم نخعی فرماتے ہیں جب میں روایت کو مرسل روایت کروں تو ایک جماعت نے مجھے بیان کیا ہوتا ہے جو وہ میرے نزدیک ثقہ ہیں تو پوری جماعت غیر ثقہ ہو یہ عقل نہیں مانتا اگر پوری جماعت بھی دوسرے محدثین کے ہاں غیر ثقہ ہو تو ابراہیم نخعیؒ کے ہاں ثقہ ہے تو روایت حسن درجہ کی ہوئی (وللہ الحمد) حافظ زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں امام بخاریؒ نے تفصیل سے بتایا ہے کہ قدیم زمانے میں ابو بکر بن عیاش اس روایت کو عن حصین عن ابراہیم عن ابن مسعود مرسل موقوف بیان کرتے تھے اور یہ بات محفوظ ہے (نور العینین ص163)

الجواب: حصین کی روایت عن ابراہیم عن ابن مسعود کس حدیث کی کتاب میں مروی ہے یہ محض غلط بات ہے حضرت ابن عمرؓ سے منسوب روایت: ابو بکر بن عیاش عن حصین عن مجاهد قال صليت خلف ابن عمر رضی الله عنهما فلم يكن يرفع يديه الا فی التكبيرة الاولیٰ من الصلوة ۔ مجاہد سے روایت ہے کہ میں نے ابن عمر کے پیچھے نماز پڑھی تو وہ صرف تکبیر اولیٰ میں ہاتھ اٹھاتے تھے (نور العینین ص 161)۔

اعتراض نمبر 1: امام یحیٰ بن معینؒ نے فرمایا حديث ابی بكر عن حصين انما هو توهم منه لا اصل له (یعنی ابوبکر کی حصین سے روایت اس کا وھم ہے اس روایت کی کوئی اصل نہیں (جزء رفع الیدین للبخاری ص 56)

الجواب: جزء رفع الیدین محمود بن اسحٰق کا ہے جو امام بخاریؒ سے روایت کرتا ہے محمود بن اسحٰق مجہول ہے اس کی کسی محدث نے توثیق نہیں کی اور یہ محمود بن اسحٰق الخزاعی جھوٹ بھی بولتا ہے جیسا کہ ذکر ہوگا امام بخاریؒ کی اپنی کتب میں امام یحیٰؒ بن معین کی یہ جرح نہیں ملتی نہ صحیح بخاری میں نہ التاریخ الکبیر میں نہ التاریخ الصغیر میں نہ ادب المفرد میں اسی طرح امام یحییٰ بن معین کی اپنی کتابوں میں بھی یہ جرح مذکور نہیں ہے معلوم ہوا کہ محمود بن اسحٰق الخزاعی نے یہ جھوٹ بولا ہے محمود بن اسحٰق نے پہلی حدیث جزء رفع الیدین کی امام بخاری سے یوں بیان کی ہے اخبرنا اسمعيل بن ابی يونس حدثنی عبدالرحمن بن ابی الزناد الخ۔ حالانکہ امام بخاریؒ کا کوئی استاد بھی اس نام کا نہیں ملتا۔ معلوم ہوا محمود بن اسحٰق نے امام بخاریؒ پر بہتان لگایا ہے۔ اسی طرح امام بخاریؒ سے نقل کیا ہے قال البخاری و كذالک يروٗ عن سبعة عشر

نفساً من اصحاب النبی ﷺ الخ امام بخاریؒ نے فرمایا کہ اسی طرح سترہ صحابہ کرامؓ سے رفع یدین عند الرکوع و عند رفع الراس من الرکوع روایت کیا گیا ہے جن میں ابوقتادہ الانصاری، ابواُسید الساعدی البدری، محمد بن مسلمہ، سہل بن سعد الساعدی، عبداللہ بن عمرو بن العاص، عبداللہ بن زبیر وائل بن حجر الحضرمی، مالک بن الحویرث، ابوموسیٰ الاشعری، ابوحمید الساعدی، عمر بن الخطاب، علی بن ابی طالب، ام الدرداء رضی اللہ عنہم (جزء رفع الیدین) اب عبداللہ بن عمرو بن العاص سے یہ رفع الیدین کسی کتاب میں جو حدیث کی کتاب ہو اس میں مروی نہیں ہوا یہ خالص محمود بن اسحٰق الخزاعی کا جھوٹ ہے امام بیہقیؒ نے عبداللہ بن عمرو کا نام ذکر کر دیا جزء رفع الیدین کی وجہ سے اور علامہ زیلعیؒ بھی نصب الرایہ میں بے سند ذکر کر دیا مولانا بدیع الدین الراشدی السندھی غیر مقلد لکھتے ہیں و اما عبدالله بن عمرو بن العاص فلم اقف علی روايته عنه (جلاء العینین ص 21) کہ عبداللہ بن عمرو بن العاص کی روایت سے میں واقف نہیں ہوا۔ اسی طرح ام الدرداء کو صحابیہ بنانا یہ بھی محمود بن اسحٰق الخزاعی کا جھوٹ ہے بلکہ یہ ام الدرداء تابعیہ ہے راقم الحروف نے مقدمہ نور الصباح طبع دوم کے ص 22 تا ص 24 میں اس پر بحث کی ہے ملاحظہ کریں بہر حال محمود بن اسحٰق الخزاعی بہت جھوٹا راوی ہے راقم الحروف نے اس راوی پر مزید بحث الجرح الساری علی جزء البخاری میں کر دی ہے جو کہ شمس الضحیٰ کے جواب کے ساتھ متصل ہے۔

اعتراض نمبر 2: اسکا مرکزی راوی ابوبکر بن عیاش ضعیف ہے

اعتراض نمبر 3: ابوبکر بن عیاش آخری عمر میں اختلاط کا شکار ہو گئے تھے (نصب

الرایہ ص409 ج1)

الجواب: ابوبکر بن عیاش جب آخری عمر میں آئے تو ان سے وہم واختلاط ہو ا ہے لیکن یہاں ابوبکر بن عیاش سے روایت کرنے والے قدماء اصحاب ہیں مثلاً احمد بن یونس عن ابی بکر بن عیاش بخاری نے کتاب التفسیر ص725 ج2 میں احتجاج کیا ہے اور امام طحاویؒ احمد بن یونس کے واسطہ سے ابوبکر بن عیاش سے ترک رفع الیدین بیان کیا ہے اور امام ابوبکر بن ابی شیبہ نے اپنے مصنف میں ابوبکر بن عیاش سے روایت ترک رفع الیدین کی بیان کی ہے فلھذا قدماء شاگرد ابوبکر بن عیاش سے روایت کرتے ہیں علامہ ناصر الدین البانی غیر مقلد فرماتے ہیں کہ ابو بکر بن عیاشؒ فانه من رجال البخاری وحده و فیه کلام لا ینزل به حدیثه عن رتبة الحسن (سلسلة الاحادیث الصحیحه ص348 ج1) کہ ابوبکر بن عیاشؒ صرف رجال بخاری سے ہے اور اس میں کلام ہے جس سے اس کی حدیث درجہ حسن سے نہیں گرتی حافظ زبیر علیزئی غیر مقلد نے نصب الرایہ ص409 ج1 سے نقل کیا ہے کہ امام بخاریؒ نے تفصیل سے بتلایا ہے کہ قدیم زمانے میں ابوبکر بن عیاش اس روایت کو عن حصین عن ابراہیم عن ابن مسعود (مرسل موقوف بیان کرتے تھے اور یہ بات محفوظ ہے پہلی بات (یعنی متنازعہ حدیث) خطاء فاحش ہے کیوں کہ اس نے اس میں ابن عمرؓ کے اصحاب کی مخالفت کی ہے امام بخاری کا یہ قول جرح مفسر ہے جو اللہ کی قسم جو مندمل نہیں ہوسکتی (نور العینین ص134)

الجواب: علامہ زیلعیؒ کا یہ بیان امام بخاری نے فرمایا کہ قدیم زمانے میں ابوبکر بن عیاش نے اس روایت کو عن حصین الخ بیان کیا ہے اور یہ بات محفوظ ہے۔ یہ امام بخاریؒ کا قول نہیں امام بخاریؒ کے رسالہ جزء رفع الیدین جو منسوب ہے امام بخاری

کی طرف اس میں بھی یہ قول موجود نہیں۔ ہاں ابوبکر بن عیاش کے اصحاب ابن عمرؓ کی مخالفت کی ہے یہ قول امام بخاریؒ کی طرف جزء رفع الیدین میں منسوب ہے جبکہ امام بخاریؒ کی اپنی تالیف میں یہ قول بھی موجود نہیں ہے اب حافظ زبیر علیزئی غیر مقلد کا یہ لکھنا کہ امام بخاریؒ کا یہ قول مفسر ہے جو اللہ کی قسم مندمل نہیں ہوسکتی یہ بے حیائی ہے اور زبیر علیزئی غیر مقلد کو اپنی قسم کا کفارہ ادا کرنا چاہیے۔ جلاء العینین ص57 میں ہے قال البیهقی و هذا الحدیث فی القدیم کان یرویه ابو بکر بن عیاش عن حصین عن ابراهیم عن ابن مسعود مرسلاً۔ امام بیہقیؒ نے فرمایا کہ اس حدیث کو ابوبکر بن عیاشؒ قدیم زمانے میں عن حصین عن ابن مسعود مرسلاً بیان کرتے تھے۔ مگر امام بیہقیؒ نے اس کتاب کا نام نہیں لیا جس میں ابوبکر بن عیاش کی یہ حدیث موجود ہو اسلئے یہ محض تک بندی ہے حقیقت میں اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔

وصلی الله تعالی علی خیر خلقه محمد و علی آله و اصحابه اجمعین

آمین برحمتک یا ارحم الراحمین